سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2024

بدھ،15۔ مئی2024

(یوم الاربعاء،6۔ ذیقعد1445ھ)

اٹھارہویں اسمبلی:نواں اجلاس

جلد 9:شمارہ 4

307

فہرست کارروائی

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

بدھ،15۔ مئی2024

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

GOVERNMENT BUSINESS

LAYING OF REPORTS

A MINISTER to lay the following Reports:

1. Special Study on Adequacy and Functional Aspect of Pre-Audit conducted by Local Fund Audit Department in TMA Shah Rukn-e-Alam Town, District Multan, for the Audit Year 2017-18.
2. Special Study on Public funds Expended on Security Measures by School Education Department on District Rahim Yar Khan, for the Audit year 2017-18.
3. Audit Report on the Accounts of City District Government Lahore, for the Audit Year 2017-18.
4. Audit Report on the Accounts of District Government Okara, for the Audit Year 2017-18.

308

5. Financial Statements of the Government of the Punjab for the Year 2017-2018.
6. Audit report on the accounts of Communication and Works, Housing, Urban Development & Public Health Engineering, Irrigation and Local Government & Community Development Departments, Government of the Punjab, for the Audit Year 2020-21.
7. Audit Report on the Accounts of District Education Authorities of Punjab (North) for the Audit Year 2020-21.
8. Audit Report on the Accounts of District Health Authorities of Punjab (North) for the Audit Year 2020-21.
9. Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts, Government of The Punjab, for the Audit Year 2022-23.

MOTION UNDER RULE 87

DISCUSSION ON MATTERS OF PUBLIC IMPORTANCE ARISING OUT OF ADJOURNMENT MOTION NOs. 94/2024, 175/2024 and 188/2024.

MS RAHILA KHADIM HUSSAIN:
MR AHMAD IQBAL CHAUDHARY: to move "that the Assembly do now adjourn"
MR SHAUKAT RAJA :

(Copies of the Adjournment Motion Nos. 94/2024, 175/2024 and 188/2024 are at Annexure)

309

صوبائی اسمبلی پنجاب

اٹھارہویں اسمبلی کا نواں اجلاس

بدھ، 15- مئی 2024

(یوم الاربعاء، 6- ذیقعد 1445ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام 4 بج کر 23 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر ملک محمد احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بِسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

اَلۡحَجُّ اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ ۚ فَمَنۡ فَرَضَ فِيۡهِنَّ الۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوۡقَ ۙ وَلَا
جِدَالَ فِى الۡحَجِّ ؕ وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يَّعۡلَمۡهُ اللّٰهُ ؕ‌ وَتَزَوَّدُوۡا فَاِنَّ خَيۡرَ الزَّادِ
التَّقۡوٰى ‌ۚ وَاتَّقُوۡنِ يٰٓاُولِى الۡاَلۡبَابِ ﴿197﴾ لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا
مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ‌ؕ فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَـرَامِ ۖ وَ
اذۡكُرُوۡهُ كَمَا هَدٰٮكُمۡ ۚ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيۡنَ ﴿198﴾

سورۃ البقرہ (آیات نمبر 197 تا 198)

حج کے مہینے معین ہیں جو معلوم ہیں جو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت کر لے تو حج کے دنوں میں نہ عورتوں سے اختلاط کرے، نہ کوئی بُرا کام کرے اور نہ کسی سے جھگڑے s اور جو نیک کام تم کرو گے وہ اللہ کو معلوم ہو جائے گا اور زادِ راہ یعنی رستے کا خرچ ساتھ لے جاؤ کیونکہ بہترین زادِ راہ پرہیزگاری ہے اور اے اہلِ عقل مجھی سے ڈرتے رہو (197) اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو اور جب عرفات سے واپس ہونے لگو تو مشعر حرام یعنی مزدلفہ میں اللہ کا ذکر کرو اور اس طرح ذکر کرو جس طرح اُس نے تم کو سِکھایا اور اس سے پیشتر تم لوگ ان طریقوں سے محض ناواقف تھے (198)

وَمَا علینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اِکو ای حیاتی دا معیار ہونا چاہی دا
اللہ دے حبیب ﷺ نال پیار ہونا چاہی دا
حضرتِ صدیق نے ایہہ دسیا اے دوستو
سب کجھ سوہنے توں نثار ہونا چاہی دا
حسن حسین توں جند جان وار کے
علی دے غلاماں وچ شمار ہونا چاہی دا
آقا ﷺ جدوں یاد کرو اپنے غلاماں نُوں
ساڈا وی غلاماں وچ شمار ہونا چاہی دا
جہڑے میرے آقا ﷺ دیاں محفلاں سجاندے نیں
سارے بیلیاں دا بیڑا پار ہونا چاہی دا
جس ویلے لباں اُتے ساہ ہون آخری
اوس ویلے آقا ﷺ دا دیدار ہونا چاہی دا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ common practice بنتی جا رہی ہے میں آپ کے احترام میں allow کر دیتا ہوں because آپ normally ایوان کے rules کا خیال رکھتے ہیں۔

MR AFTAB AHMAD KHAN: It is very relevant and more important than the other business of this House. My Point of Order is very constitutional. You have proposed legislation regarding the defamation law, when there is already a law enacted...

MR SPEAKER: Rana Sahib, one second please. Before going to the other business, we will definitely take your Point of Order but Question Hour should not be substituted by any other important business because it is the first and the primary subject which we have to take up sir.

MR AFTAB AHMAD KHAN: Sir, I agree with it but when something is going wrong in the House and the primary duty of any member is legislation.

MR SPEAKER: You have alternate tools available to raise it. You have three clear days in it so you can propose an amendment.

MR AFTAB AHMAD KHAN: Sir, I know you need three days for it but my point is that the way haphazardly this is going on, my issue is can you have another Bill when you already have a law on defamation? اس پر آپ ruling دے دیں۔

MR SPEAKER: Exactly this is what I am saying, it is a very pertinent Point of Order I will allow it but when the turn comes.

سوالات

(محکمہ پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی، اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈا پر Primary and Secondary Health Care کے سوالات ہیں۔ محترم امجد علی جاوید! The sole crusader

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 163 ہے۔ میں اپنے سوال کی طرف آنے سے پہلے اپنے بھائی وزیر موصوف خواجہ عمران نذیر کی نظر ایک شعر کرنا چاہتا ہوں:

اُن کے ماتھے پہ شِکن تو آئے گی لیکن
ہم کہاں لے جائیں اپنی جراتِ اظہار کو

جناب سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! مکرر، مکرر۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!

اُن کے ماتھے پہ شِکن تو آئے گی لیکن
ہم کہاں لے جائیں اپنی جراتِ اظہار کو

جناب سپیکر: واہ، واہ۔ جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! خواجہ عمران نذیر صاحب ہمارے بھائی ہیں اور ہم اکٹھے جیلیں اور سارا کچھ بُھگتتے رہے لیکن میرا کیس یہ ہے اور میں روز اسی پر بات کرتا ہوں کہ محکمے کسی

سوال کا جواب دیتے وقت یا اُن کے over all رویے میں اس ایوان کی sanctity کو مد نظر نہیں رکھا جاتا اور 77 سالوں سے ہمارے ساتھ یہی ہوتا آرہا ہے کہ [*****************]

جناب سپیکر: جناب امجد علی جاوید! آپ کے یہ الفاظ قابلِ اعتراض ہیں All, working in the governance are very respectable people. میں یہ الفاظ expunge کرتا ہوں۔ آپ کو اگر یہ لگتا ہے کہ کوئی جواب غلط دیا گیا ہے تو آپ اُس کو point out کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اُسی پر آجاتا ہوں کیونکہ اگر اُس کی تمثیل آجائے گی تو زیادہ بہتر ہو جائے گا۔ چلیں اب میں سوال کی طرف آجاتا ہوں ورنہ میں چاہ رہا تھا کہ آج اس ایوان میں صحت پر بات ہوتی تو پھر اس کی details آجاتیں۔ میرا سوال نمبر 163 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ بھر میں ضلعی حکومت کے تحت کونسل کو دی گئی ڈسپنسریاں واپس کرنے سے متعلقہ تفصیلات

***163: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2002 میں جب ضلعی حکومت کا نظام نافذ کیا گیا تو ضلع کونسل کے تحت دیہات میں کام کرنے والی ڈسپنسریاں محکمہ صحت کے حوالے کر دی گئیں؟

(ب) پنجاب میں کل کتنی ڈسپنسریاں محکمہ صحت کے حوالے کی گئیں اور ان میں سے اب تک کتنی ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں، تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ج) اب جب کہ ضلعی حکومت کا نظام عملاً ختم ہو چکا ہے اور ضلع کونسلز فنکشنل ہو چکی ہیں کیا محکمہ صحت ضلع کونسل سے لی گئی ڈسپنسریاں واپس کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمایا جائے؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) جی ہاں!

(ب) 1002 ڈسپنسریاں محکمہ صحت کے حوالے کی گئیں اور ان میں سے 825 ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔

(ج) عوام کو صحت کی بہترین سہولتیں فراہم کرنے کے لئے حکومت پنجاب اس وقت پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام 33DHQ ہسپتال، 144 THQ ہسپتال اور تقریباً 325 دیہی مراکز صحت اور 2500 بنیادی مراکز صحت چلا رہی ہے۔ اس کے علاوہ قیدیوں کو صحت کی بہتر سہولیات کی فراہمی کے لئے حکومت پنجاب نے حال ہی میں 43 مزید ہسپتال جو کہ صوبے بھر کی جیلوں میں واقع ہیں، کا انتظام بھی سنبھالا ہے۔ مزید بر آں مذکورہ ڈسپنسریاں بھی مکمل فعال ہیں۔

جناب سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ سال 2002 میں جب ضلع حکومت کا نظام نافذ کیا گیا تو ضلع کونسل کے تحت دیہات میں کام کرنے والی ڈسپنسریاں محکمہ صحت کے حوالے کر دی گئیں؟ اس کا جواب آیا کہ جی ہاں۔ میں نے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ پنجاب میں کل کتنی ڈسپنسریاں محکمہ صحت کے حوالے کی گئیں اور ان میں سے اب تک کتنی ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں تفصیلات فراہم کی جائیں۔ جواب میں ہے کہ 1002 ڈسپنسریاں محکمہ صحت کے حوالے کی گئیں اور ان میں سے 825 ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔ جز (ج) میں، میں نے کہا ہے کہ اب جب کہ ضلعی حکومت کا نظام عملاً ختم ہو چکا ہے اور ضلع کونسلز فنکشنل ہو چکی ہیں کیا محکمہ صحت ضلع کونسل سے لی گئی ڈسپنسریاں واپس کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمایا جائے۔ محکمہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ ڈسپنسریاں مکمل طور پر فعال ہیں۔

جناب سپیکر! میں محکمہ جات سے اکثر عرض کرتا ہوں کہ میرے ساتھ یہ نہ کیا کریں۔ میرے پاس محکمہ کا notification ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر نے ایوان میں ایک پیپر لہرایا)

جس کے تحت انہوں نے یہ posts abolish کر دی ہیں تو یہ وہاں پر کس کے ساتھ کام کر رہے ہیں؟ میرے ضلع میں 27 ڈسپنسریاں تھیں اُن میں سے صرف ایک ڈسپنسری privately کام کر رہی ہے یہ ڈسپنسری وہاں کے لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت بنائی تھی۔ اس ڈسپنسری کو وہاں کے لوگوں نے 72 لاکھ روپیہ اپنی جیب سے لگا کر 2010 میں بنایا۔ اُس کے بعد 2011 میں وہاں کے لوگوں نے اپنی جیب سے اس ڈسپنسری میں ECG Machine لگائی، 13 لاکھ روپے کی لاگت سے biochemistry lab establish کی گئی اور 20 لاکھ روپے کی لاگت سے Eye Unit establish کیا گیا اور وہاں پر volunteer ڈاکٹر کام کرتا ہے۔ وہاں 22 لاکھ روپے سے پھر ایک میڈیکل بلاک بنایا گیا۔ یہ واحد لیب ہے جو اپنی مدد آپ کے تحت چل رہی تھی۔ اس کا عملہ بھی واپس لے لیا گیا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ڈسپنسریاں فعال ہیں۔ محکمہ کس کو دھوکا دے رہا ہے۔ میں نے نوٹیفکیشن پڑھ دیا ہے۔ اب اس کا اگر کوئی جواب ہے تو بتا دیں۔ خواجہ صاحب ماشاء اللہ فن خطابت میں ماہر ہیں اور منطق پر بھی ان کا استاد بڑا کامل ہے۔ یہ مجھے معلوم ہے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! یہ بڑا ضروری سوال ہے۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ امجد بھائی نے جیسے عرض کیا ہے تو اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ یہ ہمیشہ valid گفتگو کرتے ہیں۔ جہاں تک شکن کا تعلق ہے تو میں پورے ہاؤس کو یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم فرشتے نہیں ہیں۔ ہم سے بھی غلطیاں ہوتی ہیں اگر غلطیاں ہوتی ہیں اور ہمارا ہاؤس جو ساڑھے 12 کروڑ عوام کی امانت کا امانتدار ہے۔ اگر اس میں کوئی دوست چاہے وہ حکومتی بنچوں سے ہے یا اپوزیشن بنچوں سے ہے۔ اگر ہماری غلطی کی نشاندہی کرتا ہے تو ہم اس کو ان شاء اللہ خوش دلی سے لیا کریں گے اور لیتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے شکن والا معاملہ نہ کبھی ہوا ہے نہ ان شاء اللہ کبھی ہو گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ڈسپنسریوں کا جہاں تک تعلق ہے۔ اگر مجھے تھوڑی سی اجازت دیں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم سب لوگ اس معاملہ میں ذمہ دار ہیں۔ ہمارے بہت سارے ایسے ساتھی اور دوست ہیں کہ جنہوں نے اپنی زمینیں دیں اور کسی نے کہا کہ یہاں BHU بنا دیں، کسی نے کہا کہ یہاں پر ڈسپنسری بنا دیں۔ اس میں سے بہت ساری زمینیں ایسی بھی تھیں جو بالکل

صحیح دی گئیں۔ میں معذرت سے کہتا ہوں کہ بہت ساری زمینیں ایسی بھی تھیں کہ جہاں پر زمین اس لئے دی گئی کہ وہاں پر کوئی facility بن جائے گی تو کوئی road infrastructure بن جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن کا عوام سے دور تک کا بھی تعلق واسطہ نہیں تھا۔ ان تمام باتوں کی وجہ سے پچھلی کئی دہائیوں سے یہ سارا معاملہ خراب سے خراب تر ہوتا گیا۔ یہ جو ڈسپنسریاں ہیں جن کی بات امجد بھائی کر رہے ہیں۔ میں بطور منسٹر ہیلتھ یہ کہتا ہوں کہ میں ان ڈسپنسریوں کے مکمل فعال ہونے کا سب سے بڑا حمایتی ہوں لیکن ہمیں اس معاملہ کو categories کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر! اگر آپ نے صحت کی سہولیات گھر کی دہلیز پر پہنچانی ہیں تو اس کو multisectoral سوچ کے ساتھ لے کر جانا پڑے گا۔ محکمہ نے جو جواب دیا ہے تو انہوں نے فعال اس sense میں کہا ہے کہ یہ تمام ڈسپنسریاں جن کے بارے میں کہا جا رہا تھا کہ بند کر دی گئی ہیں تو یہ بند نہیں کی گئیں۔ وہ فعال ہیں اور چل رہی ہیں لیکن کس طرح کی چل رہی ہے super چل رہی ہیں، super سے بھی اوپر چل رہی ہیں یا 20 فیصد چل رہی ہیں۔ میں اس پر بالکل بحث نہیں کرنا چاہتا۔ میں بطور وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر کی حیثیت سے بالکل کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں سے کچھ بہت بہتر چل رہی ہیں اور کچھ زیادہ بہتر نہیں چل رہیں۔ اب جہاں تک ان سیٹوں کو abolish کرنے کا تعلق ہے تو جب میں اور خواجہ سلمان رفیق صاحب آئے تھے تو اس سے پہلے یہ فیصلہ ہو چکا تھا اور seats کو abolish کرنے کا process شروع ہو چکا تھا۔ اس کا نوٹیفکیشن بھی ہوا ہے لیکن یہ ایسا نہیں ہے کہ تمام ڈسپنسریوں کی تمام seats abolish ہو گئی ہیں تو ایسا نہیں ہے۔ اس میں بہت ساری seats ایسی ہیں جو ابھی بھی موجود ہیں اور بہت ساری abolish بھی ہو گئی ہیں لیکن میں آج آپ کو یہ assurance دے رہا ہوں کہ ہم نے ان تمام چیزوں کو ٹھیک کرنے کا بیڑا اٹھا لیا ہے۔ میں کسی پر الزام تراشی نہیں کرتا جہاں 2018 میں چھوڑ کر گئے تھے معذرت سے وہاں تک واپس جانے کے لئے کوشش کرنی پڑ رہی ہے۔ ہم جتنی چیزیں بنا کر گئے تھے ان سب کا بیڑا غرق کر دیا گیا ہے۔ یہاں سارے بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں لیکن جو حالات و واقعات اور جو ground reality ہے وہ میں آپ سے share کر رہا ہوں۔ میں یہ assurance دے رہا ہوں کہ میری چیف منسٹر کا vision ہے کہ صحت کی دستک آپ کی دہلیز تک کو عملی جامہ پہنانے کے سفر کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس حکومت کو آئے ہوئے ابھی چھ سے آٹھ ہفتے ہوئے ہیں۔ یہاں کہا گیا تھا کہ صحت کی دستک آپ کے دروازے پر دیں گے۔ اس وقت 32 موبائل فیلڈ ہسپتال پورے پنجاب میں ہر جگہ موجود ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارا جو برادر صوبہ خیبر پختونخوا ہے اس کے پشاور شہر میں حکومت پنجاب کا موبائل فیلڈ ہسپتال ایک ہفتہ ہزاروں لوگوں کا علاج کر کے واپس آیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں دو سو سے زائد Mobile Clinics on Wheel فیلڈ میں اتاری ہیں۔ وہ Mobile Clinics چھوٹی بولان سبز ویگن میں منی ڈسپنسری موجود ہے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ بڑی اچھی بات کر رہے ہیں۔ میں اسے سراہتا ہوں۔ میں غلط العام کو مزید غلط العام کے طور پر کم از کم اس اسمبلی کے فورم پر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا لفظ استعمال کر کے اس کی تشریح نہیں بدلوں گا۔

خواجہ صاحب! سوال یہ ہے کہ ضلع کونسل کی 825 ڈسپنسریاں فعال ہیں اور ضلع کونسل کی ڈسپنسریوں کو اب محکمہ صحت چلا رہا ہے۔ جی، امجد جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے تسلیم کیا ہے کہ خواجہ صاحب کو ماشاء اللہ خطابت میں مہارت ہے۔ ان کے خطاب میں میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ میں نے ضلع کونسل کی ہی بات کی ہے۔ میں نے محکمہ سے پوچھا ہے کہ میرا کیس establishment کا ہے۔ خواجہ صاحب نے 29۔ اپریل 2024 کو پچھلے وقفہ سوالات میں سوال نمبر 112 کا جواب دیا تھا۔ اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ ہو کیا رہا ہے۔ سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 61 رب تحصیل جڑانوالہ میں محکمہ صحت کے زیر کنٹرول ڈسپنسری ہے جس کا رقبہ 17 کنال 7 مرلہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسپنسری کی عمارت مکمل طور پر گر چکی ہے اور اس کے رقبہ پر گاؤں کے بااثر افراد نے قبضہ کیا ہوا ہے۔

اس کا جواب دیا گیا کہ:

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع کونسل ڈسپنسری چک نمبر 61 ر ب میں تھی جس کا رقبہ 17 کنال 7 مرلہ ہے کو غیر فعال ہونے کی وجہ سے اُس وقت کے ڈسٹرکٹ کو آرڈینیشن آفیسر کے حکم کے تحت بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر P&D/822-815 مورخہ 14-05-2011 چک نمبر 93 ر ب میں شفٹ کر دیا گیا ہے لہٰذا اس وقت چک نمبر 61 ر ب میں ضلع کونسل کی کوئی ڈسپنسری نہیں ہے۔

جناب سپیکر! محکمہ خود ہی بھول جاتا ہے کہ ہم کہہ کیا رہے ہیں۔ میں یہی کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! یہ بات بار بار سامنے آ رہی ہے کہ محکمہ جات کی طرف سے دیئے گئے جوابات پر یہ کہا جاتا ہے کہ غلط جواب دیئے جا رہے ہیں یا عدم اطمینان آتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جن 825 ضلع کونسل کے زیر انتظام چلنے والی ڈسپنسریوں کو محکمہ صحت کو دیا گیا ہو اور جو ڈسپنسریاں محکمہ صحت کے پاس چلی گئیں اور آپ کی اس چک کی ڈسپنسری اس میں شامل نہ ہو۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے تو صرف مثال دینے کے لئے کہا تھا۔

جناب سپیکر: آپ مثال نہیں بلکہ specific generic بات کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اپنے ضلع اور حلقے کی طرف آ جاتا ہوں۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 27 ڈسپنسریاں ہیں۔ ان میں سے ایک ہی چل رہی تھی جس کی میں نے آپ کو مثال دے دی جو خود سے بنائی گئی تھی۔ اب وہ بھی محکمہ نے بند کر دی ہے۔ میں گاؤں کے نام پڑھ دیتا ہوں خواجہ صاحب نے ضلع کونسل کی کوئی ایک ڈسپنسری visit کی ہے تو وہ بتا دیں۔ میرا سوال یہ تھا کہ ضلع کونسل کی طرف سے ایک سہولت فراہم کی جا رہی تھی کیونکہ محکمہ BHU یونین کونسل میں بناتا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی ڈسپنسریاں تھیں یہاں ضلع کونسل اپنا عملہ متعین کر کے لوگوں کو صحت کی سہولیات فراہم کر رہا تھا۔ اگر یہ سہولیات دے نہیں سکتے تو واپس بھی نہ لیں۔ یہ واپس لے لی ہیں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا نظام ختم ہو گیا اور ضلع کونسلیں بحال ہو گئیں۔ ان سے اپنا infrastructure نہیں چل رہا۔ یہ ان کی ڈسپنسریاں واپس کریں اور لوگوں کو تو سہولیات میسر آ جائیں۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ سوال کرتے ہوئے پوری تقریر کر رہے ہیں۔ منسٹر صاحب نے بھی جواب دیتے ہوئے پوری تقریر کی ہے۔ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ضلع کونسلوں کی جو ڈسپنسریاں تھیں وہ اب مکمل طور پر غیر فعال ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے حلقہ اور ضلع میں تو غیر فعال ہیں۔ ان کا عملہ واپس ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے آپ مثال اپنے ضلع کی دے رہے ہیں۔ آپ بتا رہے ہیں کہ وہاں پر 27 ڈسپنسریاں تھیں جو کہ سب غیر فعال ہیں اور سب کا عملہ واپس ہو گیا ہے۔ جی، خواجہ صاحب!

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! پہلے تو میں عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ مجھے تقریر کرنے کا شوق کوئی نہیں ہے لیکن اللہ کے فضل سے آپ کی پچھلی حکومتوں نے کام اتنا کیا ہے اور ابھی یہ جو میرے فاضل دوست تالیاں بجا رہے تھے میں حیران اس بات پر ہوتا ہوں یہ سارا بیڑا غرق تو آپ کر کے گئے ہیں جس وجہ سے ڈسپنسریاں بند ہوئی ہیں جو چھ سال پہلے محکمہ صحت اڑ رہا تھا انہوں نے اس کا بیڑا غرق اور تباہ کر کے یہ لوگ گئے ہیں اور شرمندہ ہونے کی بجائے تالیاں بجا رہے ہیں۔ ان کی ڈھٹائی پر مجھے حیرت ہوتی ہے۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: Order in the House

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جہاں تک امجد علی صاحب کے سوال کا تعلق ہے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے وہ ڈسپنسری abundant ہو چکی تھی وہ پانی میں ڈوبی ہوئی تھی تو وہ بہت سال پہلے ہی ختم ہو چکی تھی اس کو نئی جگہ shift کر دیا گیا تھا۔ (شور و غل)

(اس مرحلے پر معزز اراکین حزب اختلاف کی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر نعرے بازی)

جناب سپیکر: Order in the House, this is no way رائے صاحب آپ تشریف رکھیں ایسے نہ کریں اعجاز صاحب! ایک سیکنڈ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! مجھے یہ کہنے کا حق دیجئے یہ میرے پاس لمبی لسٹ ہے یہ لسٹ پورے پنجاب کے منصوبوں کی نہیں ہے یہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں

شہباز شریف کے منصوبے بول رہے ہیں یہ مریم نواز شریف کے دو ماہ کے منصوبے بول رہے ہیں ان کے پاس اگر کوئی لسٹ ہے تو نکال کر دکھائیں ان کے پاس اگر کچھ ہے تو دکھا دیں ان کو تو شرم آنی چاہئے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ ہسپتال میں CT scan machine شہباز شریف لے کر آیا تھا یہ نہیں لے کر آئے وہاں کی ایک ایک THQ کی revamping شہباز شریف نے کی تھی انہوں نے نہیں کی تھی ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جو جو کچھ موجود ہے اس میں شہباز شریف کا نام بولتا ہے ان کا نہیں بولتا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر نعرے بازی)

جناب سپیکر: خواجہ صاحب ایک سیکنڈ تشریف رکھیں دیکھیں جی this is no way of doing it آپ میری بات سنیں I will not allow this یہ بالکل غلط ہے وہ اپنی بات کر رہے ہیں اور ان کا یہ مؤقف ہے۔ دیکھیں حسن صاحب آپ ایک سیکنڈ بیٹھیں دیکھیں مسئلہ کیا ہے وزیر صاحب کا یہ مؤقف ہے کہ بزدار led گورنمنٹ کے صحت کے جو منصوبے تھے وہ جواب دے رہے ہیں بطور گورنمنٹ وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کی رائے میں بزدار led گورنمنٹ کے اندر صحت کے منصوبوں کا کوئی فائدہ نہیں ہوا ان کا صرف نقصان ہی ہوا ہے وہ اپنی رائے دے رہے ہیں یہ Question Hour ہے اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو پچھلے منصوبہ جات شروع کئے تھے اور میں ان کو بار بار محکمہ لوکل گورنمنٹ کے زیر انتظام ضلع کونسل کی 821 ڈسپنسری پر واپس لے کر آ رہا ہوں میں mover کو بھی واپس لا رہا ہوں This time of the house is very precious. There is a pertinent question and it needs a pertinent answer-Mover نے move کیا ہے Minister Sahib has to give the answer کہ اگر یہ جو ڈسپنسریاں غیر فعال ہیں یا mover کی understanding غلط ہے اور ان کے ضلع کے اندر جو موجود ڈسپنسریاں ہیں وہ غیر فعال ہیں اور باقی پنجاب میں 821 چل رہی ہیں نقطہ تو صرف اتنا ہے اس پر جواب دے دیں جی please no shouting sir. I would request the honorable members to دیکھیں آپ کو کوئی بات اچھی نہیں لگتی تو آپ اس پر خاموش رہیں majority of the time کے اندر آپ کی بہت ساری باتیں اس طرف بیٹھے لوگوں کو اچھی نہیں لگ رہی ہوتی but they don't shout, they listen to it. So please be very parliament like آپ اسمبلی کے conduct میں بیٹھے ہیں we are

کہ قلی کی طرح آوازیں دیں not standing on a railway station for shouting
so please be very careful (نعرہ ہائے تحسین)

ایسے نہیں ہوتا آج تک میں نے اسمبلی کے conduct میں یہ روایت دیکھی نہیں جس طرح کر رہے ہیں This is Question Hour. I have to give the floor, I do it very patiently and with very justice میں غلط نہیں کر رہا خواجہ صاحب آپ اس کو confine کریں to the District Council's dispensary

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جو 825 ڈسپنسری ہمارے پاس چل رہی ہیں ہمارا revamping کا پروگرام already start ہو چکا ہے ہم بنیادی مرکزی صحت کو revamp کر رہے ہیں جو 25 سو سے زیادہ ہیں ہم RHC, THQ سب کو revamp کر رہے ہیں ان شاءاللہ ہم ان کو بھی revamping میں لے کر جائیں گے اگلا Financial Year آنے والا ہے جو میرے بھائی نے کہا میں اور سلمان بھائی ہم جس ضلع میں جاتے ہیں ہم تمام facilities کو choose کر کے کہیں نہ کہیں جاتے ہیں میں الحمدللہ متعدد ڈسپنسریز وزٹ کر چکا ہوں اور جن جن ڈسپنسریوں میں اب تک میں گیا ہوں وہاں satisfaction level ہو سکتا ہے کسی کا 70 فیصد ہو کسی کا 60 فیصد ہو کسی کا 40 فیصد ہو لیکن وہ چل رہی تھی وہ on تھی ہمارے لئے ڈاکٹر کی availability کا issue بنا تھا ہم نے اس کے لئے locum program start کر دیا ہے ہم ڈاکٹر کی availability کو ensure کر رہے ہیں ان شاءاللہ ان کو مکمل فعال کر کے دیں گے۔

جناب سپیکر: It is a comprehensive answer and I think it satisfies your question اور جہاں تک آپ کی بات ہے یہ خواجہ صاحب ذرا اس کو نوٹ کر لیں ضلع کونسل کے زیر انتظام چلنے والی ضلع کونسلیں جو ہوتی ہیں وہ دیہات کے متعلق ہوتی ہیں جب ضلع کونسل ہوتی ہے شہروں میں میونسپل کارپوریشن ہوتی ہے یا میونسپل ادارہ ہوتا ہے ضلع کونسلوں کے زیر انتظام چلنے والی ڈسپنسریاں 2001 میں محکمہ صحت کو دی گئیں کیا وہ چل رہی ہیں کہ نہیں آپ کہہ رہے ہیں کہ 821 چل رہی ہے اب پنجاب کے طول و عرض میں اگر وہ 821 چل رہی ہیں تو اچھی بات

ہے امجد صاحب کا سوال ہے کہ جی وہ نہیں چل رہی تو آپ نے یقین دلایا ہے کہ وہ چل رہی ہیں this satisfies your questionامجد صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں باقی تو چلو چل رہی ہیں یا نہیں چل رہی 341ج ب کی ڈسپنسری جس پر کروڑوں روپیہ لوگوں کا لگا ہوا ہے جس میں کسی RHC's سے زیادہ مریض ہیں اس کو تو بند نہ کریں اس کا عملہ ان کو واپس کر دیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جی ہم کسی ڈسپنسری کو بند نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: آپ ان کو assure کر دیں یہ ان کا concern ہے ان کے حلقہ کے متعلق ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی راؤ صاحب میں آپ کی طرف آتا ہوں میں نے آپ کو دیکھ لیا ہے۔

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! میں بھی اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب? how can I conduct the proceedings like this میری آپ honorable members سے درخواست ہے آپ تشریف رکھیں we are an assembly sir, this is Question Hour میں کبھی اس طرح ہوتا نہیں دیکھا میری بات سنیں for whole of the members sitting here آپ سب سارے بڑے seasoned members ہیں you have been into this assembly ample times now یہ آپ کا وقت ہے ایک گھنٹہ very precious یہ 12 کروڑ لوگوں کے مسائل کا سوال ہے امجد صاحب بڑی محنت سے یہ سوال لائے ہیں کہ ان کے حلقہ میں ایک محکمہ لوکل گورنمنٹ کے زیر انتظام چلنے والی ڈسپنسری بند ہو رہی ہے he has made a very pertinent question, why are we wasting our time by shouting? یہ بڑے ضروری سوالات ہیں آپ کے حلقے کے لوگوں کے مسائل کا حل ہے یہاں پر۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! مجھے بھی ضمنی سوال پر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: میں ہمیشہ آپ کو ضمنی دیتا ہوں آپ کیسی بات کر رہے ہیں don't slang it unless you have the floor please don't speak it. I will give you the floor by raising hand اس کے لئے نعرے بازی تو ضروری نہیں ہے نا میری درخواست ہے this communiqué is not warranted brother جی کاشف صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے اپنے جواب میں فرمایا کہ چند ڈسپنسری اور BHU, RHC سیاسی لوگوں نے بنایا ہے میں ان سے یہ Supplementary Question کرتا ہوں وہ کون لوگ ہیں اور کتنے بنائے گئے۔

جناب سپیکر: یہ Fresh Question ہے I disallow it آپ تشریف رکھیں جی اعجاز شفیع صاحب and I am restricting it to three questions Sir

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا ضمنی سوال جز(ب) سے متعلق ہے اور میرے پاس ایک نوٹیفکیشن ہے جسے میں پڑھ دیتا ہوں Office order dated: 02-02-2002 issued by the Primary and Secondary Health Department the 17 following posts are hereby abolished. ڈسپنسریاں جو کہ ضلع کونسل کے under تھیں، ان کی ساری seats abolish کر دی گئی ہیں اور وہ ختم کر دی گئی ہیں جبکہ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ڈسپنسریاں چل رہی ہیں۔ میرے پاس یہ latest order جو کہ 7۔ فروری کا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، دیکھیں ناں کہ اس جواب میں غلطی کہاں پر ہے؟ آپ سارے معزز ارکان ہیں، منسٹر صاحب! اس جواب کے جز(ب) اور جز(ج) کے اندر غلطی ہے کہ ضلعی حکومتوں سے پہلے ضلع کونسلوں کا نظام تھا it is a very pertinent reason یہ آپ دیکھ لیں کہ جب ضلع کونسلوں کا نظام ختم کیا گیا تو ضلعی حکومتوں کا نظام دیا گیا۔ ضلع کونسل کے زیر انتظام چلنے والی جو ڈسپنسریاں تھیں وہ ضلعی حکومتوں کے نظام میں نہیں تھیں اور وہ ضلعی حکومتوں کے زیر انتظام چل نہیں سکتیں۔ Now, this is very august forum. How can a question or an answer which states کہ ضلع کونسل کے زیر انتظام ہو اور پھر یہ ضلعی حکومت کے بھی زیر انتظام ہو۔ وہ تو 2001 PLGO (Punjab Local Government Ordinance) تھا it stood abolished

now, and prior to that the Act of 1979 was abolished when the PLGO 2001 came into effect یہ توbasicsہیں۔ اس پر ان سے یہ ضرور پوچھیں جنہوں نے یہ جوابsubmit کیا ہے۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرے پاس یہ 18 رورل ڈسپنسریاں تھیں اگر نام کہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں جن میں رورل ڈسپنسری جج آباد، رورل ڈسپنسری دنیا پور وغیرہ تو یہ اب کہاں پر existکر رہی ہیں کیونکہ 7۔ فروری کو انہیںabolish کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح یہ total wrong answer ہے۔ دوسرا جز (ج) میں ہے کہ ضلعی حکومت کا نظام عملاً ختم ہو چکا ہے اور ضلع کونسلیں functional ختم ہو چکی ہیں۔ ضلع کونسل سے لی گئی ڈسپنسریاں واپس لینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جواب میں ہے کہ پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام 33 DHQ, 144 THQ وغیرہ تو ان کے متعلق سوال میں پوچھا ہی نہیں گیا تھا بلکہ صرف ڈسپنسریوں کا پوچھا گیا تھا۔ وہاں محکمہ میں بیٹھے ہوئے کلرک انہیں جواب دے دیتے ہیں اور منسٹر صاحب اسے پڑھ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب! آپ کی بات آگئی۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس کا جز (ج) پڑھ کر دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! Precisely کیونکہ this is the question of public importance ہے تو اس میں آپ نے precisely رکھنا ہے۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جی، جناب سپیکر! بالکل میں اسی پر بات کروں گا۔ جو روایت چلتی آ رہی ہے اس پر مجھے کچھ نہیں کہنا کیونکہ سب کو پتا ہے۔ خواجہ سلمان رفیق صاحب یہاں پر موجود ہیں تو میں نے اور انہوں نے پہلے دن سے اپنے محکمہ کو کہہ دیا ہوا ہے کہ ہمیں روایتی جواب نہیں چاہئیں بلکہ ہمیں factual position چاہئے لیکن چیزوں کو

ٹھیک ہونے میں تھوڑا وقت لگتا ہے۔ اس ہاؤس میں جب آئندہ اجلاس ہوں گے تو اللہ کے فضل سے محکمہ صحت ایک نکتے کا بھی ادھر سے ادھر جواب نہیں دے گا۔ ان شاءاللہ

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! I appreciate that, please ensure کریں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! اعجاز شفیع صاحب میرے بھائی ہیں اور انہوں نے جو بات کی ہے تو شاید انہوں نے سنا نہیں اس وقت جب میں بات کر رہا تھا کہ letter ضرور issue ہوا۔ ہماری حکومت آنے سے پہلے یہ letter issue ہوا تھا، posts abolish کرنے کا جو letter issue ہوا تھا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ڈسپنسریوں کی تمام posts abolish ہو گئیں۔ کچھ پوسٹیں ایسی تھیں جو کہیں پر پانچ تھیں، کہیں پر چار تھیں اور کہیں پر 10 تھیں جو ان کے مطابق مسلسل خالی چلی آ رہی تھیں یا جن کی ضرورت نہیں تھی تو انہوں نے اپنے ذہن سے ایک فیصلہ کیا تھا۔ ہم نے اب اس طرح سے کیا ہے کہ ان ڈسپنسریوں کو ہم چلائیں گے اور ان کو مکمل فعال کر کے آپ کے حوالے کریں گے۔ ان شاءاللہ

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، سعید اکبر خان صاحب! Last supplementary question,

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ جیلوں میں قائم 43 ہسپتال محکمہ نے take over کر لئے ہیں۔ پہلے تو محکمہ والے ڈیپوٹیشن پر ڈاکٹر دیتے تھے تو کیا انہوں نے وہاں پر ڈاکٹر recruit کرنے ہیں اور ان کا administrative setup کیا ہو گا، کیا جیل سپرنٹنڈنٹ کا بھی وہاں پر کوئی عمل دخل ہے یا صرف محکمہ خود ہی ان کی نگرانی کرے گا؟

جناب سپیکر: سعید اکبر خان صاحب! آپ سوال نمبر 163 ہی سے متعلق بات کر رہے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جی، بالکل۔ اسی سوال میں ہے کہ حکومت پنجاب نے حال ہی میں 43 ہسپتال جو کہ صوبہ بھر کی جیلوں میں واقع ہیں، ان کا انتظام بھی سنبھال لیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میرے پاس تو یہ نہیں ہے اور آپ کہاں سے پڑھ رہے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ ہے۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! سعید اکبر خان صاحب بالکل فرما رہے ہیں کہ جیل خانہ جات کے تحت جیلوں کے ہسپتال محکمہ پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر کے حوالے ابھی recent past میں کر دیے گئے ہیں یعنی دو چار ہفتے پہلے کر دیے گئے ہیں اور ہم نے ان کو totally جس طرح ہم اپنے پرائمری اینڈ سیکنڈری کے ہسپتالوں کو revamp کرتے ہیں، اسی طرح ان کو بھی totally revamping کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ ان ہسپتالوں میں ہم سٹاف depute کر رہے ہیں اور جو ایڈیشنل سٹاف چاہیے ہو گا اسے بھی ہم through locum بھی recruit کر رہے ہیں اور ان شاءاللہ تعالیٰ ہم یہاں پر سٹاف بھی پورا کر کے دیں گے اور facilities بھی پوری کر کے دیں گے۔ ہمارا وژن یہ ہے کہ کسی بھی قیدی کو کسی بھی معاملے میں اچانک اگر ایمرجنسی ہو جائے تو ہسپتال تک پہنچنے تک جو main hospital کا process ہوتا ہے، اس کے مکمل ہونے تک تمام facilities at least ہم جیل کے ہسپتال میں مہیا کریں اور ہم ان شاءاللہ تعالیٰ وہ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ صاحب! Thank you! اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے سوال کا نمبر 164 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ صحت ایل ایچ ویز اور آیا کو حکومت کی مقرر کردہ تنخواہ دینے سے متعلقہ تفصیلات

***164: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ صحت میں کام کرنے والے مستقل اور عارضی ملازمین کی کم از کم تنخواہ کیا ہے؟

(ب) حکومت پنجاب نے کسی بھی ملازم کے لئے کم از کم تنخواہ کیا مقرر کی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ 2021 میں بھرتی ہونے والی آیا کو 18000 اور LHV کو27000روپے تنخواہ دی جا رہی ہے جو حکومت کی مقرر کردہ اجرت سے کم ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب درست ہے تو اس حکومتی احکامات کی خلاف ورزی کا ذمہ دار کون ہے کیا محکمہ ملازمین کے استحصال کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی اور ملازمین کو ان کی مقرر کردہ تنخواہ اور بقایا جات دینے کا ارادہ رکھتا ہے اگر رکھتا ہے تو کب تک؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر)

(الف) محکمہ صحت میں کام کرنے والے مستقل ملازمین کو حکومت کی مقرر کردہ پالیسی کے مطابق بنیادی تنخواہوں کی ادائیگی کی جاتی ہے جبکہ عارضی ملازمین کو لیبر ڈیپارٹمنٹ کی مقرر کردہ کم از کم اجرت کی بنیاد پر تنخواہوں کی ادائیگی کی جاتی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب لیبر ڈیپارٹمنٹ نے مالی سال 24-2023 میں عارضی ملازمین کے لئے کم از کم اجرت32000روپے ماہانہ مقرر کی ہے۔

(ج) آئی آر ایم این سی ایچ ترقیاتی فنڈ کے تحتapproveہونے والی سکیم ہے جس کا تیسرے فیز کے PC-I کی منظوری جولائی2020سے جون2024 تک P&Dڈیپارٹمنٹ نے دی جب2020میں اس ترقیاتی فنڈ کی سکیم کاPC-I approveکیا گیا تو اس وقت لیبر ڈیپارٹمنٹ کی کم از کم اجرت18000 روپے ماہانہ تھی جس کی منظوری دی گئی۔ اب جبکہ لیبر ڈیپارٹمنٹ نے کم از کم اجرت32000روپے ماہانہ مقرر کی ہے تو سکیم کاPC-Iاس ادائیگی کوsupportنہیں کرتا چنانچہ مجوزہ بجٹ کی تبدیلی کے لئے P&Dڈیپارٹمنٹ سے اس کیrevisionکی ضرورت ہے۔ مزید برآں یہ سکیم جون2024میں اپنے اختتام کو پہنچے گی اور اس کے اگلے فیز جولائی2024میں متعلقہ عملہ کی تنخواہ لیبر ڈیپارٹمنٹ کی مقرر کردہ کم از کم اجرت کے مطابق کرنے کی منظوری کی سفارشP&Dڈیپارٹمنٹ سے کی جائے گی۔

(د) چونکہ یہ ایک ترقیاتی فنڈ کی سکیم ہے اور اس کی منظوریP&Dڈیپارٹمنٹ دیتا ہے لہٰذا جون2024کے بعد اس سکیم کے نئے فیز کیrevisionمیںP&Dڈیپارٹمنٹ کو لیبر

ڈیپارٹمنٹ کی مقرر کردہ کم از کم اجرت کے مطابق تنخواہوں کی ادائیگی کی منظوری کے لئے سفارشات کی جائیں گی۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! ضمنی سوال کریں گے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (الف) سے متعلق ہے کہ محکمہ صحت میں کام کرنے والے مستقل اور عارضی ملازمین کی کم از کم تنخواہ کیا ہے جس کا جواب ہے کہ محکمہ صحت میں کام کرنے والے مستقل ملازمین کو حکومت کی مقرر کردہ پالیسی کے مطابق بنیادی تنخواہوں کی ادائیگی کی جاتی ہے۔ میرے سوال کا تو اس میں جواب ہے ہی نہیں کیونکہ میں نے تو تنخواہ کے متعلق پوچھا ہے کہ کتنی ہے۔ انہوں نے بتانا ہے کہ مستقل ملازم کی تنخواہ کتنی ہے اور عارضی ملازم کی کتنی ہے لیکن یہ اس کا جواب نہیں ہے؟

جناب سپیکر: Order in the House, order in the House please. جی، منسٹر صاحب!

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! PC-I تھا یہ IRMNCH program ہمارا ایک پروگرام "ماں بچہ صحت کا" اس کے ڈویلپمنٹ فنڈ کے تحت approve ہونے والی یہ ڈویلپمنٹ سکیم تھی اور اس کے PC-I کی منظوری جولائی 2020 سے جون 2024 تک ہوئی تھی۔ اس میں P&D ڈیپارٹمنٹ نے جو منظوری دی تھی اس کے تحت ان کی اجرت 18 ہزار روپے مہینہ تھی۔ Definitely PC-I جہاں تک منظور ہوا ہے اس وقت تک ان ملازمین کو وہ تنخواہ 18 ہزار روپے مہینہ کے حساب سے ہی ملنی تھی۔ اب نیا wage آیا ہے تو ہم نے ڈیپارٹمنٹ میں already اس کے لئے تمام procedures start کر دیا ہے اور ان شاء اللہ ہمارا اگلا جو financial year ہے اس میں ہم جو اگلا PC-I منظور کروائیں گے تو اس میں ہم ان کی تنخواہ 32 ہزار روپے کروا کے دیں گے۔ ابھی ان ملازمین کو یہ نہیں مل رہی۔

جناب سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! No cross talk آپ منسٹر صاحب کو bother کر رہے ہیں اور انہیں جواب دینے دیں while he was answering آپ کہہ رہے تھے کہ غلط ہے۔ آپ جیسا seasoned آدمی تو یہ بات نہ کرے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب مجھ سے مخاطب تھے۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! I can hear it آپ مجھے بتائیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں آپ سے ہی گوش گزار کر رہا ہوں۔۔۔

وزیر کان کنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، امجد صاحب! آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں کیونکہ منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر کان کنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں point of explanation پر ہوں کہ امجد علی جاوید صاحب ہمارے لئے قابل احترام اور میرے بھائی ہیں۔ میں ان کا بہت احترام بھی کرتا ہوں کیونکہ وہ بڑی محنت سے سوالات تیار کرتے ہیں لیکن جب بھی وہ سوال کرتے ہیں تو محکمہ کی طرف سے دیئے گئے جواب کو، میں اپنے یا صحت کے ڈیپارٹمنٹ کو defend نہیں کر رہا، وہ فوری کہہ دیتے ہیں کہ یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر! کان کنی اور معدنیات کے سوال کے جواب میں چک نمبر 430 کے حوالے سے تھا جس پر بڑی دیر تک بحث ہوتی رہی۔ میں نے اس کی پوری انکوائری کروائی جسے میں آپ کی خدمت میں بھی پیش کر دوں گا۔ محکمہ کی طرف سے دیا گیا جواب سو فیصد درست تھا اور یہاں پر امجد علی جاوید صاحب میرے لئے قابل احترام بھائی ہیں لیکن انہوں نے فوری کہہ دیا کہ یہ جواب غلط ہے۔ اس طرح کا رویہ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ منسٹر صاحب! Very kind of you امجد صاحب دیکھیں، میں نے اس وقت جب آپ یہ بات کر رہے تھے تو یہ کہا تھا کہ یہ ایک practice نہیں بن جانی چاہئے کہ whenever the answer comes, we should not outrighly say کہ جواب غلط ہے let the minister sahib explain it. If he can explain the answer given, then it means the answer is correct.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں آج بھی اپنے مؤقف پر قائم ہوں۔ Chair ہاؤس کے کسی معزز ممبر کو depute کرے جو چک نمبر 430 میں چلا جائے۔ اگر اس کے کسی کونے سے ریت نکل رہی ہو تو میں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، وزیر صاحب نے جس نکتے پر بات کی ہے میں خود اس کی تائید کر رہا ہوں کہ اگر آپ کے پاس کچھ ایسا ثبوت ہے کہ دیا گیا جواب غلط ہے تو یہ پھر contempt ہے یہ تو پھر اس ہاؤس کا privilege breach ہوتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! صحیح بات ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو کسی صورت میں قبول ہی نہیں ہو سکتا۔ and that it has consequences اور اس کا serious consequence کافی ہے۔ مجھے آپ کو یہ suggest کرنا ہے کہ اس دن ہم نے مائنز اینڈ منرلز پر کمیٹی form کی تھی کیونکہ یہ public importance کے issues ہیں اور اگر یہ نمائندہ ایوان ان کو حل نہیں کرے گا تو کیسے حل ہوں گے یہ حکومت کو اپنی تجاویز دیں گے پھر executive branch اُس پر implement کرے گی، یہ ہمارا function ہے۔ اب آپ صحت کے issue پر واپس آجائیں، اس کو ہم دیکھتے ہیں۔ اگر یہ جواب غلط ہے جس کی بات کی جارہی ہے اُس کو پھر later on اُس committee proceeding میں دیکھ لیں گے۔ ابھی آپ اس پر آجائیں جس کی آپ بات کر رہے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں پھر وہی عرض کر رہا ہوں جس کا میں نے پوچھا تھا۔ منسٹر صاحب جز (ج) کا جواب دے رہے تھے اور میں جز (الف) پر تھا اُس پر میں نے specifically پوچھا ہے کہ محکمہ ہیلتھ میں سرکاری ملازم کی اسی گریڈ میں کم از کم کتنی salary ہے اور جو عارضی ہیں اُن کی کتنی ہے؟ اس میں اس کے جواب نہیں ہے، یہ آگے آگئے ہیں۔

جناب سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! میرا خیال ہے کہ we have to differentiate آپ کی بڑی محنت ہے لیکن daily wages اور salary میں اور ان کی پالیسی میں فرق ہوتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے specifically الگ الگ پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے کیا پوچھا ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے کہ محکمہ صحت میں کام کرنے والے مستقل اور عارضی ملازمین کی کم از کم تنخواہ کتنی ہے؟ میں نے دونوں specify کر دیئے ہیں میں نے دونوں کو mix نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اب میں محکمہ صحت کے ملازمین کی گریڈ وار تنخواہ کا چارٹ یہاں پر پیش کروں۔ سوال کرنے کا بنیادی مقصد کسی مسئلے کی نشاندہی کرنا اور اس کو ٹھیک کرنا ہوتا ہے۔ اگر صرف بولنا ہی مقصد ہے تو پھر میری طرف سے بولتے رہیں۔ میرا ایک گھنٹے کا ٹائم ہے وہ ختم ہو جائے گا اور اِن باقی لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو جائے گی۔ اگر ایک issue کو لے کر پون گھنٹہ بات ہوتی رہی تو مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں نے جواب دے دیا ہے کہ یہ ڈویلپمنٹ سکیم تھی جس کو P&D approve کرتا ہے۔ آپ نے specifically اُس سکیم کے بارے میں پوچھا، میں نے یہ بھی مان لیا کہ جو آج کی گورنمنٹ کی اُجرت ہے وہ ہم نہیں دے رہے ہیں۔ ہم اُن کو وہی 18000 روپے جو 2020 سے 2024 تک چلتی تھی پرانی اُجرت دے رہے ہیں۔ اب ہم نیا PC-1 بنائیں گے ہم اُس میں recommend کریں گے کہ گورنمنٹ کی نئی اُجرت کے مطابق اُن کو پیسے دیں۔ اِس میں کون سی راکٹ سائنس ہے؟ آپ پوچھیں میں بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! یہ بڑا specific جواب ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! چلیں، ہم اِس پر آجاتے ہیں۔ میں یہ مدعا لے کر اِس ہاؤس کے سامنے آیا ہوں کہ حکومت پنجاب نے بجٹ میں announce کر دیا کہ کم از کم تنخواہ 32000 روپے ہو گی۔ کیا پنجاب حکومت کے ماتحت کوئی ادارہ اُس کی domain سے باہر ہے کہ اُس پر اس ہاؤس کا فیصلہ لاگو نہیں ہوتا جو اس جواب میں کہا گیا ہے؟ میں تو یہی جاننا چاہتا ہوں محکمے زیادہ طاقت رکھتے ہیں یا یہ ہاؤس، وزیر اعلیٰ اور حکومت زیادہ طاقت رکھتی ہے؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! اس کا ایک PC-1 بنتا ہے یہ باقاعدہ ایک نوکری نہیں ہے۔ یہ RMCH ایک ڈویلپمنٹ پروگرام ہے اس پروگرام میں آپ اس کو salary کہہ لیں، اس کو stipend کہہ لیں، اس کو اعزازیہ کہہ لیں، کچھ بھی کہہ لیں اس کے اندر جب پروگرام کا PC-1 پی اینڈ ڈی سے منظور ہوا تھا، پی اینڈ ڈی کی حتمی منظوری سے یہ پروگرام ہوتا ہے اُس وقت گورنمنٹ کی minimum wage اتنی تھی جتنی اُن کو مل رہی

ہے۔ چونکہ یہ تین سال کا پروگرام تھا تین سال بعد اب اس کو یا review ہونا ہے یا ختم ہونا ہے۔ جب یہ review کے لئے جارہا ہے تو ڈیپارٹمنٹ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے جو آج کی minimum wage ہے وہ recommend کر کے پی اینڈ ڈی کو سفارشات بھیجے گا اور اس کا فیصلہ پی اینڈ ڈی نے کرنا ہے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے نہیں کرنا۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! بڑا satisfactory answer دیا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال تو یہ ہے جو میں نے آخر میں کیا ہے کہ میں تو اُن کے مسائل حل کروانے کی بات کر رہا ہوں یہ تو پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، سب کی intention یہی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اگر جز (ج) کا جواب درست ہے تو اس حکومتی احکامات کی خلاف ورزی کا ذمہ دار کون ہے، کیا محکمہ ملازمین کے استحصال کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی اور ملازمین کے لئے۔۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ تشریف رکھیں یہ repetition ہو جائے گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ repetition نہیں ہے، یہ الگ ہے۔ کیا محکمہ ملازمین کو ان کی مقرر کردہ تنخواہ اور بقایاجات دینے کا ارادہ رکھتا ہے؟

جناب سپیکر: امجد صاحب! منسٹر صاحب تین دفعہ بتا چکے ہیں، اس طرح ٹائم ضائع ہو رہا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وہ کچھ اور بات کر رہے ہیں میں کچھ اور کر رہا ہوں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم بھیجیں گے اور میں کہتا ہوں کہ انہوں نے نوکری کر لی۔۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ جس basic point کو miss کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ ایک پراجیکٹ تھا اور یہ گورنمنٹ کے regular employees ہیں ہی نہیں۔ مجھے تو ویسے ہی یہ سوال rule out کر دینا چاہئے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا سوال بھی جز (ج) کے بارے میں ہے۔ یہ ایک سکیم IRMNCH ہے۔ ترقیاتی فنڈز کے تحت جو جولائی 2020 کو یہ سکیم لاگو ہوئی یہ چار سال کے لئے تھی اور پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے یقیناً PC-1 بنایا۔ اُس وقت جو لیبر کی کم از کم تنخواہ 18000 روپے تھی۔ اس دوران حکومت نے لیبر کی تنخواہ 32000 روپے کر دی۔ اس میں اشارہ ہے کہ اس میں review کی ضرورت ہے۔ جو عمومی طور پر پی اینڈ ڈی ہر ڈیپارٹمنٹ میں PC-1 بناتا ہے اُس میں اگر کسی وجہ سے قیمتیں، فرض کریں کوئی بلڈنگ بناتا ہے اگر کسی وجہ سے چیزوں کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں تو revision کا option رکھا ہوتا ہے کہ یہ 2020 PC-1 میں 5۔ ارب روپے کا تھا، ہم نے بہت سے PC-1 دیکھے ہیں وہ جب completion کی طرف بڑھتے ہیں تو 5۔ ارب کی بجائے 7۔ ارب روپے کے ہو جاتے ہیں، 8۔ ارب کے ہو جاتے ہیں، 10۔ ارب روپے کے ہو جاتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ جو غریب کام کر رہے تھے 2020 میں جب پی اینڈ ڈی نے اس کو initiate کیا اُس وقت کیا کوئی ایسی شق نہیں رکھی تھی کہ اگر حکومت پنجاب کوئی لیبر کی تنخواہ میں اضافہ کرے تو اُس شق کے تحت automatically اُن کی تنخواہ بڑھ جائے یا جس وقت پنجاب حکومت نے 32000 روپے تنخواہ بڑھائی تو محکمہ صحت نے یہ revision پی اینڈ ڈی کی طرف کیوں نہیں بھیجی کہ 2020 کے مطابق 18000 روپے تھی اب حکومت پنجاب نے تنخواہ 32000 روپے کر دی؟ میرا سوال ہے کہ محکمہ صحت نے جو لیٹر revision کا لکھنا تھا وہ اگر لکھا ہے تو ایوان کو آگاہ کیا جائے اور اگر نہیں لکھا تو اُس کا جواب دیں۔ میری ایک گزارش ہے کہ اِس ہاؤس میں جب وقفہ سوالات ہوتا ہے تو ممبران بڑی تحقیق کر کے بات کرتے ہیں۔ یہ وقفہ سوالات ہمیں دو چیزیں بتاتا ہے۔ ایک ہمیں آگاہی دیتا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کام کیا کر رہے ہیں اور دوسرا اُس ڈیپارٹمنٹ کا احتساب ہوتا ہے۔ گیلری میں بیٹھے افسران کی کارکردگی اگر اچھی ہو تو اس ہاؤس کی طرف سے ٹھنڈی ہوا اُن کی طرف جاتی ہے اور اُن کی کارکردگی بری ہو تو گرم ہوا بھی جانی چاہئے لیکن اگر یہاں پر محکمے کا سیکرٹری موجود نہیں ہو گا تو یہاں کی نہ ٹھنڈی ہوا کو محسوس کرے گا اور نہ یہاں کی گرم ہوا کو محسوس کرے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: سمیع اللہ خان! آج وہ مجھے inform کر کے گئے ہیں اور انہوں نے اپنے most senior افسران کو بھیجا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جب سے اسمبلی وجود میں آئی ہے میں نے تو ابھی تک سیکرٹری کو گیلری میں نہیں دیکھا۔ آج تو ان کو کام ہو گا آپ کو اطلاع کر دی مجھے نہیں لگتا کہ وہ اگلی بار بھی آئیں گے شاید اُن کی کوئی مصروفیت ہو۔

جناب سپیکر: آپ یقین رکھیں وہ یہاں ہوں گے۔ جب آپ کا previous session تھا He was available here. آج وہ بتا کر گئے ہیں he is out of district on some public emergency. جی، منسٹر صاحب!

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سمیع اللہ صاحب نے بڑی valid بات کی ہے۔ اگر PC-1 revise کی provision نہیں رکھی گئی تو جولائی 2020 میں جنہوں نے یہ PC-1 بنایا تھا اُن سے ضرور پوچھا جانا چاہئے۔ جولائی 2020 میں جنہوں نے بنایا تھا آپ کو پتا ہی ہے کہ وہ کتنے بڑے مسیحا تھے تو اُن سے ضرور پوچھا جانا چاہئے۔ اگر اب بھی تالی بجے تو مجھے مزہ آئے، اب بھی تالی بجے، اب بھی شور ہونا چاہئے۔ جولائی 2020 والوں سے ضرور پوچھیں۔ میں یہ revise والی بات۔۔

جناب سپیکر: شور شرابے میں، میں بھی سمجھ نہیں پارہا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں revise والی بات ضرور پوچھ کر اِن شاءاللہ ہاؤس کو آگاہ کروں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Please, no crosstalk and slang while siting on the chair. خواجہ صاحب! یہ ایسا ہے کہ آپ نے بنیادی سوال assure کر دیا ہے which both the honorable members have taken it کہ جو آپ کا پروگرام تھا اس میں ہزاروں کی تعداد میں Lady Health Visitors تھیں جو تقریباً 50 ہزار سے زائد تھیں جناب سمیع اللہ خان اور جناب امجد علی جاوید both are concerned کہ آج کے اس دور میں بہت ظلم ہے، جب PC-I

جولائی 2020 میں بنا اب جو آج کے دور میں 18000 روپے پر کام کر رہی ہیں اگر وہ revise نہیں ہوتا۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! ایسا نہیں ہے کہ سب لوگ 18000 یا 27000 روپے پر کام کر رہے ہیں اس میں مختلف پوسٹیں ہیں کسی کی salary زیادہ ہے یا کسی کی کم ہے جو اس میں minimum salary ہے وہ جناب امجد علی جاوید نے کہا کہ وہ 18000 اور 27000 روپے ہے۔ میں نے اس پر یہ عرض کی ہے کہ ہمیں اس بات کا شدت سے احساس ہے اور اب ہم جو PC-I بنا رہے ہیں ان شاءاللہ تعالیٰ اللہ کے فضل سے اس پر revision کی provision بھی رکھیں گے اور وہ غلطی نہیں کریں گے جو جولائی 2020 والوں نے کی تھی جس پر وہ اب شرمندہ بھی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جی، اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے۔

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! On her behalf.

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! سوال نمبر 169 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ بھر میں نئے ہسپتال بنانے سے متعلقہ تفصیلات

***169: محترمہ حنا پرویز بٹ:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر میں اگست 2018 سے جنوری 2022 تک کتنے نئے ہسپتال بنائے گئے؟

(ب) اگر کسی نئے ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے تو اس کی تفصیلات بھی شیئر کی جائیں؟

(ج) اگر کوئی نئے ہسپتال بنائے گئے ہیں تو کن شہروں میں بنائے گئے ہیں ناموں کے ساتھ مکمل تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ڈیپارٹمنٹ کو اکتوبر 2015 میں محکمہ صحت پنجاب کی تقسیم کے بعد تشکیل دیا گیا تھا اور اس نے پنجاب بھر کے پرائمری اور سیکنڈری ہسپتالوں کا انتظامی کنٹرول سنبھال لیا تھا۔ اگلے تین سالوں میں 2018 تک ن لیگ کی حکومت کے تحت محکمے نے 29 ہسپتال (07 تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال، 04 رورل ہیلتھ سنٹرز، 13 بنیادی ہیلتھ یونٹس، اور 05 رورل ڈسپنسریاں) قائم کئے۔ نئے اداروں کے علاوہ، 26 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں اور 99 تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کے نہ صرف بنیادی ڈھانچے میں بلکہ نئے طبی اور بائیو میڈیکل آلات کے ساتھ ساتھ فرنیچر اور فکسچر کی فراہمی کے ساتھ وسیع پیمانے پر revamp کیا گیا۔

اگست 2018 سے جنوری 2022 تک، 01 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال، 01 مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال، اور 05 تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال مکمل ہوئے۔

(ب) اگست 2018 سے جنوری 2022 تک، 1 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال، 3 تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں اور 4 مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال کے ہسپتالوں کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ سیکنڈری صحت کی سہولیات کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

سیریل نمبر	ہسپتال کا نام	ضلع
1۔	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال حافظ آباد (نیو بلڈنگ)	حافظ آباد
2۔	مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال میانوالی	میانوالی
3۔	مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال اٹک	اٹک
4۔	مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال بہاولنگر	بہاولنگر
5۔	مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال لیہ	لیہ

6۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جوریاں چکری	راولپنڈی
7۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بھوآنہ	چنیوٹ
8۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ڈجکوٹ	فیصل آباد

(ج) مندرجہ ذیل نئے سیکنڈری ہیلتھ کیئر ہسپتال اگست 2018 سے 2022 تک مکمل اور فعال کئے گئے:

سیریل نمبر	ہسپتال کا نام	ضلع
1۔	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال منڈی بہاؤالدین	منڈی بہاؤالدین
2۔	مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال میانوالی	میانوالی
3۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال پیر محل	ٹوبہ ٹیک سنگھ
4۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال رینالہ خورد	اوکاڑہ
5۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر فیملی ہسپتال لودھراں	لودھراں
6۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ملکوال	منڈی بہاؤالدین
7۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی قریشیاں	رحیم یار خان

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! سوال کی جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ صوبہ بھر میں اگست 2018 سے جنوری 2022 تک کتنے نئے ہسپتال بنائے گئے؟ پیچھے جو کہانی ہے اس کے relevant بنتی ہے 2018 سے 2022 تک ایک ڈسٹرکٹ ہسپتال فلاں فلاں ہسپتال مکمل ہوئے تو my question is this، ان کا question اس لئے تھا کہ ہمیں 2018 سے 2022 کی کارکردگی کا علم ہو سکے کہ صحت کارڈ اور اس کا دعویٰ کرنے والے لوگوں نے اپنے دور حکومت میں پنجاب کی کتنی خدمت کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ صحت کا یہ سوال بہت ساری چیزیں hide کر رہا ہے اور منسٹر صاحب اگر اس کو pending کروا کر ان کے آنے پر clarity سے جواب لیں تو یہ بہتر ہو گا۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں بالکل on the floor of the House یہ بات کر رہا ہوں کہ میں اس سوال کے جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں اور یہ کھنڈر اور یہ ڈھانچے آج بھی ہمارا منہ چڑھا رہے ہیں جن کو مکمل لکھا گیا۔ میں اس پر انکوائری بھی کروں گا اور جس نے یہ غلط جواب دیا ہو گا اس کو سزا دے کر انشاءاللہ ہاؤس میں submit بھی کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! دیکھیں کہ منسٹر صاحب خود admit کر رہے ہیں کہ جواب غلط ہے لیکن میں ان کی تصحیح کے لئے یہ عرض کر دوں کہ یہ جتنے بھی state of art hospitals بنے ہیں جو Mother and Child Hospitals ہیں۔ مجھے صرف honorable minister یہ بتا دیں کہ اس وقت ان کا status کیا ہے تو پھر میں ان سے اگلی بات پوچھوں گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں بات کروں گا تو پھر وہی بات دور تک جائے گی۔ ہسپتال بنانا کوئی ایسا نہیں ہے کہ آپ نے کہہ دیا اور سنگ بنیاد رکھ دیا تو ہسپتال بن جاتا ہے۔ ہسپتال اس طرح بنتا ہے جیسے آج مریم نواز شریف صاحبہ نے کینسر کیئر ہسپتال کی بات کی، سرگودھا کے Cardiac ہسپتال کی بات کی (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے لئے پیسے رکھنے پڑتے ہیں اس کے لئے commitment show کرنی پڑتی ہے اور اس کا دھیان رکھنا پڑتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: No shouting مجھے لگتا ہے کہ جیسے ہی چیف منسٹر کا نام آتا ہے تو آپ shout کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ عجیب بات ہے۔ آپ کیا بات کرتے ہیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! اسی ہاؤس میں ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جناب امتیاز محمود! آپ ایسا نہ کریں آپ بیٹھیں۔ Once the minister has the floor and your Leader of Opposition has the floor آپ اس بات کا بھی احترام نہیں کر رہے اور کھڑے ہو گئے ہیں آپ بیٹھیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! اسی ہاؤس میں وزیر آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی بار بار بازگشت سنی گئی اور ہمیشہ کہا جاتا تھا کہ ہم وزیر آباد کا کارڈیالوجی ہسپتال دے کر گئے ہیں تو آپ اسے فعال نہیں کر رہے تو بھائی جب آپ 20۔ارب روپے کا 10 کروڑ روپے بجٹ رکھ کر جائیں گے اور فیتا کاٹ کر اور تختی لگا کر مطمئن ہو جائیں گے تو ہسپتال کیسے بنے گا؟ ہسپتال اربوں روپے سے بنتا ہے اور commitment سے بنتا ہے عرق بہانے سے بنتا ہے، پسینہ بہانے سے بنتا ہے لیکن زبانی باتوں سے نہیں بنتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ منسٹر صاحب کو میں نے ایک question کیا ہے یہ چونکہ ہماری گورنمنٹ سے بھی related ہے اور میرا اپنا ڈسٹرکٹ میانوالی بھی اس میں آیا ہوا ہے تو جو منسٹر صاحب بات کر رہے ہیں میں اس کا جواب اس لئے نہیں دینا چاہتا کہ میں اپنی بجٹ تقریر میں کینسر ہسپتال کا حال تو بتا چکا ہوں۔ یہ میرے بھائی سینئر منسٹر ہیں لیکن خود بات کو اتنا لمبا کر دیتے ہیں کہ اپنی چیف منسٹر کو خود ہی پھنسا دیتے ہیں اب ہم کیا کریں۔ دیکھیں یہ بات وہ کریں، میں relevant بات کر رہا ہوں اور مجھے صرف یہ بتا دیں کہ اس وقت ان ہسپتالوں کا status کیا ہے؟ کیونکہ میرا جو ڈسٹرکٹ میانوالی ہے انہوں نے ایک notification کیا ہے جو کہ منسٹر صاحب کے ڈیپارٹمنٹ سے ہوا ہے کہ Mother and Child Hospital کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال میں convert کر دیا گیا ہے تو کیا دوسرے ہسپتالوں کو بھی کر دیا گیا ہے؟ اگر وہاں پر کچھ بھی نہیں ہے تو پھر یہ کیوں کیا گیا ہے کیونکہ میرے ضلع میں تو Mother and Child Hospital functional ہو چکا ہے۔۔۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! دیکھیں، ہسپتال need based پر بننے چاہئیں جب چیزیں need based نہیں ہوتیں اور ذاتی خواہشات پر مبنی ہوتی ہیں تو پھر deliver نہیں ہو پاتا۔ Mother and Child Hospital کی وہاں قطعی طور پر ضرورت نہیں تھی ہم ماں بچہ پروگرام پورا run کر رہے ہیں۔ rural ambulance service پوری run کر رہے ہیں، BHU اور RHC میں یہ تمام کام وہیں ہو رہا ہے جو mother and child میں کرنے جا رہے ہیں بس اس وقت Mother and Child Hospital بنانے کا شوق تھا اگر ہسپتال کو بنانا ہو تو میں اپنے بھائی سے کہوں گا کہ ذرا خوشاب کا ہسپتال چیک کریں جو ہم بنا کر گئے تھے جو شہباز شریف بنا کر گیا تھا اسے کہتے ہیں کہ ہسپتال بنانا۔ ہم نے ان کے منصوبوں کو ختم نہیں کیا، ہم نے ان کے منصوبے جو کھنڈر تھے ان کو تعمیر کر کے مکمل کر رہے ہیں اور ان شاءاللہ ان کو functional کر کے اللہ کے فضل سے آپ کو چلا کر دکھائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: یہ last supplementary question ہے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! اگر آپ مجھے ابھی کہہ دیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں کوئی issue نہیں ہے لیکن میں نے جو question کیا ہے اور میں ایک بات ان کو clear کر دوں کہ need base، جو میانوالی ڈسٹرکٹ ہے اس میں sectored areas ہیں اور جو زچہ بچہ ہسپتال ہے جو Mother and Child Hospital ہے اس کو تقریباً پانچ ڈسٹرکٹ touch کرتے ہیں۔ اگر آپ ان ڈسٹرکٹ کی زچہ بچہ کے اموات کی ریشو نکال لیں، وہ ایک بڑا state of the art hospital تھا۔ میں منسٹر صاحب سے بالکل اتفاق نہیں کروں گا کہ وہاں پر اس کی ضرورت نہیں تھی۔ جناب امجد علی جاوید صاحب نے ان کو غصہ چڑھایا ہوا ہے۔۔۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ اس میں اضافہ ہوا ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! اگر یہ میری بات حوصلے سے ایک منٹ سن لیں، میں ان کی direction ٹھیک کر رہا ہوں۔ یہ میری ایک منٹ بات سن لیں۔ دیکھیں کہ میں

اس بحث میں گیا ہی نہیں۔ آپ بیشک بحث کے لئے ایک علیحدہ نشت رکھ لیں کہ جس پر ہمیں پتا چلے کہ پچھلے دس بارہ سالوں میں کیا کچھ ہوا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو آپ Mother and Child Hospital کو بند کرنے جا رہے ہیں، اگر آپ سارے ڈسٹرکٹ میں ایسے کر رہے ہیں جہاں جہاں پر یہ ہسپتال بنے ہیں تو یہ بہت بڑا غلط اقدام ہو گا اور یہ صرف بغض عمران میں ہو رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایک سیکنڈ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ جو Mother and Child Hospitals بنے تھے ان میں سے ایک ہسپتال ان کے ضلع میانوالی میں ہے جس کو بند کئے جانے کا اندیشہ ہے۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ ہسپتال ایک بڑا hub and scope کا کام کر رہا ہے اور اس کے ساتھ بڑے اضلاع جڑے ہوئے ہیں جو وہیں سے benefit کرتے ہیں۔ ان کی یہ رائے ہے کہ اگر آپ بند کرنے جا رہے ہیں تو اس کو نہ کیا جائے۔ اس پر آپ اپنا مؤقف دیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! چیزوں کو بند کرنے کا ہمیں شوق نہیں ہے وہ کسی اور کا شوق تھا کہ میں لاہور بند کروں گا، میں کراچی بند کروں گا اور میں پشاور بند کروں گا۔ ہمیں کوئی بند کرنے کا شوق نہیں ہے ہمیں چیزوں کو کھولنے کا شوق ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ ہم بند چیزوں کو کھولیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ the Leader of the Opposition has the floor.

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! بات سنیں۔ ایسا نہیں ہوتا۔ جی، جناب احمد خان! ایسا نہیں ہوتا ابھی منسٹر صاحب! آپ کو assure کر رہے ہیں کہ وہ اسے بند نہیں کریں گے۔ This satisfies your question.

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں، میں اور بات کر رہا ہوں۔ ماشاءاللہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ جو وقفہ سوالات چلا رہے ہیں عموماً پہلے سپیکر صاحبان یہ کرتے تھے کہ دو تین ضمنی سوالات سے آگے نہیں جانے دیتے تھے آپ دونوں

طرف سے questions لے رہے ہیں ۔یہ بڑی اچھی بات ہے اور آپ جو منسٹر صاحبان کو rescue کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جناب احمد خان! آپ میری بات سن لیں۔منسٹر صاحب آپ کو assure کر رہے ہیں کہ ملتان میں مدر اینڈ چائلڈ ہیلتھ کیئر کی جو facility ہے یہ shutdown نہیں ہو گی اور جو کہہ رہے ہیں I beg your pardon, Mianwali تو shutdown نہیں ہو گی it is an assurance from the government.جی،جناب سرفراز ڈوگر!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! I have a very relevant point after the honorable minister has himself admitted.

جناب سپیکر: میں اس طرف آرہا ہوں۔۔۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری بات سن لی جائے very relevant۔

جناب سپیکر: جی،please۔

MR AFTAB AHMAD KHAN: Mr Speeker! When he has admitted himself that the department has provided the wrong information, so this is the breach of privilege of the member.

جناب سپیکر: It will be referred to the committee Sir, I will.

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Thank you!

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب سرفراز ڈوگر کا ہے۔جی، سوال نمبر بول دیں۔

جناب محمد سرفراز ڈوگر: میرا سوال نمبر 196 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخوپورہ۔پی پی۔144 میں طبی مراکز اور ان میں میڈیکل و پیرامیڈیکل سٹاف سے متعلقہ تفصیلات

***196: جناب محمد سرفراز ڈوگر:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔144 شیخوپورہ میں طبی سہولیات کے کتنے سرکاری مراکز ہیں؟

(ب) ان مراکز میں میڈیکل و پیرامیڈیکل سٹاف کی تعداد علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ج) ان مراکز کے انچارج ڈاکٹرز اور ان مراکز کی کارکردگی جانچنے کے لئے محکمہ کیا میکنزم بروئے کار لارہا ہے کیا ان مراکز صحت کی کارکردگی اطمینان بخش ہے، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) حلقہ پی پی۔144 میں درج ذیل 16 سرکاری مراکز صحت ہیں جن میں 01 تحصیل لیول ہسپتال، 01 رورل ہیلتھ سنٹر اور 14 بنیادی مراکز صحت ہیں:۔

1۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال صفدرآباد،

01۔ رورل ہیلتھ سنٹر خانقاہ ڈوگراں،

14 بنیادی مراکز صحت ہیں۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔بی ایچ یو مانگٹ،	2۔بی ایچ یو ککی رسول پور جٹاں،
3۔بی ایچ یو ڈیوری،	4۔بی ایچ یو منڈیالہ چک نمبر 20،
5۔بی ایچ یو عبداللہ پور کولر،	6۔بی ایچ یو ملیاں والی،
7۔بی ایچ یو امر کوٹ،	8۔بی ایچ یو نواں پنڈ،
9۔بی ایچ یو بہالیکے،	10۔بی ایچ یو عادل گڑھ،
11۔بی ایچ یو قلعہ میر زمان،	12۔بی ایچ یو سالار بھٹیاں،
13۔بی ایچ یو گنیا غازی،	14۔بی ایچ یو رتی ٹبی،

(ب) 1۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال صفدر آباد میں ٹوٹل میڈیکل آفیسر ز کی تعداد 35 اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد 47 ہیں۔

2۔ آر ایچ سی خانقاہ ڈوگراں جس میں میڈیکل آفیسر ز کی تعداد 05 اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد 19 ہیں۔

3۔ ٹوٹل بی ایچ یو 14 جس میں میڈیکل آفیسر ز کی تعداد 14 اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد 59 ہیں۔

(ج) محکمہ صحت کے ڈاکٹرز اور عملہ کی کارکردگی جانچنے کے لئے تحصیل کی سطح پر ڈپٹی ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر تعینات ہیں۔ اس کے علاوہ تین ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ز اور ایک چیف ایگزیکٹو آفیسر ہیلتھ ضلعی سطح پر تعینات ہیں۔ تمام افسران Repeatedly Health Facilities کا وزٹ کرتے ہیں اور اس طرح عملہ کی کارکردگی چیک کی جاتی ہے مزید برآں، گورنمنٹ آف پنجاب، پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہیلتھ Facilities پر Bio-Metric Machines انسٹال کی گئی ہیں جس سے ڈاکٹر اور عملہ کی حاضری کو چیک کیا جاتا ہے۔ جو عملہ غیر حاضر ہو ان کے خلاف محکمانہ کاروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس بابت مزید گزارش ہے گورنمنٹ آف پنجاب، سیکرٹری پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ایک Secretary's Operations and Monitoring Unit (SOMU) قائم کیا گیا ہے۔ یہ ٹیم پورے پنجاب میں سرکاری ہسپتالوں کا وزٹ کرتی ہے اور ملازمین کی کارکردگی کو Evaluate کرتی ہے۔ اسی طرح ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ سروسز پنجاب کی طرف سے بھی تشکیل کردہ ٹیمز ہیلتھ فسلیٹیز کا وزٹ کرتی ہیں اور ایک مفصل رپورٹ مرتب کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ جو کہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی شیخوپورہ کے چیئرمین ہیں ان کے ماتحت اسسٹنٹ کمشنرز جو کہ تحصیل کی سطح پر تعینات ہیں۔ وہ اپنی اپنی تحصیلوں میں ہیلتھ فسلیٹیز کا وزٹ کر کے ملازمین کی کارکردگی چیک کرتے ہیں۔ M&As بھی ہر ماہ دوبار ایک ہسپتال کو وزٹ کرتے ہیں۔ ان کی رپورٹ پر تادیبی کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد سرفراز ڈوگر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(ب) میں ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال صفدرآباد میں ٹوٹل میڈیکل آفیسرز کی تعداد 35 ہے اور پیرامیڈیکل سٹاف کی تعداد 47 ہے میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں میڈیکل آفیسرز کتنے موجود ہیں، اور پیرامیڈیکل سٹاف کتنا موجود ہے اور کتنی سیٹیں خالی ہیں اور کب سے خالی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کتنا سٹاف available ہے اور جو سیٹیں خالی ہیں وہ کب تک fill کر لیں گے؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! یہ تو fresh question بنتا ہے یہ بالکل نیا سوال کر لیں میں ان کو detail دے دیتا ہوں۔ اتنا ان کو ضرور بتاؤں گا کہ good news یہ ہے کہ ہم ان کا تحصیل صفدرآباد کا ہسپتال اور اُس کے علاوہ مزید مرید کے کا، شرقپور شریف کا، فیروز والا کا ان ہسپتالوں کی revamping کے عمل کا آغاز کر رہے ہیں جس میں نہ صرف ان کی بلڈنگ کو state of the art کریں گے، ہم ان کی HR کی جتنی deficiency ہے وہ ساری پوری کر کے دیں گے، ان کی جو میڈیسن کی deficiency وہ پوری کر کے دیں گے، ان کا تمام سٹاف اور ان کی جو مشینری ہے وہ نئی خرید کے دیں گے اور انشاءاللہ یہ سب ہم فوری طور پر شروع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب آپ کو منسٹر صاحب assure کر رہے ہیں کہ جو آپ کا صفدرآباد کا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے اُس کی جو deficiency of staff ہے وہ پوری ہو گی اور اُس کے ساتھ جتنی missing facilities ہیں revamping میں وہ پوری ہو جائیں گی۔

جناب محمد سرفراز ڈوگر: جناب سپیکر! میرا سوال تھا کہ یہ صرف بتا دیں کہ وہاں پر کتنا سٹاف موجود ہے، ڈاکٹر کتنے موجود ہیں اور پیرامیڈیکل سٹاف کتنا موجود ہے؟ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں یہ نیا سوال بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کا سوال یہ تھا کہ حلقہ پی پی۔144 شیخوپورہ میں طبی سہولیات کے کتنے سرکاری مراکز ہیں؟ اب یہ جو آپ پوچھ رہے ہیں کہ number of

اب یہ vacant seats. This will amount to a fresh question . detailاُن کے پاس ابھی نہیں ہوگی آپ اس پر مزید کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو آگے کر لیں۔

جناب محمد سرفراز ڈوگر: جناب سپیکر! اس پر میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ لکھتے ہیں کہ ہر مہینے میں دو بار اُس کا وزٹ کیا جاتا ہے اور وہاں پر اُن چیزوں کو چیک کیا جاتا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر جو missing facilities کتنی موجود ہیں اور کتنی خراب ہیں اور کب سے خراب ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! دیکھیں ہمیں تو آئے ہوئے ابھی دو ماہ ہوئے ہیں ہمیں تو پرانی عادتیں کام کرنے کی پڑی ہوئی ہیں درمیان میں کام نہیں ہوا اور چیزیں خراب ہو گئی ہیں تو اس پر میں تو ذمہ دار نہیں ہوں میں تو ٹھیک کرنے کا ذمہ دار ہوں انشاء اللہ ٹھیک کروں گا اور دوسری عرض یہ ہے کہ ہمارے جو MEs ہیں وہ ہر 15 دن میں وزٹ کرتے ہیں وہ ہمارا جو stock take ہوتا ہے جو شہباز شریف صاحب بھی لیا کرتے تھے اُس کے بعد کسی نے نہیں لیا اب مریم نواز شریف صاحبہ اُس کو شروع کر رہی ہیں تو ہم جب stock take لیتے ہیں تو ایک ایک چیز کی detail ہمارے پاس آتی ہے۔ میں اپنے معزز ممبر کو یہ assurance دے رہا ہوں کہ ان کے ہسپتال کی تمام deficiencies جو ہمارے ہسپتال revamp ہوئے ہیں جن دوستوں کے حلقے میں ہیں اُن کو پتا ہے جب ہم ہسپتال کو revamp کرتے ہیں نہ صرف اُس کی building state of the art بنتی ہے بلکہ اُس کے جو تمام HR ہیں ڈاکٹرز ہیں، نرسز ہیں، سٹاف ہے اُس ٹوٹل کو ہم پورا کر کے دیتے ہیں میڈیسن جو ایک essential drug list اُسے پورا کر کے دیتے ہیں جو مشینری وہاں ہوتی ہے وہ نئی لے کر دیتے ہیں ہم تو ان کو اتنی اچھی خوشخبری دے رہے ہیں کہ آپ کا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال صفدر آباد مکمل revamp کر کے دے رہے ہیں ہم تو پورا package دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب! میں آپ سے یہ کہوں گا کہ this satisfies your question آپ کے جو THQ Hospitals ہیں وہ جب اُس پروگرام میں آ گئے ہیں جس میں

revamping ہونی ہے تو یہ hopefully آپ کے لوگوں کے لئے سہولت کا باعث ہو گا۔ اب with an observation وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو رہا ہے

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، please آپ تشریف رکھیں گے ، آپ ایک دفعہ تشریف رکھیں گے ؟ I have done with the time now, why are you insisting so much?

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔ ایل ایچ ویز اور مڈ وائیوز کی اپ گریڈیشن اور ان کے سروس سٹرکچر سے متعلقہ تفصیلات

***199: محترمہ کنول پرویز چودھری:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں اس وقت کتنی ایل ایچ ویز اور مڈ وائیوز کی کام کر رہی ہیں ان کے نام اور تعداد بیان کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ ن لیگ کے دور حکومت میں ایل ایچ ویز اور مڈ وائیوز کی اپ گریڈیشن کی گئی تھی اور ان کا سروس سٹرکچر بنایا گیا تھا جو پہلے نہ تھا اور صوبہ بھر کے اکثر اضلاع میں اس پر عملدرآمد بھی ہو گیا تھا لیکن لاہور میں تاحال اس پر عملدرآمد نہ ہو سکا اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور میں ایل ایچ ویز اور مڈ وائیوز عرصہ 20 سال سے ایک ہی سکیل میں کام کر رہی ہیں اور بہت سی اسی سکیل میں ریٹائرڈ بھی ہو گئی ہیں جو کہ ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب بھی محکمہ سے اس بارے سوالات کئے گئے وہ جواب دینے سے قاصر رہا حکومت کب تک ایل ایچ ویز مڈ وائیوز کی اپ گریڈیشن کرنے اور ان کے سروس سٹرکچر پر مکمل طور پر عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) ضلع لاہور میں اس وقت 191 ایل ایچ ویز اور 104 مڈ وائیوز کام کر رہی ہیں۔ نام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ایل ایچ ویز کی اپ گریڈیشن ن لیگ کے گزشتہ دورہ حکومت میں کی گئی تھی جس کے تحت ایل ایچ ویز کو سکیل 9 سے 12 میں اور مڈ وائف کو 5 سے سکیل 9 میں اپ گریڈ کر دیا گیا تھا اور ان کا سروس سٹرکچر بھی بنایا گیا تھا لیکن یہ بات درست نہیں ہے کہ اس پر ضلع لاہور میں تاحال عملدرآمد نہیں ہوا۔ تمام ایل ایچ ویز کو مذکورہ نوٹیفکیشن کی روشنی میں اپ گریڈیشن اور سروس سٹرکچر گورنمنٹ نے اپریل 2019 کو منظور کیا اور اس کے مطابق ضلع لاہور میں مڈ وائیوز کو اپ گریڈ کر دیا گیا تھا آرڈرز کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ایل ایچ ویز اور مڈ وائیوز ضلع لاہور میں 20 سال سے کام کر رہی ہیں کیونکہ ایل ایچ ویز کو 2012 میں سکیل 9 سے 12 میں اپ گریڈ کر دیا گیا ہے اور مڈ وائف کو 2019 میں 5 سے سکیل 9 میں اپ گریڈ کر دیا گیا ہے۔ آرڈر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے محکمہ پہلے ہی ایل ایچ ویز اور مڈ وائیوز کی اپ گریڈیشن گورنمنٹ کے وضع کردہ قوانین کی روشنی میں کر چکا ہے اور ان کے اپ گریڈیشن کے احکامات کو متعلقہ لوگوں کو (circulate) کر چکا ہے۔

جھنگ: احمد پور سیال میں ڈسپنسریوں اور ان کے سٹاف کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

***251: جناب شہباز احمد:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل احمد پور سیال ضلع جھنگ میں کل کتنی ڈسپنسریاں ہیں اور ان میں کتنا سٹاف تعینات ہے؟

(ب) کتنی ڈسپنسریاں بد حالی کی وجہ سے بند کر دی گئی ہیں کیا حکومت ان بند ڈسپنسریوں کو کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) تحصیل احمد پور سیال ضلع جھنگ میں کل 8 ڈسپنسریاں ہیں اور اس میں 14 ملازمین تعینات ہے۔

(ب) بہت سی ڈسپنسریز ذاتی پسند و ناپسند کی وجہ سے بنائی گئی تھیں۔ بی ایچ یوز، رورل ہیلتھ سنٹرز اور تحصیل لیول ہسپتالوں میں ان ڈسپنسریز کی نسبت بہتر اور اچھا علاج فراہم کیا جارہا ہے۔ مزید برآں موجودہ ن لیگ کی حکومت بی ایچ یوز اور رورل ہیلتھ سنٹرز پر 30۔ ارب کی خطیر رقم خرچ کر رہی ہے اس کے علاوہ حکومت نے دو نئے منصوبے شروع کئے ہیں "کلینک آن ویل" اور فیلڈ ہسپتال۔ ان دونوں منصوبوں کے تحت دور دراز اور رموٹ علاقوں میں 200 کلینک آن ویل اور 32 فیلڈ ہسپتال کی سہولت فراہم کی جائے گی۔ جس کے تحت نہ صرف معمولی نوعیت کی بیماریوں کے علاوہ خاندانی منصوبہ بندی، ویکسینیشن، پانچ سال سے کم عمر بچوں کی سکریننگ کے علاوہ ANC, PNC بھی کی جائے گی۔

جھنگ: آر ایچ سی سنٹر گڑھ مہاراجہ میں ڈاکٹرز کی اسامیوں سے متعلقہ تفصیلات

***252: جناب شہباز احمد:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) RHC گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں کل کتنی ڈاکٹرز کی اسامیاں ہیں اور ان میں سے کل کتنی خالی ہیں؟

(ب) حکومت کب تک ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) رورل ہیلتھ سنٹر گڑھ مہاراجہ میں فروری 2023 سے فروری 2024 تک کل کتنے مریض علاج کے لئے آئے اور رورل ہیلتھ سنٹر میں کتنے مریضوں کے آپریشن کئے گئے؟

(د) رورل ہیلتھ سنٹر گڑھ مہاراجہ میں ایکسرے مشین کتنی پرانی ہے اور کب سے خراب پڑی ہے؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) ٹوٹل 10 ڈاکٹرز کی اسامیاں ہے جن میں سے 8 ڈاکٹرز تعینات ہے اور 2 ڈاکٹرز کی اسامیاں خالی ہے۔ جن میں ایک اسامی ایڈیشنل پرنسپل میڈیکل آفیسر اور دوسری وومن میڈیکل آفیسر کی خالی ہے۔

(ب) گورنمنٹ آف پنجاب پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ڈیپارٹمنٹ نے ڈاکٹروں کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے اشتہار دے دیا ہے اور جلد ڈاکٹر کی خالی اسامیوں پر تعیناتی ہو جائیگی۔ (اشتہار کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) 2023 سے 2024 تک 54,322 مریض چیک کئے ہیں۔ اور کوئی آپریشن نہیں کیا۔

(د) خراب ایکسرے مشین کو نیلام کر دیا گیا ہے جبکہ سیکرٹری صاحب کی ہدایت پر ضلع اوکاڑہ سے فراہم کردہ ایکسرے مشین کو 21-03-2024 سے آر ایچ سی گڑھ مہاراجہ میں تنصیب کر دیا گیا ہے اور مشین فنکشنل ہے اور 21-03-2024 سے لے کر اب تک 368 ایکسرے اس مشین پر کئے جا چکے ہیں۔

جہلم: سر گھسن ہسپتال میں طبی سہولیات اور پیرا میڈیکل سٹاف سے متعلقہ تفصیلات

***255: سید رفعت محمود:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرگھمن ہسپتال میں مریضوں کو کون کون سی طبی سہولیات دی جارہی ہیں اور روزانہ کی بنیاد پر کتنے مریضوں کا علاج ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں ڈاکٹرز، نرسز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی کمی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں مشینری اور طبی آلات کی بھی کمی ہے؟

(د) حکومت کب تک ان مسنگ فسیلٹیز کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل سے بیان کریں کیا اس میں 24/7 گھنٹے سہولیات دی جارہی ہیں کیا ہسپتال میں سٹاف پورا ہے۔ اگر کمی ہے تو کب تک اس کو پورا کیا جائے گا۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) مذکورہ بنیادی مرکز صحت یونین کونسل پنڈ متے خان میں واقع ہے۔ مذکورہ بنیادی مرکز صحت 18۔ فروری 2024 میں نارمل بنیادی مرکز صحت سے 24/7 بنیادی مرکز صحت بنا۔ اس بنیادی مرکز صحت میں مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی جارہی ہیں:-

1۔ او پی ڈی

2۔ 24/7 زچہ و بچہ سہولیات

3۔ طبی ایمبولینس سروس برائے زچہ و بچہ 1034

4۔ حفاظتی ٹیکہ جات

5۔ بنیادی طبی لیبارٹری ٹیسٹ برائے حاملہ خواتین

6۔ غذائیت پروگرام

7۔ فیملی پلاننگ

روزانہ کی بنیاد پر 25 سے 35 مریضوں کو طبی سہولیات فراہم کی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ بنیادی مرکز صحت سرگھمن میں میڈیکل آفیسر، ڈسپنسر، لیڈی ہیلتھ وزیٹر، ویکسینیٹر، سینٹری انسپکٹر اور مڈوائف تعینات ہیں جو کہ عوام الناس کو مذکورہ بالا طبی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔ بنیادی مرکز صحت میں منظور شدہ عملہ کی تعداد 15 ہے جس میں سے 11 اس وقت کام کر رہے ہیں۔ عملہ کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	عہدہ	گریڈ	منظور شدہ تعداد	تعینات	خالی
1۔	میڈیکل آفیسر	17	1	1	0
2۔	سکول ہیلتھ اینڈ نیوٹریشن سپر وائزر	17	1	0	1
3۔	کمپیوٹر آپریٹر	15	1	0	1
4۔	ہیلتھ ٹیکنیشن	12	1	0	1
5۔	ڈسپنسر	9	1	1	0
6۔	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	9	2	2	0
7۔	ویکسینیٹر	9	1	1	0
8۔	سینٹری انسپکٹر	9	1	0	1
9۔	مڈوائف	5	2	2	0
10۔	نائب قاصد	1	1	1	0
11۔	چوکیدار	1	1	1	0
12۔	آیا	1	1	1	0
13۔	سینٹری ورکر	1	1	1	0
ٹوٹل	15	11	4		

(ج) یہ درست نہ ہے تمام مشینری اور طبی آلات مذکورہ بنیادی مرکز صحت میں موجود ہیں ماسوائے الٹرا ساؤنڈ مشین کے۔ کیونکہ مذکورہ ہسپتال فیز 8 میں 24/7 جو کہ مورخہ 18۔ فروری 2024 کو 24/7 میں شامل ہوا اور اس کی خریداری کا پراسس صوبائی سطح پر ہو رہا ہے۔

(د) بنیادی مرکز صحت پر حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق مخصوص کردہ صحت کی سہولیات ضرورت کے تحت پوری ہیں ماسوائے الٹرا ساؤنڈ مشین کے۔ جو کہ جلد ہی مرکز صحت کو مہیا کر دی جائے گی۔

جہلم: دینہ ٹی ایچ کیو ہسپتال کے قیام سے متعلقہ تفصیلات

***264: سید رفعت محمود:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ہر تحصیل میں THQ ہسپتال ہونا ضروری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل دینہ ضلع جہلم میں ٹی ایچ کیو ہسپتال نہیں بنایا گیا جس کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت تحصیل دینہ میں کب تک THQ ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) حکومت کا یہ بنیادی مقصد ہے کہ وہ صوبہ بھر کے تمام دیہی اور شہری علاقوں میں صحت کی دیکھ بھال کی سہولتوں کو برابری کی بنیاد پر فراہم کرے۔ اسی بات کے پیش نظر تحصیل کی سطح پر THQ ہسپتال قائم کئے گئے ہیں جو عوام کی صحت کی ضروریات کو پورا کرنے اور طبی خدمات کو ان تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں مزید برآں THQ ہسپتال کے قیام کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت مختلف عوامل، جیسے کہ علاقے کی آبادی، صحت کی پہلے سے موجود سہولیات اور وسائل کی دستیابی کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ بہر حال ہر تحصیل میں THQ ہسپتال کے قیام سے متعلق کوئی مخصوص پالیسی موجود نہیں ہے۔

(ب) دینہ شہر میں لوگوں کو بنیادی طبی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ایک رورل ہیلتھ سنٹر موجود ہے جو کہ جی ٹی روڈ پر واقع ہے۔ مزید برآں DHQ ہسپتال جہلم بھی صرف 10 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

(ج) حکومت کو ادراک ہے کہ دینہ میں THQ ہسپتال قائم ہونا چاہیے، اس سلسلے میں سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے مالی سال 18-2017 میں دینہ میں THQ ہسپتال کے قیام کے

لئے ایک منصوبہ بھی شامل کیا گیا تھا جو کہ حکومت تبدیل ہونے پر شروع نہیں کیا گیا اور ہسپتال کی تعمیر نہیں ہو سکی۔ اب حکومت اس THQ کو بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس ضمن میں سیکرٹری ہیلتھ نے 16.04.2024 کو رورل ہیلتھ سینٹر دینہ کا دورہ بھی کیا تھا۔ جس کے بعد اس ہسپتال کو قائم کرنے سے متعلق پیشرفت ہوئی ہے اور ن لیگ کی حکومت نے فوری طور پر اسے Revamp کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے بعد اسکو THQ ہسپتال کا درجہ دے دیا جائے گا۔

کمالیہ: تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں کارڈیالوجی اور ڈائیلسز سنٹر سے متعلقہ تفصیلات

***271: محترمہ آشفہ ریاض:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کمالیہ میں کون کون سے وارڈ کس کس مرض کے ہیں ایمرجنسی اور OPD کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) کارڈیالوجی اور ڈائیلسز سنٹر کتنے بیڈز پر مشتمل ہے ان میں کتنے ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں کتنے ڈاکٹرز کی ضرورت ہے مزید ڈاکٹر کب تک تعینات کر دیئے جائیں گے؟

(ج) کارڈیالوجی اور ڈائیلسز کے لئے کون کون سی مشینری میسر ہے روزانہ کتنے مریض علاج کے لئے آتے ہیں اوران کو کون سی ادویات دی جاتی ہیں کتنے مریضوں کا روزانہ ڈائیلسز کیا جاتا ہے؟

(د) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز، پیرا میڈیکل سٹاف کی کتنی مزید ضرورت ہے اور کب تک یہ فراہم کر دیئے جائیں گے؟

(ہ) ادویات کی جو کمی ہے اس کے بارے میں کیا حکومت ایکشن لے گی؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال 100 بیڈز پر مشتمل ہے اس میں ایمرجنسی، سی سی یو، ڈائیلسز، میل وارڈ، فی میل وارڈ، آرتھوپیڈک وارڈ، بچہ وارڈ شامل ہے مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سی سی یو 5 بیڈ اور ڈائیلسز 10 بیڈز پر مشتمل ہے ہسپتال میں کارڈیالوجسٹ اور نیفرالوجسٹ موجود نہیں ہے موجودہ عملے میں سے میڈیکل آفیسرز کی تینوں شفٹوں میں ڈیوٹی لگائی جاتی ہے میڈیکل سپیشلسٹ تعینات کرنے کی درخواست ہسپتال نے کی ہے اور محکمہ صحت اس درخواست پر غور کر رہا ہے جلد ہی اس پر فیصلہ کر کے کارڈیالوجسٹ اور نیفرالوجسٹ کی موجودگی کو یقینی بنانے کی کوشش کرے گا۔

(ج) کارڈیالوجی کے اندر 5 بیڈز کی گنجائش موجود ہے اور فرسٹ ایڈ کے لئے ادویات اور پیشنٹ مونیٹرز بھی موجود ہیں ماہانہ پچھلے تین ماہ میں اوسطاً چار سے پانچ مریض روزانہ کارڈیالوجی میں علاج کے لئے آتے ہیں ڈائیلسز کے لئے 10 مشینیں موجود ہیں جن میں سے 4 محکمہ صحت نے مہیا کی ہیں اور 6 ویلفیئر سوسائٹی کے ذریعے سے علاقے کے مخیر حضرات نے ڈونیشن کی ہیں پچھلے تین ماہ میں اوسط 13 سے 15 مریض روزانہ ڈائیلسز کا علاج کروا چکے ہیں ادویات کی فراہمی کے لئے یو ایچ آئی پروگرام سے مدد لی جاتی ہے اور کچھ مخیر حضرات کے ذریعے سے ویلفیئر سوسائٹی بھی ادویات کی فراہمی میں مدد لی جاتی ہے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ڈائیلسز اور کارڈیالوجی وارڈ کی ایس این ای پہلے ہی فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھجوائی جا چکی ہے۔

(د) اس ہسپتال میں ڈینٹل سرجن، فارماسسٹ، پیتھالوجیسٹ، ایمرجنسی میڈیکل آفیسر، فیزیوتھراپسٹ، نرسز، وارڈ سرونٹ، آپریشن تھیٹر ٹیکنیشن، میڈیکل آفیسرز، کی سیٹ خالی ہے اور اس کے لئے محکمہ کام کر رہا ہے۔

(ہ) ادویات کے حوالے سے محکمہ مسلسل کام کر رہا ہے اور ادویات کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے سنٹرل پروکیورمنٹ اور لوکل خرید بھی کی جاتی ہے جلد ہی نئے بجٹ کے آنے کے ساتھ ادویات کی کمی کو دور کر دیا جائے گا۔

جہلم: ڈسپنسریوں کی بندش سے حائل مشکلات سے متعلقہ تفصیلات

***308: محترمہ عظمیٰ کاردار:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نگران دور حکومت میں ضلع جہلم میں 8 ہیلتھ ڈسپنسریوں کو بند کر دیا گیا تھا؟

(ب) ان ڈسپنسریوں کی مکمل تفصیل مع گاؤں کا نام اور عملہ کی تعداد سے متعلق آگاہ فرمائیں؟

(ج) ان ڈسپنسریوں سے روزانہ کتنے مریض ادویات حاصل کرتے تھے مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان ڈسپنسریوں کو بند کرنے کی وجہ سے ضلع کی ہزاروں کی تعداد میں مریضوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟

(ہ) کیا موجودہ حکومت ان ڈسپنسریوں کی بحالی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) درست نہیں ہے۔ ہیلتھ ڈسپنسریاں کھلی ہیں اور حسب معمول کام کر رہی ہیں۔

(ب) ڈسپنسریوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

گورنمنٹ رورل ڈسپنسری عبداللہ پور تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم:

نمبر شمار	منظور شدہ اسامیاں	تعداد	پُر شدہ	خالی اسامیاں
1۔	ڈسپنسر	1	1	0
2۔	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	1	1	0
3۔	مڈوائف	1	1	0
4۔	واٹر کیریئر	1	1	0

کھیڑ نگیال تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم:

1۔	ڈسپنسر	1	1	0
2۔	دائی	1	0	1
3۔	واٹر کیریئر	1	0	1
4۔	چوکیدار	1	0	1

رورل ڈسپنسری دولت پور تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم:

1۔	ڈسپنسر	1	1	0
2۔	دائی	1	1	0
3۔	چوکیدار	1	1	0

گورنمنٹ رورل ڈسپنسری راٹھیاں تحصیل و ضلع جہلم:

1۔	ڈسپنسر	1	0	1
2۔	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	1	1	0
3۔	چوکیدار	1	1	0
4۔	واٹر کیریئر	1	1	0
5۔	دائی	1	0	1
6۔	سینٹری ورکر	1	1	0

گورنمنٹ رورل ڈسپنسری خورد تحصیل و ضلع جہلم:

1۔	ڈسپنسر	1	1	0
2۔	واٹر کیریئر	1	1	0
3۔	دائی	1	0	1
4۔	سینٹری ورکر	1	1	0

رورل ڈسپنسری دیال تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم:

1۔	ڈسپنسر	1	1	0
2۔	دائی	1	0	1
3۔	واٹر کیریئر	1	1	0

رورل ڈسپنسری ڈھوک حیال تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم:

1۔	ڈسپنسر	1	1	0
2۔	سینٹری ورکر	1	1	0
3۔	واٹر کیریئر	1	1	0

4۔ چوکیدار 1 0 1

(ج) مندرجہ بالا ڈسپنسریوں پر تقریباً 40 سے 50 مریض روزانہ کی بنیاد پر ادویات حاصل کرتے ہیں۔

(د) یہ درست نہیں ہے۔ ہیلتھ ڈسپنسریاں کھلی ہیں اور حسب معمول کام کر رہی ہیں۔

(ہ) ڈسپنسریاں حسب معمول کام کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، thank you۔ لیکن میں with an observation جی، Order in the House please. With an observation Minister Sahib has made a statement on the floor of the House کہ جب محکمہ کی طرف سے دیا گیا جواب غلط ہے اس میں آپ کی inquisitorial اُس کو بالکل آپ اپنے محکمانہ طور پر ضرور کریں but I am referring this matter to the House Committee, as a subject of a breach of privilege. It is a breach of privilege of this House and it has to be stated in presence of the Minister Sahib, that he said it is the wrong answer given by the department. Secondly, to all honorable members, I am part of this House since 2002. Question Hour میں political shouting نہیں ہوتی it has never been part of this یہ آپ کے 12,14 کروڑ لوگوں کا آپ کے اوپر جو فرض منصبی ہے اُن لوگوں کا جو ممبران اپنی محنت کر کے سوال لاتے ہیں میری وزراء کرام سے بھی درخواست ہے کہ political answering سے بہتر ہے departmental replies and I would request the honorable members also to keep the manners the way as they have always been. I will ensure it remains the same way it is میں نہ اس چیز کی اجازت دوں گا in the future. It is not about politically telling the story of what your party did. It is about the people of the Punjab and it has to be heard too.

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں بالکل interested نہیں ہوں اس میں، میں صرف interested ہوں کہ یہاں کام کی بات ہو۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! مجھ سے جواب لیا جائے صبح سے لے کر رات تک ہم اللہ کے فضل سے محنت کرتے ہیں اور میں حلفاً یہ بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! I appreciate your work

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! لیکن جب یہاں پر آتے ہی shouting سٹارٹ ہو گی جب چار سے پانچ سال سوائے دھرنوں کے، shouting کے سوا ہی کچھ نہیں تو please بس کر دیں اس ملک کے ساتھ بڑی ہو گئی اب کام کرنے دیں اور ہم سے کام لیں۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! کچھ لوگ جن کے کام کرنے کی صلاحیت کا میں معترف ہوں اُن میں ایک خواجہ عمران نذیر ہیں and I will tell you that, I have seen you working as a Health Minister میری بات سن لیں۔ میں آپ کو صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ میرے نزدیک primary سب سے بنیادی سوال اس وقفہ سوالات کی ہیت کو قائم رکھنا ہے اور اس میں صرف اُن 12 کروڑ لوگوں کا حق ہے جن کو میں نے ensure کروانا ہے at any cost اور وہ میں honorable members from the opposition those senior members sitting like Mr Ahmad Khan Sahib کی موجودگی کا ہمیں فائدہ ہے، سعید اکبر خان نوانی صاحب کی موجودگی کا فائدہ ہے، رانا محمد اقبال خان اور خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ کی موجودگی کا فائدہ ہے، چودھری محمد اعجاز شفیع بھی تشریف فرما ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ بھی اس کا حصہ رہے اور وقفہ سوالات میں ہمیشہ وہ مسئلہ حل کیا گیا جس کے متعلق سوال آیا۔ جی، now, Minister for Parliamentary Affair has the floor.

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بھی تھوڑی سی اس حوالے سے یہ بات کرنا چاہوں گا بلکہ میری آپ سے request ہے کہ اپوزیشن کے جو معزز ممبران

ہیں 10 سے 15 لوگ تو ہیں جو پہلے بھی اسمبلی کے ممبر رہے ہیں جو نئے لوگ آئے ہیں اُن کو بالکل اسمبلی کے decorum کا اور اسمبلی کے manners کا نہیں پتا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، معزز ممبران منسٹر صاحب کی بات کو سن لیں۔

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ پھر دیکھ لیں ہر چیز میں اپوزیشن لیڈر صاحب کھڑے ہوتے ہیں، بات کرتے ہیں۔ ہماری لیڈر شپ کے بارے میں غلط بات کرتے ہیں، یہ لوگ خود کھڑے ہو کر بات کرتے ہیں ہم خاموشی سے سنتے ہیں جب اس ہاؤس میں ہمارا مؤقف دینے کا وقت آتا ہے تو یہ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں تو یہ طریق کار نہیں ہے اگر ہم بھی یہی شروع کر دیں تو یہ تو یہاں نہیں بول سکتے ہماری majority ان سے بہت زیادہ ہے۔ ہم ان کو پوری space دیتے ہیں آپ بہت زیادہ space دیتے ہیں آپ پرویز الٰہی صاحب کی طرح ادھر منہ کر کے بات نہیں کرتے آپ بلکہ اُس طرف منہ ذرا زیادہ رکھتے ہیں اور ہماری طرف بھی رکھتے ہیں مگر اُس طرف ذرا زیادہ تو میں آپ سے یہ request کروں گا کہ پلیز نیپا سے جو ایک کورس ڈیزائن کیا گیا تھا وہ ان کو کروا دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! بہت شکریہ۔ میں حافظ صاحب اور رانا صاحب آپ کو بھی floor دیتا ہوں، مجھے صرف تھوڑا سا ٹائم دیں اور I know میں نے پوری کوشش کی ہے کہ میں جلدی جلدی Question Hour لے کر چلوں۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! میرا سوال pending کروا دیں۔

جناب سپیکر: جی، شہباز صاحب! آپ کے obviously questions pending ہوں گے اور آپ کے سوالات اگلے ایجنڈے میں شامل ہوں گے۔ کیا محترمہ سلمیٰ بٹ ہاؤس میں موجود ہیں؟

محترمہ سلمیٰ بٹ: جناب سپیکر! جی، میں ہاؤس میں موجود ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اب محترمہ سلمیٰ بٹ سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گی۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

ہتک عزت پنجاب بل 2024 کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ سلمیٰ بٹ: جناب سپیکر! میں The Punjab Defamation Bill 2024 (Bill No.08 of 2024) کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش ہوئی۔ رانا آفتاب صاحب! You raised the Point of Order جس میں آپ کا مؤقف تھا کہ یہ already existing law, if I am reading it right جو آپ نے کہا۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: There is an already existing law اس کی موجودگی میں ایک نیا قانون آرہا ہے اور وفاقی قانون موجود ہے تو کیا آپ اس پر پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہ رہے ہیں؟

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر جی، Thank you very much. میرا مؤقف بہت simple ہے۔ You already have an ordinance of 2002. I have a copy of that, Defamation law is already a federal law passed in 2002. When you are already having a law on Defamation and you being a lawyer, you know section 499 of the PPC empowers اس میں punishment بھی ہے, bringing this law again amounts to overlapping, so I think the way this law has been brought. This law is going to damage even your all institutions. جس میں journalism ہے، اس کو آپ دیکھیں کہ appointment of tribunals پر بات آرہی ہے۔ اس میں سب سے مزاحیہ بات یہ ہے کہ جو petitioners نے نہیں بلکہ اس بل میں defendant نے ثابت کرنا ہے کہ میں

بے گناہ ہوں۔ یہ جو آپ کی سپیشل کمیٹی ہے I have all respect for that but the question is you should have taken some input from the members who are law knowing also میں کسی کی قابلیت کے بارے میں بات نہیں کر رہا۔ جب آپ کے پاس already law 2002 موجود ہے تو پھر اس law کو دوبارہ لانے کی کیا ضرورت ہے؟ دوسری چیز یہ ہے کہ اس قانون کو ایمر جنسی میں لانے کی کیا ضرورت ہے؟ I think you are in such a hurry اس کو Monday والے دن ایجنڈے پر لا کر under the rules 95 آپ نے آج کر دینا ہے تو you have to provide three days for that آپ کو ان تین دنوں کا انتظار تھا ورنہ آپ نے آج ہی rules suspend کر کے کڑا کا نکال دینا تھا تو میری عرض یہ ہے کہ these people bringing law should keep one thing in mind that "Every day is not Sunday" یہ وقت بدلتا ہے یہ جو law ہے، اس law میں ایسے ہے کہ this can be used جس طرح آپ کے fake account and IDs بنتی ہیں تو کسی وقت بھی let's say کہ میرا ایک سپورٹر ہے اس کے نام پر آپ لگا دیں گے۔ اس پر آپ یہ آرٹیکل بھی دیکھ لیں I would draw your attention to Article 19A میں سب سے پہلے جو اس کے basics میں لکھا ہے کہ fundamental rights and principles of policy آپ اگر دیکھیں right to information and freedom of speech اس سے آپ کی سب چیزیں ہی kill ہو جائیں گی when you are not able to express a thing, we all have been given immunity کہ ہمیں نہیں پوچھ سکتے ہیں۔ پریس والا ایک خبر دے گا تو وہ پریس والا پھنس جائے گا۔ اس کے لئے because you say they are different pillars of the society, like judiciary, this is the highest forum یہاں پر ہم legislate کرتے ہیں then you have the executive authority, then you have journalist, the most important is judiciary جس میں ہم dispensation of justice کے لئے جاتے ہیں، اس میں آپ دیکھ لیں کہ میں نے amendments تو بنائی ہیں جب یہ lay ہو گیا ہے I will give it مگر آپ دیکھیں کہ اس میں again just like جیسا کہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ appointment of the law officers.

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس حوالے سے میرا یہ خیال ہے کہ I share the same thoughts کہ freedom of expression بہت ضروری ہے۔ آپ کا بہت pertinent Point of Order ہے۔ Minister for Information یہاں پر تشریف فرما ہوتیں تو یہ بہت مناسب ہوتا کیونکہ ان کی committee readings کی آج report lay ہونی تھی۔ گورنمنٹ آپ کو بتاتی کہ rational, preamble اس کی reason to bring this law کیا ہیں؟ رانا صاحب! it is in all fitness of thing کہ یہ جو آپ نے باتیں کی ہیں۔ آج اس کی report lay ہوئی ہے جہاں تک اس کے رولز کا تعلق ہے اس کے لئے obviously آپ نے amendments propose کرنی ہیں آپ اس کو outrightly reject بھی کر سکتے ہیں آپ کو اس کے against vote کرنے کا بھی اختیار ہے۔

MR AFTAB AHMAD KHAN: The way it is coming up......

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایک منٹ میری بات سن لیں now, allow me to say it آپ کی پوری بات آگئی ہے لہٰذا اب آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں میرا یہ کہنا ہے کہ گورنمنٹ نے یہ Punjab Defamation Bill lay کیا ہے اس کے خدوخال اس کی وجوہات ایک مرتبہ آپ اُن سے سن لیں، آج کیونکہ procedure میں اس چیز کی گنجائش نہیں کیونکہ آپ نے یہ نکتہ پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھایا ہے، اگر کوئی گنجائش ہوتی تو میں منسٹر صاحبہ سے کہتا ہوں کہ وہ اس پر کوئی بات کریں اور آپ کی اس حوالے سے تشفی کروائیں اور ensure کریں اور بتائیں کہ freedom of expression کا گلا تو نہیں گھونٹا جائے گا۔ یہ bill on day before yesterday table کیا گیا تھا exactly what the procedure demands, we have not suspended any rule. This is not what the government has conveyed to me کہ کوئی rule suspend نہیں کرنا۔ گورنمنٹ اس پر آپ کا input چاہتی ہے آپ اس بل کے خلاف ہیں اور جو آپ کی اس بل کے حوالے سے reservations ہیں ان کو آپ tabulate کریں، آپ اپنی اس حوالے سے amendments propose کریں you have three clear days, they will come up for the voting

on Monday اگر آپ اس پر amendments propose کرتے ہیں تو آپ کی amendments پر بھی vote upon ہو گا۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! I knew کہ آپ نے کرنا ہے۔ آپ نے اس پر تین دن کا نوٹس دیا ہے تو اس لئے ہم ابھی تک بچے ہوئے ہیں I am ready for amendments because your work is very hard on that.

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں یہ کہوں گا کہ ہم اس پوری بحث کو اس کے مناسب وقت پر کریں گے and you will have your floor آپ اپنی بات کریں گے۔

MR AFTAB AHMAD KHAN: That is my legal right.

MR SPEAKER: This is something which is very sacrosanct, and we will protect it اگر Defamation Bill کی آڑ میں freedom of expression ختم ہو جائے گی تو یہ نہیں ختم ہو گی اس چیز کو میں آپ کو ensure کرتا ہوں یہ کبھی بھی گورنمنٹ۔۔

MR AFTAB AHMAD KHAN: I think, sir we must be given ample of time because the basic duty of the members will be legislation and any legislation which is against the spirit of justice.

MR SPEAKER: Absolutely Rana Sahib, you have a clear day today, tomorrow and friday. Then there are Saturday and Sunday, two other days. There will be Monday available to you and we will be sitting after 2pm تو اس میں آپ کے پاس ابھی پانچ دن بہت ہیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: خان صاحب! سر آپ کا right ہے Leader of the Opposition stands we have to listen sir.

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ اس حوالے سے اتنی جلدی نہ کریں۔ اس میں آپ سول سوسائٹیز کو شامل کریں۔ اس میں آپ جو aggrieved persons ہیں ان کو بھی شامل کریں جو کہ میڈیا ہے۔ آپ ایک مرتبہ اس بل کو دوبارہ کمیٹی میں refer کریں۔ دیکھیں میں یہ عرض کروں کہ 2016 میں بھی ایک قانون پاس ہوا تھا۔

جناب سپیکر: خان صاحب! آپ کے جو نکات ہیں ان نکات کو آپ due time میں اٹھائیں اور آپ کہیں کہ یہ بل واپس بھیج دیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ جو آپ ہمیں تین چار دن کا کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: خان صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر یہ ساری باتیں ہو رہی ہیں I have got a very important agenda جو کہ آپ کے دو ممبران کے کہنے پر ان کی asking پر میں نے آج کی تمام proceeding adjourn کر کے لوکل گورنمنٹ کے burning issue پر بحث رکھی ہے، جو اس وقت پنجاب کے 12 کروڑ لوگوں کی زندگیوں کو اجیرن کر کے بیٹھے ہیں، اس کے لئے دو گھنٹے کا ٹائم ہاؤس میں رکھا ہے لوکل گورنمنٹ کے منسٹر ہاؤس میں موجود ہیں، میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ due time پر اس حوالے سے بات کریں اور شدت سے کہیں کہ اس بل کو واپس بھیجیں یہ آپ کا right ہے and I have got few Privilege Motions تو میرے پاس ایک بڑا ایجنڈا باقی ہے تو مجھے ذرا ہاؤس کو چلا لینے دیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ جناب منصور اعظم سندھو!

سابق ایس ایچ او بھلوال کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

جناب منصور اعظم: جناب سپیکر! شکریہ، میری تحریک استحقاق نمبر 10 ہے۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ شعیب سکندر جو سابقاً ایس ایچ او بھلوال سٹی

ہیں اوراب ایس ایچ او تھانہ لکسیاں کوٹ مومن ضلع سر گودھامیں تعینات ہیں۔بے گناہ لوگوں کو پکڑ پکڑ کر تشدد کا نشانہ بنارہے ہیں حلقے کے لوگوں کے حوالے سے جب میں نے ان سے پوچھ گچھ کی تو اس پر موصوف نے میرے ساتھ ہتک آمیز رویہ اختیار کیااور ساتھ ہی فون بند کر دیا۔ میں نے اس کی شکایت سابقاڈی پی اوسر گودھاکو کی جنہوں نے مذکورہ ایس ایچ اوکے خلاف کارروائی کرنے کی بجائے اسے کسی اور تھانے میں بطور ایس ایچ او تعینات کر دیا۔

جناب سپیکر! مذکورہ ایس ایچ اوکے اس عمل سے میری نہیں بلکہ اس پورے ہاؤس کی توہین کی گئی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے کر مذکورہ ایس ایچ او کے خلاف سخت سے سخت action لیاجائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: .Refer to the committee اگلی تحریک استحقاق نمبر 9 جناب امان اللہ کی طرف سے ہے۔جی! پلیز

پولیس تھانہ کوٹ سماباکے اہلکاران کا بغیر وارنٹ معزز رکن اسمبلی کے گھر پر دھاوا، ان کی فیملی کو ہراساں کرنا

جناب جام امان اللہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 3۔ مئی 2024 بروز جمعہ دن تقریباً 3 بجے تھانہ کوٹ سمابا کے اہلکاران جن میں ارشد سب انسپکٹر اوراکبر سب انسپکٹر بمع 7 کنسٹیبلان جو کہ اسلحہ سے لیس تھے، میرے گھر زین سٹی کوٹ سمابا اچانک دھاوا بولا، ٹاؤن کا مین گیٹ اندر سے تالہ لگا کر بند کر دیا اور بلا کسی وارنٹ زبردستی میرے گھر کا دروازہ توڑ کر گھر میں چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے داخل ہو گئے۔ میری فیملی کو ہراساں کیااور میرے بارے میں پوچھ گچھ کی اور کہا کہ DPO رحیم یار خان کا حکم ہے کہ مجھے ہر حال میں گرفتار کر کے ساتھ لے جانا ہے۔ مجھے گھر پر موجود نہ پا کر میرے گھر میں مجھے تلاش کرنے کے بہانے توڑ پھوڑ کی اور مبلغ ایک لاکھ پچیس ہزار نقدی رقم، میرا اسمبلی کارڈ اور دیگر قیمتی سامان چوری کر کے ساتھ لے گئے، تقریباً دو گھنٹے تک میری فیملی کو محبوس رکھا گیا۔

جناب سپیکر! میں اس ایوان کا رکن ہوں، میں کوئی دہشت گرد تو نہیں ہوں اور نہ ہی میرا کریمینل ریکارڈ ہے کہ جس کی وجہ سے میرے گھر پر دھاوا بولا گیا اور میری فیملی کو محبوس رکھا گیا اور ہراساں کیا گیا۔ اس واقعہ سے میری سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچایا ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: Refer to the committee. اگلی تحریک استحقاق نمبر 11 جناب اسامہ فضل کی طرف سے ہے۔ جی، اسامہ صاحب!

ڈی پی او خانیوال کا معزز رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ

جناب اسامہ فضل: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں متعدد بار DPO خانیوال رانا عمر فاروق سے بحوالہ ایف آئی آر نمبر 23/1145 اور 24/314 تھانہ عبدالحکیم ضلع خانیوال کے سلسلے میں ملاقات کرنے کے لئے گیا لیکن اس نے ہر بار ٹال مٹول سے کام لیا۔ پہلے تو مجھے کافی دیر تک بطور ممبر آف پنجاب اسمبلی دروازے پر کھڑے رکھا جاتا بعد ازاں ٹال مٹول کر کے مجھے واپس بھیج دیا جاتا۔ آفیسر موصوف کا یہ شاہانہ رویہ جس میں وہ ممبران پارلیمنٹ کی تضحیک کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں بہت پرانا ہے اور یہ ہاؤس چاہے تو خانیوال کے تمام ممبران پارلیمنٹ جو اس وقت میرے ہمراہ بھی ہیں سے دریافت کر سکتا ہے۔ میں نے آفیسر موصوف سے آخری ملاقات کی اور ایف آئی آر کے بارے میں دریافت کیا تو وہ سیخ پا ہو گئے اور کہا کہ میں نے متعلقہ ڈی ایس پی اور ایس ایچ او سے پوچھا کہ ان کی یہ ایف آئی آر دینے کی جرات کیسے ہوئی۔ میں ممبران اسمبلی سے متعلقہ ایف آئی آر کو اہمیت نہیں دیتا اور یہ صرف ایک سیاسی stunt کے طور پر کی جاتی ہیں۔ DPO خانیوال کے اس ہتک آمیز رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ صرف تحریک پڑھیں۔

جناب اسامہ فضل: لہٰذا میری اس تحریک استحقاق کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: .Refer to the committee اسامہ صاحب! تشریف رکھیں۔ I have just been informed احمد اقبال صاحب ہاؤس میں ہیں؟ میری تمام معزز ایوان سے درخواست ہے کہ ہمارے پاس گیلری میں سینٹری ورکرز کا ڈیلیگیشن ہے I would for these honourable peoples جو سینٹری ورکرز ہیں میں تمام معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ ان کو standing ovation دیں they are actually the ones جن کا ہمیں بہت احترام کرنا چاہئے۔ یہ معزز لوگ آج اس ہاؤس میں for that debate موجود ہیں جس کے لئے میں نے آج وقت مقرر کر رکھا ہے۔

(اس مرحلے پر تمام معزز اراکین نے کھڑے ہو کر سینٹری ورکرز کے وفد کو welcome کیا)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: شکریہ۔ آج Calling Attention Notices نہیں ہیں لہٰذا اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ For saving time جو تحاریک move ہو گئی ہیں لیکن ان کے جواب pending ہیں یا آنے ہیں ان کو we will take up on next two days and ones which are to be read رائے صاحب موجود ہیں؟ جی بلال یامین صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

جناب محمد بلال یامین: شکریہ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے۔۔۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہاؤس in order کرائیں۔

جناب سپیکر: .Please order in the House. Order in the House جی بلال یامین صاحب!

ضلع مری میں فصلوں اور باغات کو نقصان پہنچانے والے خطرناک جانوروں سے نجات کے اقدامات کا مطالبہ

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! شکریہ، میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ ضلع مری میں فصلوں اور باغات کی کاشت تقریباً ناممکن ہو چکی ہے۔ جس کی بڑی وجہ مختلف اقسام کے خطرناک جانوروں کی موجودگی ہے۔ جس میں سور اور سیہہ سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں اور یہی جانور نقصان پہنچانے کی بڑی وجہ ہیں۔ محکمہ زراعت پنجاب اس علاقے میں باغات اور فصلوں کے کاشتکاروں سے اس سلسلہ میں کسی قسم کا تعاون فراہم نہیں کر رہا اور ان جانورں کو روکنے میں بھی مکمل طور پر ناکام ہے۔ ضلع مری میں ان خطرناک جانوروں کو روکنے اور ان کی نسل کشی کے لئے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کی ضرورت ہے تاکہ مری ضلع کے زمینداروں میں پائی جانے والی تشویش اور بے چینی کو ختم کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: وزیر پارلیمانی امور! اس کا جواب منگوا لیں۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ زرناب شیر کی طرف سے ہے۔ محترمہ موجود نہیں ہیں لہٰذا یہ تحریک التوائے کار pending کر لیں۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ نادیہ کھر کی طرف سے ہے۔ جی محترمہ!

ضلع کوٹ ادو میں مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال کی بلڈنگ نامکمل ہونے پر خواتین علاج معالجہ کی سہولیات سے محروم

محترمہ نادیہ کھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ، میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے ضلع کوٹ ادو میں Mother and Child Hospital کی منظوری کے بعد تعمیر کا آغاز ہو گیا تھا لیکن اس کی بلڈنگز کو مکمل نہیں کیا جا رہا نامعلوم وجوہات کی وجہ سے یہ تاخیر کی جا رہی ہے، جس کی وجہ سے خواتین مریضوں کو علاج معالجہ کے لئے بیرون شہر جانا پڑتا ہے اور بڑی دقت کا سامنا ہے۔ ضلع کوٹ ادو کی عوام میں اس

حوالے سے بڑی تشویش پائی جاتی ہے۔ان کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ اس ہسپتال کو تعمیر کر کے مکمل آپریشنل کیا جائے تا کہ عوام کو دیگر بڑے شہروں میں علاج معالجہ کے لئے جانے سے نجات مل سکے کیونکہ بعض اوقات حاملہ خواتین کی دیگر شہروں کی طرف سفر کے دوران ہی اکثر اموات واقع ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: وزیر صحت صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب منگوا لیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں اس کا جواب منگوا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ محترمہ نادیہ کھر کی اس تحریک التوائے کار کو جواب کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 161/24 جناب ممتاز احمد کی ہے۔

ضلع میانوالی، مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال سینئر ڈاکٹر، پیرا میڈیکل سٹاف اور طبی سہولیات فراہم کرنے کا مطالبہ

جناب ممتاز احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ ضلع میانوالی میں مدر اینڈ چائلڈ کیئر ہاسپٹل بنایا گیا ہے تقریباً تین سال قبل اس ہاسپٹل کو انڈس ہاسپٹل کے تحت کیا گیا تھا دو سال قبل نگران حکومت کے دور میں اس ہاسپٹل کو فنکشنل کیا گیا اور انڈس ہسپتال سے لیکر (پی ایچ ایف ایم سی) کے حوالے کر دیا گیا۔ اب اس ہاسپٹل میں نہ تو کوئی سینئر ڈاکٹرز تعینات ہیں، پیرا میڈیکل سٹاف کی بھی شدید کمی ہے، لیب کے لئے کیمیکل سے لیکر ادویات تک مریض باہر سے خرید کر استعمال کر رہے ہیں اور کسی سینئر پروفیسر ڈاکٹر کی بجائے ڈاکٹر عاصم الطاف جو کہ صرف ایک سینئر میڈیکل آفیسر ہے اس نا اہل شخص کو اس کا چیف ایگزیکٹو لگا دیا گیا اس شخص نے کرپشن کی انتہا کر رکھی ہے۔ اب لمحہ فکریہ ہے کہ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ اس ہاسپٹل کو ڈی ایچ کیو ہاسپٹل کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے اور اس کا نام نیو بلاک ڈی ایچ کیو

رکھ دیا گیا ہے جبکہ ڈی ایچ کیو ہاسپٹل میانوالی کی پہلے سے ہی دو بلڈنگز موجود ہیں۔ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ اس مدر اینڈ چائلڈ کیئر ہاسپٹل کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا جارہا ہے جبکہ یہ ہاسپٹل دو ارب 80 کروڑ روپے کی لاگت سے الگ حیثیت سے تیار ہوا ہے اس حوالے سے ضلع میانوالی کی عوام میں بڑی تشویش پائی جاتی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب منگوا لیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں اس کا جواب منگوا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جناب ممتاز احمد صاحب کی اس تحریک التوائے کار نمبر 161/24 کو جواب کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 153/24 جناب محمد اسماعیل کی ہے۔

فیصل آباد میں ریگل چوک لسوڑی شاہ دربار کے نواح میں شہزاد میڈیکل سٹور کے مالکان کا محکمہ صحت کے عملہ کی ملی بھگت سے انسانی زندگیوں سے کھیلنے کا انکشاف

جناب محمد اسماعیل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔116 فیصل آباد شہزاد میڈیکل سٹور ریگل چوک لسوڑی شاہ دربار کے سامنے گلی میں مالک باپ اور بیٹا دونوں نے مل کر میڈیکل سٹور کی آڑ میں مریضوں کو چیک کرنے کا سلسلہ ایم بی بی ایس کی طرح شروع کر رکھا ہے اور ہائی پوٹینسی سٹیرائڈ ادویات ٹیکہ جات اور سیرپ دے کر انسانی زندگیوں سے کھیلنا ایک عرصہ سے شروع کر رکھا ہے اور ہائی پوٹینسی سٹیرائڈ ادویات ٹیکہ جات اور سیرپ دے کر انسانی زندگیوں کو برباد کر رہے ہیں اور ان کی اتائی ڈاکٹری کی وجہ سے کئی لوگ قبرستان کا رُخ کر چکے ہیں جعلی اتائی ڈاکٹروں نے محکمہ صحت کے کرپٹ اہلکاروں سے ساز باز کیا ہوا ہے اور منتھلی دے کر انسانی زندگیوں سے کھیلنے کا سلسلہ کافی عرصہ سے شروع کر رکھا ہے فیصل آباد کے شہریوں نے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ شہزاد میڈیکل سٹور کو سیل کیا جائے اور جعلی ڈاکٹروں کے خلاف مقدمہ درج کر کے ان کو گرفتار کیا

جائے محکمہ صحت کے کرپٹ اہلکاروں کے خلاف بھی کارروائی کی جائے تاکہ شہری ان کی جعلی ڈاکٹری سے بچ سکیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب منگوالیں۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمر جنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے اور اگر اجازت ہو تو میں عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اگر جواب آگیا ہے تو آپ بیان کر دیں۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمر جنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں معزز رکن جناب محمد اسماعیل صاحب کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے ایک بڑے اہم معاملے کی نشاندہی کی ہے۔ پرسوں یہ تحریک التوائے کار ہمارے پاس آئی تھی۔ سال 2010 میں میاں محمد شہباز شریف نے ہیلتھ کیئر کمیشن بنایا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اتائیوں کے خلاف کارروائی کی جائے اور سرکاری اور پرائیویٹ ہسپتالوں کو standardized کیا جائے۔ ہم نے اس تحریک کے حوالے سے متعلقہ حکام کو convey کیا تھا تو سی۔ ای۔ او (ہیلتھ) اور ہیلتھ کیئر کمیشن کی ٹیم نے اس میڈیکل سٹور کو بند کر دیا ہے۔ معزز رکن کی بات بالکل درست تھی۔ اب اس میڈیکل سٹور کو کھولنے سے پہلے ہیلتھ کیئر کمیشن میں اپیل کی جائے گی اور as per protocols of Healthcare Commission کے تحت ہی اب یہ کھلے گا۔

جناب سپیکر: جناب محمد اسماعیل آپ کی تحریک پر بڑا prompt action لیا گیا ہے۔ آپ کی نشاندہی پر اس کو ہیلتھ کیئر کمیشن نے بند کر دیا ہے۔ چونکہ اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے تو اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24/195 جناب امجد علی جاوید کی ہے۔

لاہور، اپر مال پر واقع جم خانہ کو با اثر افراد کو 50 سالہ لیز پر دیکر ملکی خزانہ کو ماہانہ کروڑوں روپے کے نقصان کا انکشاف

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ مقامی اور سوشل میڈیا پر چلنے والی خبر کے مطابق لاہور جم خانہ کی زمین جس کا مارکیٹ ویلیو کے مطابق ماہانہ کرایہ 30 کروڑ روپے بنتا ہے یہ زمین -/417 روپے ماہانہ کرایہ پر پچاس سال کی lease پر جم خانہ کو عطا کر دی گئی۔ تفصیلات کے مطابق لاہور کے مہنگے اور پوش علاقے اپر مال پر واقع لاہور جم خانہ یہ شہر کے امیر اور elite families کی اجتماع گاہ ہے۔ جس زمین پر جم خانہ واقع ہے یہ ریاست پاکستان کی ملکیت ہے۔ مارکیٹ ویلیو کے مطابق اس زمین کا ماہانہ کرایہ 30 کروڑ روپے بنتا ہے۔ یہ زمین -/417 روپے ماہانہ کرایہ پر پچاس سال کی لیز پر جم خانہ کو عطا کر دی گئی ہے۔ یہ ایک جم خانہ ہے اور پنجاب میں اس طرح کے درجنوں جم خانے موجود ہیں اور حال ہی میں حکومت پنجاب کی جانب سے پنجاب میں مزید جم خانے بنائے جانے کی خوشخبری بھی مہنگائی کے مارے ہوئے پنجاب کے عوام کو سُنائی گئی ہے۔ پاکستان کا مراعات یافتہ طبقہ اس ملک کو اپنی چراگاہ سمجھتا ہے اور 77 سال سے وسائل کی یہ لوٹ مار جاری ہے۔ لاہور جم خانہ کی lease ان subsidies کی شاہکار مثال ہے جو اس ملک کے امیروں کو دی جاتی ہیں اور غریبوں کے لئے ٹیکس در ٹیکس اور منی بجٹ لایا جاتا ہے۔ اس خبر کے منظر پر آنے سے مہنگائی کے مارے عوام میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اسمبلی میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: I am speechless. I have nothing to say. It is mind boggling. امجد علی جاوید صاحب! اگر آپ کی یہ بات درست ہے تو پھر حیران کن ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ clubs ہونے چاہئیں لیکن state land پر کوئی facility ماہانہ -/417 روپے کرایہ پر دی جائے تو یہ بڑی عجیب بات ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جم خانہ والے پچاس پچاس لاکھ روپے اپنی ممبر شپ کا لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب! آپ بتائیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! امجد علی جاوید نے جن حقائق کا تذکرہ اس ہاؤس میں کیا ہے کہ جم خانہ کو -/417 روپے میں یہ جگہ لیز پر دینا بڑی عجیب بات ہے۔ پاکستان کی elite class کو پتا نہیں شرم آتی ہے یا نہیں لیکن اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہر بندے کو شرم آ رہی ہے کہ ہم پاکستان کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ اس میں نہ کوئی قومیت کی بات ہے، نہ زبان، نہ مذہب، نہ فرقے اور نہ ہی کسی سیاسی جماعت کی بات ہے۔ پاکستان کے ساتھ پچھلے 70 سالوں سے یہ کھلواڑ ہو رہا ہے۔ کسی سیاسی جماعت کا دور رہا ہو لیکن یہ elite class ایک ہے۔

جناب سپیکر: جناب سمیع اللہ خان! کیا واقعی ایسا ہے کہ جم خانہ کا کرایہ -/417 روپے ماہانہ ہے؟ آج کل تو اتنے کرایہ پر کہیں سے سائیکل بھی نہیں ملتی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! صوبہ پنجاب کے اندر اور بھی کئی جم خانے حکومتی سرپرستی میں بنے ہوئے ہیں اور اگر آپ ان کی داستانیں سُنیں گے تو مزید حیران ہوں گے۔

جناب سپیکر: میں اس کلب کا ایک entitled person ہوں لیکن for me this is mind boggling یہ سُن کر مجھے تو تھوڑا عجیب لگ رہا ہے کہ صرف 417 روپے لیز؟ اس سے پہلے مجھے ایک اعتراض تھا کہ محترم رشید بھٹی صاحب پنجاب کے ثقافتی لباس دھوتی اور سر پر پگڑی پہنے وہاں پر پہنچ گئے لیکن اُن کو enter نہیں ہونے دیا گیا تھا کہ ہمارے کلب کے rules ہیں لہٰذا آپ نہیں سکتے۔ چلیں، کلب کے rules ہو سکتے ہیں ٹھیک ہے لیکن کیا 417 روپے لیز؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے بھی جناب امجد علی جاوید کی اس تحریک التوائے کار پر دستخط کئے ہیں اور باقی سب معزز ممبران کے دستخط کرنے کا مقصد اُس جم خانہ کی ممبر شپ لینا نہیں ہے بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ اُنہیں مارکیٹ ریٹ کے مطابق کرایہ ادا کرنا چاہئے۔ میں 5 مرلے کے مکان کی رجسٹری کرانے جاؤں تو مجھے کہتے ہیں کہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق فیسیں ادا کریں۔ ان کا جم خانہ رہنے دیں لیکن اس جگہ کا جو کرایہ بنتا ہے وہ ان سے لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، جناب سعید اکبر خان!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرے بھائی نے ایک نہایت ہی اہم معاملے پر تحریک التوائے کار دی ہے۔ حکومت پنجاب landless لوگوں کو ساڑھے بارہ ایکڑ زمین پٹے پر دیتی ہے اُس کی بولی لگتی ہے اور عام غریب آدمی سے ڈیڑھ لاکھ، دو لاکھ بلکہ اڑھائی اڑھائی لاکھ روپیہ وصول کیا جاتا ہے۔ جس زمین کی کھربوں روپے مالیت ہے اُس کی لیز دیکھ کر مجھے تو شرم آ رہی ہے جیسے میرے بھائی نے کہا کہ کسی کو شرم آئے نہ آئے اس ایوان کے تمام ممبران کو اس بات پر شرم آتی ہے کہ ہم کر کچھ نہیں سکیں گے اور دیکھ لینا اگر اس پر کچھ ہو جائے تو؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، وزیر پارلیمانی امور! جناب سعید اکبر خان جو کہہ رہے ہیں کیا ایسا ہی ہو گا؟ میں تو خود اس پر حیران ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں آج آپ سے گارنٹی سے کہتا ہوں کہ اس پر کچھ بھی نہیں ہو گا کیونکہ غریب آدمی سے تو لیز کے لاکھوں روپے لئے جا سکتے ہیں حکومت ایسا کرے کہ اس کھربوں روپے کی زمین کے 417 روپے کی بجائے ان کو مُفت دے دیں۔ اتنے پیسے وصول کرنے سے عام غریب آدمی کی تضحیک نہ ہو کہ ہمارے سے لاکھوں روپے لئے جاتے ہیں اور کھربوں روپے کی زمین کے چند سینکڑے لئے جاتے ہیں۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہم ان کو یہ چند روپے بھی معاف کرتے ہیں کیونکہ ہم نہ اس لیز کو بڑھوا سکیں گے اور نہ ہی ہم اس کے اوپر کچھ کر سکیں گے۔ آپ بھی یہیں ہیں اور میں بھی یہیں ہوں۔ آپ کا دل بھی جلتا ہے، آپ کے ذہن میں بھی ایک خلش ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

MR SPEAKR: I am literally in a state of dismay.

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ہم تو point out کر رہے ہیں اور ہمیں آپ پر یقین ہے کہ آپ شاید اس ایوان کی رائے کو مد نظر رکھتے ہوئے کچھ کریں گے لیکن وزیر پارلیمانی امور کو تو آپ ایسے ہی پریشان کر رہے ہیں کیونکہ اس معاملے پر کچھ نہیں ہونا لیکن یہ بہت افسوس ناک بات ہے۔ (قہقہے)

MRSPEAKER: You have to answer this.

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! کل ان کا جواب آئے گا کہ سعید اکبر خان اس کلب کی ممبر شپ لینے کے لئے خود منتیں کرتے ہیں۔ ان کی ممبر شپ لاکھوں میں ہے اور لیز سینکڑوں میں ہے لہٰذا آپ اسی بات کو مد نظر رکھیں۔

جناب سپیکر: وزیر پارلیمانی امور! میں صرف یہ پوچھ رہا ہوں Then the assembly will do what they have to do later on? یہ 417روپے کی لیز پر جم خانہ؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! واقعی یہ بات میرے لئے بھی حیران کُن ہے کیونکہ مجھے اس بات کا نہیں پتا تھا۔ میں یہ چیز محکمہ سے take up کرتا ہوں پھر آپ کے سامنے لا سکتا ہوں مگر میں اس کی تھوڑی سی background بتاؤں کہ 2008 سے 2013 میں جب ہماری حکومت تھی تو ہم نے جم خانہ کو property tax میں شامل کر لیا تھا تب میرے پاس Excise and Taxation کا portfolio تھا۔

MR SPEAKER: They don't own this property? Whose property is this? Is it the property of Punjab Government?

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ زمین پنجاب کے کس محکمہ کی ہے میں پتا کر کے آپ کے سامنے جواب رکھ دوں گا۔

MR SPEAKER: Minister for Parliamentary Affairs, it is the Punjab Government's property and it is in 417 rupees.

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بات میرے لئے بھی حیران کُن ہے کیونکہ مجھے بھی اس چیز کا نہیں پتا تھا۔

جناب سپیکر: کلب والے تو آپ کو جواب نہیں دیتے لیکن بطور حکومت آپ اپنے محکمے سے تو facts لے سکتے ہیں؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اپنے محکمے سے تو ہم ان شاءاللہ جواب لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: .We will take up in this session only رانا آفتاب احمد خان!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن میرے ساتھ disagree نہیں کریں گے کیونکہ جم خانہ میں ان کی family monopoly ہے۔ آپ بھی ماشاءاللہ جم خانہ کلب کے ممبر ہیں لیکن ہماری طرف والے معزز ممبران جم خانہ کلب کے ممبر نہیں ہیں تو آپ cigar lounge بہت miss کریں گے اس لئے میری گزارش ہے کہ You should hold a proper inquiry. کہ یہ لیز اتنے تھوڑے پیسوں پر کیوں ہے یا یہ لیز کن لوگوں نے دی ہوئی ہے Who are the people responsible for it?

جناب سپیکر: ?We want to know that why 417 rupees, sir جناب احمد اقبال چودھری!

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں اس معاملے پر امجد علی جاوید کو داد دینا چاہوں گا کہ انہوں نے یہ مسئلہ ایوان میں اُٹھایا اور آپ نے بھی اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیا۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ یہ ہمارے دارالخلافہ لاہور شہر کی سب سے مہنگی زمین ہے۔ وزیر موصوف ایوان کو یہ بھی بتائیں کہ urban immoveable property tax کی مد میں جم خانہ ہر سال کتنے پیسے ادا کرتا ہے کیونکہ میرے خیال میں اگر اس کی actual value پر property tax دیا جائے تو میونسپل کارپوریشن لاہور کے خزانے ہر سال صرف جم خانہ کلب سے بھر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر پارلیمانی امور! We keep it for Monday and after Question Hour, I am instructing Assembly Secretariat it is an Adjournment Motion. اس کو آپ کل منسٹر صاحب کے جواب کے ساتھ attach کریں And let's have an answer and then we will see whether we are going to take it up for discussion or not. جی، شہباز احمد صاحب!

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! پچھلے دور حکومت میں جب یہ کیس چیف سیکرٹری صاحب کے پاس گیا تو انہوں نے اپنی ممبر شپ وغیرہ لے لی اور پھر کچھ بھی نہیں کیا۔ چیف سیکرٹری صاحب اس جم خانہ کلب کے انچارج ہیں تو اس وجہ سے انہوں نے پچھلی دفعہ بھی یہ کام خراب کر دیا تھا۔ جم خانہ کلب کا ایک بر گیڈیئر ہے جس نے پنجاب اسمبلی کی ایک میٹنگ میں جواب جمع کروایا تھا اُس جواب میں کہا گیا تھا کہ 1836 کا ہمارا ایک قانون بنا ہوا ہے اُس کے تحت ہم یہ سارا نظام چلا رہے

ہیں اور یہ پرائیویٹ لمیٹڈ ہے وغیرہ وغیرہ۔ میں نے اُس وقت بھی اُن سے کہا تھا کہ یہ جگہ پنجاب حکومت کی ہے اور یہ دو سو ارب روپے کی property ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایک منٹ رُکیں ذرا۔ یہ concern بڑا legitimate ہے جناب امجد علی جاوید کی تحریک التوائے کار بڑی pertinent ہے اور مجھے یہ بالکل ایسے لگ رہا ہے جیسے میں یہ باتیں سُن ہی نہیں رہا۔ 417 روپے میں آپ نے اتنے اربوں روپے کی جائیداد لیز پر دی ہوئی ہے اور جناب سعید اکبر خان صحیح کہہ رہے ہیں پھر اس میں سے آپ لیز کا لفظ نکالیں۔ جی، اطہر مقبول صاحب!

ضلع لیہ، THQ فتح پور میں ڈاکٹرز، پیرامیڈیکل عملہ اور طبی مشینری فراہم کرنے کا مطالبہ

جناب محمد اطہر مقبول: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ حلقہ پی پی۔279 ضلع لیہ .M.C فتح پور میں ٹراما سنٹر کی منظوری ہوئی تھی اور اس کی بلڈنگ .T.H.Q فتح پور میں ہی بنائی گئی تھی۔ دس پندرہ سال گزرنے کے باوجود ابھی تک اس ٹراما سنٹر میں ڈاکٹرز، فزیشن اور سرجن مع پیرامیڈیکل سٹاف تعینات نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی طبی مشینری فراہم کی گئی ہے۔ جبکہ فتح پور کی آبادی تقریباً ایک لاکھ پر مشتمل ہے۔ اس سے چاروں اطراف سینکڑوں دیہات ہیں جو کہ اس ٹی۔ایچ۔کیو / ٹراما سنٹر میں علاج کے لئے آتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ مین روڈ .M.M روڈ (میانوالی مظفر گڑھ ملتان) پر واقع ہے۔ جس پر حادثات بھی بہت زیادہ ہوتے ہیں جن کی وجہ سے یہاں پر ٹراما سنٹر کی شدید ضرورت ہے کیونکہ یہاں سے ملتان 180 کلو میٹر دور ہے اور مریض راستہ میں ہی دم توڑ جاتے ہیں۔ یہاں پر وقت کے مطابق ڈاکٹر، فزیشن، سرجن مع پیرامیڈیکل سٹاف اور طبی مشینری فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ ان سہولیات کے نہ ہونے کی وجہ سے عوام الناس میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جناب اطہر صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب منگوالیں۔

خواجہ صاحب! آپ کے پاس 156/24 کا جواب ہے۔ 104/24 کا جواب ہے اور 146/24 کا جواب ہے۔ جناب ذوالفقار کی ہے اور محترمہ عظمیٰ کاردار کی بھی ہے وہ چھٹی پر ہیں۔ جناب امجد علی جاوید کی بھی ہے۔ آپ پہلے ذوالفقار علی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 156/24 کا جواب دیں۔

ڈاکٹر فیصل مسعود ٹیچنگ ہسپتال سرگودھا میں طبی سہولیات مہیا کرنے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! گزارش ہے کہ یہ بات درست ہے کہ یورولوجی بالخصوص سرجری کا وارڈ پورا functional نہیں ہے۔ میں نے اس کی ساری تفصیل منگوالی ہے۔ پچھلے پانچ چھ سال میں ٹیچنگ کیڈر سینئر رجسٹرار، اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر کا ban تھا۔ ہم نے اسے take up کیا ہے اور چند دن پہلے وزیر اعلیٰ صاحبہ کی سربراہی میں میٹنگ ہوئی تھی تو ہم نے بھرتی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ہم اس کا اشتہار بھی دے رہے ہیں۔ اس کے تحت ہم پورے پنجاب کے لئے کر رہے ہیں تو سرگودھا میں مزید human resource آجائے گا تو ان شاءاللہ اس service کو شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جناب ذوالفقار علی! میں سمجھتا ہوں کہ آپ جواب سے مطمئن ہوں گے۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ محترمہ عظمیٰ کاردار نہیں ہیں۔ ان کی تحریک التوائے کار نمبر 104/24 کو dispose of کیا جاتا ہے۔ جناب امجد علی جاوید کی تحریک التوائے کار نمبر 146/24 ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، خواجہ صاحب!

ریسکیو 1122 کے دوران سروس معذور ہونے والے ملازمین کو رسک الاؤنس دینے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! امجد علی جاوید صاحب نے یہ تحریک پیش کی تھی۔ اس کا تفصیلی جواب منگوالیا گیا

ہے۔ ریسکیو 1122 میں جو risk allowance ختم نہیں کیا گیا۔ اس میں مزید تفصیل بھی آئی ہے کہ جو ملازمین شہید ہوئے تھے ان کی مالی معاونت بھی کی گئی ہے اور 47 اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں جن کے تحت ملازمین کی بیوگان کی مالی امداد کی جاتی ہے اور 17-A کے تحت 23 شہداء کے وارثان کو ملازمت دی گئی ہے تاہم اس کے کچھ procedures ہیں۔ risk allowance عارضی طور پر رُکتا ہے تو وہ اس لئے رُکتا ہے کہ حکومت پنجاب کا ایک نوٹیفکیشن ہے کہ جو ملازم معطل ہے، 90 دن سے زائد کی چھٹی پر ہو یا discipline کی خلاف ورزی کر رہا ہے تو ان کا risk allowance عارضی طور پر معطل ہوتا ہے۔ میں نے اس کی تفصیل منگوائی تھی۔ اس وقت سیکرٹری ایمرجنسی سروسز جنیوا میں تھے اور ریسکیو 1122 کے نمائندے international forum پر تھے۔ میں نے جواب کے حوالے سے آج پھر مزید confirm کیا ہے تو محکمے کا مؤقف ہے کہ یہ جواب بالکل ٹھیک ہے۔ اگر معزز ممبر پھر بھی سمجھتے ہیں کہ کسی کے ساتھ کوئی ایسا مسئلہ ہے تو اس کی نشاندہی کر دیں اِن شاءاللہ جو مروجہ قوانین ہیں ان کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! میرے خیال میں اس جواب سے مقصد حاصل ہو گیا ہے۔ اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 145/24 بھی جناب امجد علی جاوید کی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، خواجہ صاحب!

Avsitn انجکشن نہ ملنے کی وجہ سے شوگر کے مریض بینائی کے سستے علاج سے محروم (۔۔۔جاری)

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ سے متعلقہ ہے لیکن میں اس پر پہلے کام کر رہا تھا اس لئے میں اس پر عرض کرتا ہوں۔ معزز ممبر نے جو تحریک دی ہے یہ بڑی valid ہے۔ اس کی ضرورت بھی ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے سال ایک واقعہ ہوا تھا جس میں reaction کی وجہ سے کافی لوگوں کی بینائی متاثر ہو گئی تھی جس کی وجہ سے اس انجکشن کی فراہمی روک دی گئی تھی۔ انہوں نے یہ درست کہا ہے۔ اس کو ہم نے بھی take up کیا تھا جب ہم حکومت میں نہیں تھے۔ میں آپ کو

latest update کرتا ہوں کہ یہ بنیادی طور پر ایک انجکشن ہے جو ایک multinational company سے باہر سے import کیا جاتا ہے۔ اس کی باہر سے packing single doze نہیں ہوتی۔ اس کو reconstitute کیا جاتا ہے۔ اس پر کام ہو رہا ہے، اس پر DRAP بھی کام کر رہی ہے اور ڈیپارٹمنٹ بھی کام کر رہا ہے۔ اس کے بنیادی طور پر کچھ protocols ہیں جن میں اہم چیز dominant flow ہے۔ اس نوٹیفکیشن کو جو ہم نے ethology کا آنکھوں کے ڈاکٹرز کا ایک working group بنایا۔ وہ اس پر کام کر رہا ہے۔ اس کے بعد ہم اس کو DRAP سے vet کرائیں گے اور پھر اس انجکشن کی فراہمی شروع ہو جائے گی۔ ان کی بات درست ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ جی، جام صاحب! آپ کوئی urgent بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

جام امان اللہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ جناب سپیکر! ہمارے کچے میں کچھ دن پہلے پانچ سال کے ایک بچے کو live video پر پھانسی پر لٹکا دیا جاتا ہے کیونکہ اس کا باپ 50 لاکھ روپے تاوان نہیں دے سکتا تھا۔ یہ video تین دن سے وہ ڈاکو چلا رہے تھے کہ اس کا تاوان ادا کیا جائے لیکن نہ اس گورنمنٹ پر اور نہ اس اسمبلی پر کوئی اثر ہوا۔

جناب سپیکر! سندھ کا ایک مشیر اپنی سرکاری گاڑی میں اسلحہ فراہم کرتے ہوئے کچے میں پکڑا جاتا ہے پھر بھی ہماری اسمبلی نہیں بولتی۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! پچھلے دنوں رئیس نبیل صاحب، جناب سعید اکبر اور دیگر ممبران نے بھی کچے والے معاملہ پر بات کی تھی۔ آج جام امان اللہ صاحب نے بھی بات کی ہے۔ کچے میں ڈاکو ایک video viral کر کے تاوان مانگ رہے ہیں۔ وہ video میری نظر سے بھی گزری ہے اور پھر اس بچے کو پھانسی دی جا رہی ہے۔ یہ بہت تکلیف دہ بات ہے۔ اس پر کچھ ہونا چاہئے اور the sleeves have to be pulled up

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! کچے میں پولیس آپریشن بڑا severe قسم کا ہو رہا ہے۔ ان کے ساتھ دوسری ایجنسیاں بھی ہیں۔ اس دن کا معاملہ حل ہو گیا تھا۔ میری وزیر آبپاشی سے بھی بات ہو گئی تھی۔ وہ کہہ رہے تھے کہ میں آ کر ساری تفصیل بتاؤں گا۔ آج

شاید وہ نہیں آئے۔ وہ بند والا معاملہ حل ہو گیا ہے اس پر کام شروع ہو چکا ہے۔ ابھی رئیس نبیل صاحب آئے تھے اور مجھے video دکھا کر گئے ہیں کہ وہاں کام شروع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ جو video میں بچے کو پھانسی لٹکانے اور تاوان مانگنے والا معاملہ ہے۔ آپ اس کو بھی ضرور دیکھیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس کو IG صاحب کے ساتھ take up کر لیتا ہوں۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! پولیس وہاں بالکل نہیں جا رہی۔ پولیس والے خود ڈر رہے ہیں کہ ڈاکو ہمیں اغوا کر کے پیسے نہ مانگ لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہاں پر صورتحال actually ایسے ہے اور یہ لمحہ فکریہ ہے۔ وہاں پر دس بارہ سال سے ایسے ہے اور کامیاب حکومتوں میں ایسے ہے۔ وہاں پر جوائنٹ آپریشنز ہونے کے باوجود بھی حالات ایسے ہی ہے۔ وہ terrain بڑی difficult ہے۔ یہ criminal act ہے۔

میاں صاحب! اس پر پوری effort کریں بلکہ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آپ پنجاب اور سندھ دونوں گورنمنٹ کا کوئی جوائنٹ ایکشن purpose کریں۔ مجھے سندھ گورنمنٹ کے کچھ ممبرز ملے تھے they suggested کہ پنجاب گورنمنٹ اور سندھ گورنمنٹ بیٹھ کے کوئی جوائنٹ ایکشن فورس بنائیں .it will be more helpful

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں تھوڑا سا بتانا چاہوں گا کہ جیسے رانا صاحب بھی بات کر رہے ہیں کہ وہ جو کچے میں ڈاکو ہیں ان کے پاس latest equipment اور latest اسلحہ موجود ہے اس لئے ابھی ہماری جو چیف منسٹر صاحبہ ہیں انہوں نے اس کے لئے کافی زیادہ فنڈز پولیس کو release کر دیئے ہیں اور بہت ساری latest equipments کا order بھی کر دیا ہے ان سے fight کرنے کے لئے کچھ latest equipment آ گیا اور کچھ ابھی آ رہا ہے تو ان کی capacity building اتنی کی جا رہی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری پنجاب پولیس ان کو پوری طرح سے eliminate کرے گی۔

جناب سپیکر: اِن شاءاللہ so, I have government business to take care of وہ میں نے ان سے کہا ہے کہ اس کو دیکھئے اور اس پر رپورٹ منگوائیں۔

جام امان اللہ: جناب سپیکر! میں نے operation کے بارے میں ہی بات کرنی ہے جب ہماری پولیس کسی ڈاکو کو مارتی ہے تو ان کا پورا قبیلہ ان پر چڑھ دوڑتا ہے تو ہماری پولیس بھاگ جاتی ہے ڈی آئی جی صاحب یہاں اسمبلی میں بیٹھے رہتے ہیں جتنا ٹائم اسمبلی میں گزارتے ہیں اتنا ہمارے کچے کے علاقہ میں گزاریں تو یہ سب ڈاکوؤں شاید ختم ہو جائیں یہ ایک دن بھی وہاں نہیں گئے۔ ان ڈاکوؤں کو پی ٹی آئی کا سمجھ کر ہی صفایا کر دیں سمجھ لیں کہ وہ سب بھی پی ٹی آئی کے ہی ہیں۔

جناب سپیکر: جام صاحب! Are you aware of the seriousness of the subject here?

جام امان اللہ: جناب سپیکر! یہ بہت serious ہے۔

جناب سپیکر: Then you don't need to slang it sir یہ اتنا serious معاملہ ہے when PTI Government was there what they did, and what has happened today under the PMLN Government?

جام امان اللہ: جناب سپیکر! ایک دفعہ بھی DIG اور IG صاحب وہاں پر نہیں گئے یہاں تو وہ آتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: ہر کام سیاست کی نظر کر دیں یہ criminal act ہے آپ تشریف رکھیں۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! رینجر کو وہاں پر لگا دیں۔

جناب سپیکر: وہاں رینجر بھی لگی رہی ہے اس مسئلے کا حل joint operation میں نہیں نکل سکا وہ terrain اتنی difficult ہے۔ جام صاحب کو پتا ہو گا جو لوگ وہاں پر رہتے ہیں وہ کس عذاب سے گزر رہے ہیں۔ جی اب ہم گورنمنٹ بزنس گورنمنٹ بزنس شروع کرتے ہیں آج کے ایجنڈا پر درج ذیل گورنمنٹ بزنسز ہیں Laying of Reports and Motion Under Rule 87

GOVERNMENT BUSINESS

MR SPEAKER: Minister for Parliamentary Affairs may lay the Reports.

LAYING OF REPORTS

MINISTER FOR FINANCE AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba ShujaUr Rehman): Mr Speaker! I lay the following Reports:

1. Special Study on Adequacy and Functional Aspect of Pre-Audit conducted by Local Fund Audit Department in TMA Shah Rukn-e-Alam Town, District Multan, for the Audit Year 2017-18.
2. Special Study on Public funds Expended on Security Measures by School Education Department on District Rahim Yar Khan, for the Audit year 2017-18.
3. Audit Report on the Accounts of City District Government Lahore, for the Audit Year 2017-18.
4. Audit Report on the Accounts of District Government Okara, for the Audit Year 2017-18.
5. Financial Statements of the Government of the Punjab for the Year 2017-2018.
6. Audit report on the accounts of Communication and Works, Housing, Urban Development & Public Health Engineering, Irrigation and Local Government & Community Development Departments, Government of the Punjab, for the Audit Year 2020-21.
7. Audit Report on the Accounts of District Education Authorities of Punjab (North) for the Audit Year 2020-21.

8. Audit Report on the Accounts of District Health Authorities of Punjab (North) for the Audit Year 2020-21.

9. Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts, Government of the Punjab, for the Audit Year 2022-23.

MR SPEAKER: The Reports have been laid and are referred to the concerned Public Accounts Committees whenever elected for examination and report within one year.

(بحث زیر قاعدہ 87)

جناب سپیکر: مورخہ 13۔ مئی 2024 کو اسمبلی قواعد کے قاعدہ 87 کے تحت دو گھنٹے کی بحث کے لئے تحریک لتوائے کار کو بحث کے لئے منظور کیا گیا تھا اور اس کے لئے آج کا دن مقرر کیا گیا تھا اب کوئی محرک اپنی تحریک پیش کریں۔ جی، احمد صاحب!

ستھرا پنجاب پروگرام کے تحت دیہاتوں میں صفائی کرنے والے نجی کمپنیوں کے ملازمین کے تحفظات

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کر دی جائے معاملہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے ستھرا پنجاب پروگرام کے تحت صوبہ بھر میں ویسٹ مینجمنٹ کی سروس نجی شعبے کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پنجاب کے دیہاتوں میں صفائی کی سہولت لے جانا ایک انتہائی احسن قدم ہے لیکن اس کا ایک اہم پہلو نظر انداز کیا جارہا ہے ان کمپنیز میں صفائی کا کام کرنے والے ملازمین کی employment term کے حوالے سے sanitary workers کے شدید تحفظات کو دور کیا جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: I do have other members also while we are asking محترمہ راحیلہ خادم حسین آپ کی بھی تحریک تھی آپ بھی پیش کریں۔

لاہور، جنرل ہسپتال کے ملحقہ علاقہ عوامی کالونی میں سیوریج سسٹم بند ہونے سے رہائشی موذی امراض کا شکار

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے مسئلہ یہ ہے کہ سٹی-42 کی خبر کے مطابق جنرل ہسپتال فیروزپور روڈ لاہور کے ملحقہ عوامی کالونی ہے اس عوامی کالونی کی گلیاں اور سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں گلیوں کا سیوریج سسٹم بند ہے جس کی وجہ سے پانی ہمیشہ کھڑا رہتا ہے گندے پانی کی وجہ سے علاقے میں ہر طرف بدبو پھیلی ہوئی ہے گندے پانی کی وجہ سے مچھر اور مکھیوں نے اپنے گھر بنا رکھے ہیں اور علاقے میں مختلف بیماریاں ملیریا اور ڈینگی بخار کی وبا عام ہو چکی ہے جب بھی کوئی فوتیدگی ہو جاتی ہے تو قبرستان تک میت کو لے جانا بہت مشکل ہوتا ہے ان تمام مسائل کی وجہ سے علاقے کی آبادی میں اور ہر طرف مشکلات ہی مشکلات ہیں اور اس کی وجہ سے لوگوں میں شدید غم و غصہ بھی پڑ جاتا ہے مہربانی فرما کر ان تمام مسائل پر توجہ دی جائے اور ان کو صحیح کروانے کے لئے اس مسئلے کا فوری طور پہ حل نکالا جائے لہذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ راحیلہ آپ اب motion move کریں to adjourn the Assembly

قاعدہ 87 کے تحت تحریک
تحریک التوائے کار نمبر 94,175,188/2024 سے نکلنے والے
عوامی اہمیت کے امور پر بحث

MS RAHILA KHADIM HUSSAIN: Mr. Speaker! I move: "That the Assembly do now adjourn."

MR SPEAKER: The motion moved is: "That the Assembly do now adjourn."

جناب سپیکر: محرک بحث کا آغاز کریں اور دیگر جو معزز ممبرز تقریر کرنا چاہتے ہیں وہ اپنا نام مجھے بھجوا دیں احمد صاحب you open the debate it is extremely important پنجاب کے طول و عرض میں یہ مسئلہ ہے اور لوگوں کی زندگیوں کو اس میں compromise کر دیا ہے دیہات میں جہاں پر 70 سال سے جو گندگی کے جوہڑ بن رہے ہیں وہ اب ڈر ہے کہ cholera جیسی بیماریاں erupt کر جائیں گی منسٹر صاحب is here so please all those honorable member those who feel کہ ان کے اس پر کوئی جذبات ہیں اور وہ کوئی اس پر بات کرنا چاہتے ہیں please contribute in اس پر بات کریں اور اپنے نام بھجوا دیں۔ جی احمد صاحب!

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جب 2017 میں، میں ضلع کونسل کا چیئرمین منتخب ہوا تو اس وقت مجھے یاد ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف صاحب کی حکومت نے صاف دیہات پروگرام کی بنیاد رکھی اور یہ آپ کی تجویز پر ڈالی گئی۔ بدقسمتی سے اس پروگرام کو جاری نہ رکھا جا سکا اور پچھلے پانچ سال تحریک انصاف کی حکومت تھی، دیہاتوں کے اندر waste collection points موجود تھے۔ ضلعی سطح پر ٹینڈرز ہو چکے تھے، contractors hire ہو چکے تھے لیکن پچھلے پانچ سالوں میں اس پروگرام پر کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ پچھلے پانچ سالوں میں پنجاب کے دیہات گندگی کا ڈھیر بن چکے اور آج مریم نواز شریف صاحبہ نے خادم پنجاب پروگرام کو آگے لے جا کر "ستھرا پنجاب پروگرام" کا آغاز کیا ہے جو کہ انتہائی احسن قدم ہے۔ میں پہلے ہی یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تنقید نہیں ہے لیکن اس پروگرام کو بہتر بنانے کے لئے یہ بحث بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! صفائی نصف ایمان ہے یہ ہمارے عقیدے کا حصہ ہے اور اس صفائی کو ایمان کے آدھے حصے کے اندر جو لوگ صفائی کا کام کرتے ہیں وہ سینٹری ورکرز ہیں جو آج آپ کے توسط سے پہلی دفعہ اس ایوان کے سپیکر باکس میں کارروائی ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ ایک رپورٹ "Shame and Stigma in Sanitation" جو 2019 میں شائع ہوئی جسے اس ایوان کی سابق رکن Merry James Gill اور آصف عقیل صاحب نے تحریر کیا۔ اس رپورٹ کے

مطابق پاکستان کے اندر بدقسمتی سے آج وہ cast system زندہ ہے جس کو دفن کرنے کے لئے ایک آزاد ریاست بنائی گئی تھی۔ اگر آپ سینٹری ورکرز کی تعداد دیکھیں تو واسا میں 2240 سینٹری ورکرز ہیں جن میں سے 1609 Christian ورکرز ہیں جو Dalit background کے ہیں۔ لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی میں 9000 ورکرز ہیں جن کی 100 فیصد تعداد Christian community سے ہے۔ آج ہماری پنجاب اسمبلی کے اندر 686 افراد کا عملہ ہے اور یہ چیز اس رپورٹ میں بھی mentioned ہے کہ پنجاب اسمبلی میں بھی سینٹری ورکرز جو non-Muslim employees ہیں وہ صرف اور صرف ایک خانے میں ہیں جو سینٹری ورکرز کا خانہ ہے جن کی تعداد 47 میں سے 44 Christian ہیں اور اس کے علاوہ شاید ایک Christian ملازم ہے جو مالی کی پوسٹ پر تعینات ہے۔

جناب سپیکر! مدعا کیا ہے؟ مدعا یہ ہے کہ پچھلے چند سالوں میں 70 سے زائد سینٹری ورکرز صفائی کے عمل میں گٹر صاف کرتے ہوئے in the line of duty ہمارے محلوں کو صاف رکھنے کے لئے محنت کرتے ہوئے اپنی جان کی بازی ہار بیٹھے ہیں۔ 2012 میں بیدیاں لاہور میں آصف مسیح اور غلام مسیح، قلندر پورہ میں درشن مسیح، 2017 میں بہاولپور میں سلیم مسیح، ندیم مسیح اور دانش مسیح، 2019 میں وہاڑی میں اکمل مسیح، رضوان مسیح، 2018 میں کماہاں لاہور میں شہزاد خاور اور عمران، 2019 میں Comprehensive High School DG Khan میں محمد رمضان، محمد حیدر، محمد ندیم، اپریل 2020 میں گوجرانوالہ میں عاشق مسیح اور اپریل 2021 میں فیصل آباد میں اللہ رکھا مسیح، یہ وہ چند نام ہیں جو اپنی جان کا نذرانہ ہماری گلیوں، محلوں اور شہروں کو صاف رکھنے کے لئے پیش کر چکے ہیں لیکن کسی میونسپل کمیٹی میں کسی کارپوریشن میں کسی کمپنی میں ان ورکرز کو protective equipment نہیں دیا جاتا جس کو PPE کہتے ہیں Personal Protective Equipment کہا جاتا ہے اور نہ ان کو hazmat suits دیئے جاتے ہیں۔ اگر اس رپورٹ کے cover پر نظر دوڑائیں تو یہ گٹر کے اندر گندگی میں اپنے جسم کو expose کر کے وہاں پر صفائی کے لئے جاتے ہیں اور اکثریت ان میں سے skin disease کینسر اور مختلف مہلک بیماریوں کا سامنا کرتے ہیں۔ ان کی life expectancy عام آدمی سے کہیں کم ہے اور ان کے بچے بہت جلدی یتیم ہو جاتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر ڈپٹی سپیکر ملک ظہیر اقبال چنڑ کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، احمد صاحب! جاری رکھیں۔

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! ہمارے سرکاری اداروں میں ایک سوچ ہے کہ اپنے افسران کی پنشنز، گریجویٹی اور جم خانہ کلب facilities میں کوئی کمی نہیں کرنی لیکن جہاں بات درجہ چہارم کے ملازمین کی آتی ہے تو وہاں ہم کہتے ہیں کہ ان کو outsource کر دیں کیونکہ یہ ہمارے اوپر burden ہیں ہمیں ان کو celebrate کرنا چاہئے، ان کو special allowances دینے چاہئیں اور ان کی صحت کے لئے ہمیں میڈیکل انشورنس دینی چاہئے لیکن پرائیویٹ کمپنیاں ان کے ATM Card اپنے پاس رکھ کر اپنے کمیشن کی کٹوتی کر کے پھر انہیں تنخواہ دیتی ہیں اور ان کو کم از کم wage بھی نہیں ملتی۔ 8 مئی 2024 کو سینٹری ورکرز کا ایک وفد اسمبلی آیا لیکن اس دن اجلاس نہیں تھا جس پر انہوں نے شدید خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اتنے massive scale پر ہم outsource کرنے جا رہے ہیں، اس بات کو یقینی بنانا ضروری ہے کہ انہیں employment terms وہ دی جائیں جو باقی سرکاری ملازمین کو دی جاتی ہیں اور ان contractors کو bound کیا جائے کہ labor laws کے اندر وہ تمام چیزیں جو ان کے حقوق ہیں، وہ انہیں فراہم کئے جائیں اور جو کمپنی یہ فراہم کرنے سے قاصر رہے گی اس کا contract renew نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک لمبی فہرست ہے اور ایک position paper میں نے لکھا ہے چونکہ اس ایوان کا وقت قیمتی ہے اس لئے میں سپیکر صاحب اور منسٹر صاحب کو وہ position paper personally hand over کر دوں گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج یہ سینٹری ورکرز بڑی آس اور امید لے کر اس ہاؤس میں آئے ہیں۔ منسٹر صاحب بھی موجود ہیں، ای ٹینڈرنگ پر ٹینڈرز float کئے جا چکے ہیں تو میری یہ گزارش ہو گی کہ ہم ان ورکرز کی ایسوسی ایشن سے مذاکرات کریں، ان کو ان waste companies کے ساتھ ہونے والی negotiation میں seat at the table دی جائے کیونکہ کل کو صفائی انہوں نے کرنی ہے اور سروس انہوں نے فراہم کرنی ہے۔ ان کے جائز مطالبات کو ان contracts کا حصہ ہونا چاہئے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ راحیلہ خادم حسین!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں جناب سپیکر کی بڑی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری تحریک التوائے کار کو بڑا seriously لیا اور ہاؤس کو open debate میں لے کر آئے۔ یقینی بات ہے کہ یہ صرف ایک حلقے کی بات نہیں تھی بلکہ پورے پنجاب میں ایسی صورت حال ہے۔ ہمارے بہت سارے منتخب ارکان اس معاملے میں پریشان ہیں۔ پچھلے پانچ سال میں roads کی constructions کے اوپر اتنا زور نہیں دیا گیا جس کی وجہ صورتحال بہت زیادہ بگڑ گئی ہے۔ گلیاں ہوں، نالیاں ہوں جیسے ابھی احمد اقبال صفائی کی بات کر رہے تھے تو یقینی بات ہے کہ جہاں پر roads نہیں ہوں گے وہاں پر آپ کو گندے نالے جوہڑ type ہی نظر آئیں گے اور اس گندے پانی کی وجہ سے بہت ساری وبائیں بھی پھوٹ رہی ہیں۔ ہر حلقے کی آپ جا کر صورتحال دیکھیں تو کسی نہ کسی portion میں جا کر ہر منتخب نمائندہ لوگوں کے سامنے جوابدہ ہے اور میں شکر گزار ہوں وزیر اعلیٰ صاحبہ کی کہ انہوں نے اس کے اوپر بڑا سخت ایکشن لیا ہے اور یقینی طور پر اس پر کام بھی جاری ہے۔ ایک جامع قسم کا اس کے اوپر پروگرام شروع کیا گیا ہے اور میں امید کرتی ہوں کہ آج منسٹر صاحب اس کے اوپر ہمیں بتائیں گے کہ پورے پنجاب کی صورتحال کیا ہے۔ میں یہاں پر حلقہ PP-150 اور PP-151 داروغہ والا کا ذکر کروں گی کہ میں نے جو صورت حال جنرل ہسپتال فیروز پور روڈ کی یہاں بتائی ہے، اس کی صورتحال اس سے بھی زیادہ خراب ہے اور وہاں سے پیدل چلنا تو کیا وہاں سے گاڑیاں بھی نہیں گزر سکتیں۔ اس صورتحال کے اندر امید کرتی ہوں کہ آج منسٹر صاحب ہمیں clear بتائیں گے کہ جو پراجیکٹ وزیر اعلیٰ صاحبہ کی ہدایت پر یہ شروع کرنے جا رہے ہیں وہ کتنے عرصے میں مکمل ہو گا، لوگوں کو کتنی آسانیاں دی جا سکیں گی اور اس کے اوپر کتنی لاگت آئے گی۔ یہ جو صورتحال بنی ہے آئندہ ایسی صورتحال نہ ہو اس کے لئے بھی کوئی جامع پروگرام ضرور ہونا چاہئے کہ جہاں roads ہو اس کی reconstruction کے لئے اور اس کی rehabilitation کے لئے فوری طور پر کون سے ادارے کو ایکشن میں آنا چاہئے تا کہ یہ صورتحال پورے پنجاب میں آئندہ کہیں سامنے نہ آئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب شوکت راجہ!

جناب شوکت راجہ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں نے جو تحریک التوائے کار move کی تھی بڑا ہی انتہائی اہم معاملہ ہے۔ میرے پاس 13۔اپریل کی ہیلتھ کی ایک رپورٹ بھی ہے اور اس سے ملحقہ گاؤں کے ایک دن کے چیک اپ میں 27 آدمیوں کا ہیپاٹائٹس positive آیا۔ میرے پاس کافی گاؤں کی واٹر لیبارٹری ٹیسٹ reports بھی ہیں جنہیں unsatisfactory declare کیا ہوا ہے اور اسی طرح 10 / 8 سکول کے بچوں سے پھر اس معاملے میں لوکل کمیشن راولپنڈی نے بھی hearing کی on the High Court order اور اس پر انہوں نے یہ commit کیا تھا کہ یہ dumping station ہم یہاں سے ختم کریں گے کیونکہ یہ بہت زیادہ آبادی کے ایریا میں آگیا ہے اور اس کے مقابلے میں محکمہ نے ایک لینڈ پہلے لی تھی لیکن لیتے وقت اس میں غلطی یہ کی کہ وہ اُس سے بھی زیادہ گنجان آبادی میں لے لی۔ لوگوں نے احتجاج کیا وہ تھانہ مندرا میں تھی وہاں سے یہ revers ہوگئے انہوں نے پسپائی اختیار کرلی۔ اب تیسری جگہ ابھی تک select نہیں ہوئی۔ ہائی کورٹ کے آرڈرز کے مطابق commitment بھی کی ہوئی ہے اور لوگوں کی اتنی بُری حالت ہے کہ 25,30 گاؤں میں نہ تو boring سے پانی آرہا ہے، جو پانی ہے اس کا بھی ذائقہ خراب ہے، لوگ بیمار ہو رہے ہیں اور ایک بڑی عجیب صورتحال ہے۔ یقین جانیں مجھے دوران الیکشن کوئی سڑک مانگتا ہے، کوئی گلی مانگتا ہے، کوئی سکول کی بات کرتا ہے اور کوئی کالج کی بات کرتا ہے۔ ان تین یونین کونسلوں میں ان کے گردونواح 30,35 گاؤں میں مجھے جہاں بھی لوگوں نے بلایا ان کی ایک ہی requirement تھی کہ اس مصیبت سے ہماری جان چھڑا دیں۔ میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کیونکہ ہماری پارٹی میں بھی جو مسئلہ کسی سے حل نہ ہو وہ ان کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ یہ بہت ساری نسلوں کا اور ان کی زندگی کا سوال ہے۔ قانون میں اگر کسی کے ساتھ کوئی زیادتی کر دے تو اس کی سزا مقرر ہوتی ہے اور اگر کسی کی غفلت کی وجہ سے کسی کی جان جارہی ہو آج نہیں تو ایک دن جواب تو ہم نے دینا ہے۔ آج قلمدان جو میرے بھائی کے پاس آیا ہے اور اس ہاؤس کا حصہ ہونے کے ناتے میں بھی اور یہ بھی کل اس بات کے جوابدہ ہوں گے۔ یقین جانیں اگر چاہیں تو وقت رکھ لیں میرے ساتھ چلیں، وزٹ کر لیں۔ شاید اگر یہ وہاں سے ہو کر آئیں تو جو کام انہوں نے دس دن میں کرنا ہو گا یہ دو دن میں کر دیں گے۔ یہ حقائق ہیں یہ باتیں میں کسی سیاسی point scoring کے لئے نہیں کر رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ

میں اس پولنگ میں ہارا ہوا ہوں یہاں کسی اور جماعت کو ووٹ ملے ہوں لیکن یہ public interest کا issue ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس میں مجھے سمجھ نہیں لگتی کہ ہمارے environment والے کہاں سوئے ہوئے ہیں وہ کیوں NOC دے دیتے ہیں؟ ویسے تو یہ چھوٹی موٹی دکان والوں کو نوٹس دیتے ہیں کہ آپ کے یہ نہیں ہے، وہ نہیں ہے۔ یہ بھٹے والوں کو تنگ کر لیتے ہیں، کسی بھٹی والے کے پاس چلے جاتے ہیں لیکن اتنا بڑا معاملہ اور لوگوں کو اتنی زیادہ مشکلات ہے یہ حل نہیں کرتے۔ ویسے چھوٹا موٹا پراجیکٹ لگا ہوا ہو تو چلے جاتے ہیں کہ آپ کا پانی waste polluted ہے، آپ گلی میں ڈال رہے ہیں، نالی میں ڈال رہے ہیں، محلے اور گلیوں میں مسئلہ آرہا ہے لیکن اتنا بڑا issue ہونے کے باوجود، دنیا کو اتنی تکلیف ہونے کے باوجود ابھی تک مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ایک نوٹس بھی محکمہ ماحولیات نے اس ویسٹ مینجمنٹ کو نہیں دیا۔ پورے ڈسٹرکٹ سے گند اکٹھا کر کے ابھی تک وہاں جا رہا ہے اور لوگ اس نہج پر پہنچ گئے ہیں کہ اب وہ روڈز بلاک کریں گے اور پھر ایک نئی صورتحال پیدا ہو جائے گی۔ جو حالات اس مہنگائی کے دور میں ہیں میں اور آپ دیکھ رہے ہیں کچھ نہ کچھ ریلیف کسی نہ کسی صورت میں اگر عوام کو ملے گا تو شاید میں اور آپ کسی اور کام کی طرف توجہ دے سکیں گے۔ میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ اس پر خصوصی توجہ دیں۔ میں جناب سپیکر صاحب کا بڑا ممنون ہوں کہ جنہوں نے انتہائی اہم نوعیت کا یہ معاملہ آج زیر بحث رکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو اس سے related issues میری بہن اور بھائی نے کہے وہ بھی اتنے ہی اہم ہیں۔ مہربانی فرما کر اس کے لئے کوئی ٹائم فریم مقرر کریں اور اس پر ہمیں کوئی رزلٹ مل جائے تاکہ ہم بھی سرخرو ہو سکیں۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترم جناب بریگیڈیئر مشتاق احمد!

جناب مشتاق احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ جو پہلے کہا گیا کہ تحریک التوائے کار کے جو بھی محرک تھے ان کے جو بھی concern تھے وہ بہت ہی تکلیف دہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنا ہمارا مسئلہ صفائی اور میونسپلٹی سروسز کا پورے پنجاب میں جو گھمبیر صورتحال اختیار کر چکا ہے شاید It was just touching the eyes. میں اس مسئلے کے تقریباً اور بہت سے پہلوؤں پر بات کرنا چاہوں گا کیونکہ یہ وہ مسئلہ ہے کہ جس کی نوعیت اربن

اور رورل ایریا میں بہت مختلف ہو چکی ہے۔ اربن ایریا میں پھر بھی کچھ نہ کچھ waste management کی کمپنیاں ہیں وہاں پر میونسپلٹی کا کوئی نہ کوئی سروس سٹرکچر کام کر رہا ہے اور اُن کی صورتحال ہمارے دیہاتی علاقوں سے بہت بہتر ہے۔

جناب سپیکر! میرا تعلق رورل ایریا سے ہے اور ہمارے پنجاب کے جتنے بھی ممبران ہیں ان سب کا زیادہ تعلق دیہاتی علاقوں سے ہے۔ کم از کم چھ، سات معاملات ہیں جن کا تعلق ہمارے میونسپلٹی کے ساتھ آتا ہے، جن کا لوگوں کی براہ راست life سے تعلق ہے۔ اس میں suffice training کا معاملہ ہے، لوگوں کی lower level پر health facilities ہیں۔ آج یہاں پر بڑی بحث ہوئی کہ وہ ڈسپنسری ضلع کونسل میں چلی گئی ہیں، محکمہ صحت میں چلی گئی ہیں اس طرح کے اور بہت سے مسائل ہیں۔ خاص طور پر وہ علاقے جہاں پر پانی کی شدید قلت ہے جو بارانی علاقے ہیں وہاں پر واٹر سپلائی ایک بہت بڑا serious issue ہے۔

(اذان مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بریگیڈیئر صاحب!

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! میں دیہاتی علاقوں کی بات کر رہا تھا۔ مسائل بہت زیادہ ہیں اور اگر میں یہ توقع کروں کہ جو ایم سی ایل لاہور کے معاملات ہیں یا وہ انفرا سٹرکچر کسی دیہاتی یونین کونسل کو دیا جائے گا تو شاید یہ مشکل ہے لیکن میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ جو چند ایک مسائل ہیں اور جس environment میں رہ رہے ہیں میں اس پر اپنی کچھ تجاویز پیش کروں گا۔

جناب سپیکر! ہمیں سب سے بڑا issue یہ بنا ہوا ہے کہ پچھلے چند ایک سالوں سے لوکل گورنمنٹ جنہوں نے ہمارے مسائل حل کرنے ہیں اس کے تین چار آرڈیننس یا ایکٹ بن چکے ہیں۔ صحیح بات ہے کہ ہمیں یہ نہیں پتا کہ کون سا ایکٹ کس شکل میں ہے۔ میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں کہ میں منسٹر صاحب یا گورنمنٹ کی خدمت میں دو چیزیں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ مری سے لے کر صادق آباد تک یا لاہور سے لے کر اٹک کے آخری کونے تک اگر چیف منسٹر سیکرٹریٹ یا لوکل گورنمنٹ کے منسٹر کے آفس سے نکلی ہوئی ہدایت کے ذریعے ہمارے دیہاتی علاقوں کے میونسپلٹی سروسز کو حل کر سکتے ہیں تو یہ بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ یہ

issue devolution of Authority, devolution of accountability, devolution of resources ہیں جو ہم حل کرنے کو تیار نہیں ہیں، یہ اسمبلی کرنے کو تیار نہیں ہے، میں شاید اُس کا آج حصہ ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں اس بات پر قائل ہوں کہ جب تک آپ decentralization اور devolution of power نہیں کریں گے یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ صرف زبانی کتابی نہیں بلکہ جب تک resources کے ساتھ financial resources کے ساتھ، اتھارٹی کے ساتھ اور accountability کے ساتھ نہیں ہو گا اُس وقت تک ہمارے یہ معاملات حل نہیں ہو سکتے۔ میں نے جن معاملات کی طرف بات کی آپ سب کو پتا ہے کہ اس میں واٹر سپلائی کا معاملہ خاص طور پر ہے جو بارانی علاقوں میں بہت زیادہ ہے۔ ہم آج تک یہی نہیں clear کر سکے کہ یہ واٹر سپلائی سکیم نے سو فیصد کس کے under کام کرنا ہے؟ جس علاقے سے میرا تعلق ہے میں اگر اُس کی حالت زار آپ کو بتانا شروع کروں تو شاید وہ اتنا بڑا Pandora's box ہے کہ میرے اگلے گھنٹے اسی میں گزر جائیں گے۔ میری گزارشات چند ایک یہ ہیں کہ please ایک ایسا نظام لے کر آئیں جو نظام اس بنیاد پر نہ ہو کہ لاہور سے instruction ہوں گی اور ہم کام کر لیں تو یہ نہیں ہو سکتا۔

نمبر 2۔ آپ کے جو سسٹم کے اندر dichotomies ہیں اس وقت دو تین قسم کے سسٹم ہمارے rural areas میں چل رہے ہیں۔ اس کے اندر یونین کونسلز ہیں وہ اس وقت ڈی سی کے under چل رہی ہیں کیونکہ ضلع کونسل کا نظام موجود نہیں ہے اور جو میونسپل کارپوریشن ہیں یا ٹاؤن کمیٹیاں ہیں وہ ایڈمنسٹریٹر کے ذریعے کام کر رہی ہیں جو کہ اسسٹنٹ کمشنر ہے۔ ان کا آپس میں mismatch ہے کوئی اتھارٹی نہیں ہے یہ کیسے توقع ہو سکتی ہے؟ وہاں پر پچاس یونین کونسلز ہیں جس میں انہوں نے death certificate issue کرنا ہے اس کے اندر اموات اور پیدائش کا اندارج کرنا ہے۔ قبرستان کے معاملات ہیں، صفائی کے معاملات ہیں اور لوگوں کو پانی دینے کا معاملہ ہے کون سا ڈپٹی کمشنر ہے جس کے پاس competency اور اتھارٹی ہے یا اس کی کوئی 25 آنکھیں ہیں؟ یہ نہیں ہو سکتا، میری گزارش یہ ہے کہ آپ جو آئندہ سسٹم لے کر آتے ہیں تو وہ ایک integrated system ہونا چاہئے، comprehensive ہونا چاہئے اور اس میں political biases نہیں ہونے چاہئیں۔ یہ ہم کر کر کے تھک چکے ہیں کہ ہم لوکل گورنمنٹ کا

ایسا سسٹم لے کر آئیں گے تاکہ ہمیں اگلے جنرل الیکشن میں فائدہ ہو۔ ہمیں اس سائیکل کو چھوڑنا ہو گا، اگر آپ کوئی سسٹم لاتے ہیں تو اس کے پاس قانونی اختیارات ہونے چاہئیں، اس کے پاس financial اختیارات ہونے چاہئیں اور اس کے پاس HR کے اختیارات ہونے چاہئیں with the equal accountability تیسری بات میں کرنا یہ چاہتا ہوں کہ میری نیت بہت اچھی ہو سکتی ہے، میں ایک بہت اچھا آدمی ہوں اور سب لوگ اچھے ہیں ہماری نیت اچھی ہو سکتی ہے اگر مجھے capability نہیں دیتے، اگر میری capacity ہی نہیں ہے تو مجھے بتائیں کہ وہ سسٹم کیا deliver کرے گا؟ so میری request یہ ہے کہ intent اچھی ہو، آپ اس کی بنیاد پر ایک اچھا سسٹم دیں، آپ کے ان لوگوں کے اندر ایک capacity ہونی چاہئے جو اس سسٹم کو چلانے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ جو most important چیز ہے کہ آپ ان کو capability عطا کریں۔ میں صرف چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بہت سے سیوریج سسٹم جو گاؤں کے اندر لگے ہوئے ہیں وہ تباہ برباد ہو چکے ہیں، وہ manually نہیں ہو سکتے ہیں ہم نے تھوڑی دیر پہلے پوری کہانی سینٹری ورکر کی سنی ہے شہروں میں تو شاید آپ کو یہ manpower available ہے لیکن آپ یقین کریں میری بات مانیں گے کہ دیہاتوں میں یہ facility بھی نہیں ہے لوگ یہ کام کرنے کو تیار نہیں ہیں، کوئی مشینری نہیں ہے اور ہم اس طرف جانا نہیں چاہتے۔ کیوں نہیں جانا چاہتے ہیں یہ میری سمجھ سے باہر ہے میں سروس کے دوران اس سسٹم کا حصہ رہا جہاں پر میں نے یہ municipality services provide کیں ہیں ہو سکتا ہے وہ limited scale کی ہوں۔ میں یہ provide کیوں کر سکا تھا کیونکہ میں اپنے ہاتھ سے نہیں کیا، میرے پاس capacity اور capability تھی so میری ایک request یہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے منسٹر جو بھی statement دینا چاہئیں، ایک تو یہ ہے کہ وہ تین چار چیزوں کو مکمل طور پر اپنے ذہن میں رکھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں تھوڑی سی اور بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو صفائی اور ستھرائی کے لئے بھی capability پیدا کرنی پڑے گی۔ صرف یہ کہہ دینا کہ ہم صاف کر دیں گے I am sorry sir نہیں ہو سکے گا۔ Manually آپ کے گاؤں کی نالیاں یا جو نالے ہیں وہ mine3.44 بکھر چکے ہیں۔ ہمارے پاس waste کا کوئی disposal نہیں ہے خاص کر یہ dumping، جس طرح راجہ شوکت صاحب نے بات کی ہے۔ ہمارے گاؤں میں dumping کی site کہیں پر نہیں

ہے ہم ان کو cater کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس جو سیوریج سسٹم ہے یا اس کا disposal کا کوئی نظام نہیں ہے۔ اس سے بڑا یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو inspection گاؤں کی ہو رہی ہے جو پہلے گاؤں تھے وہ اس وقت ٹاؤن بن چکے ہیں اور ٹاؤن سٹی کی شکل اختیار کر رہے ہیں۔ ہم بالکل سوئے ہوئے ہیں ہماری priority ہی altogether different ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ جیسے ہم نے ملک کی ایک بہت بڑی آبادی کو شاید اللہ توکل پر اور ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیا ہے۔ اس کے بہت نقصانات ہو رہے ہیں نمبر 1 نقصان کیا ہو رہا ہے میں صرف دو تین باتیں کرنا چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! میں صرف دو باتیں کرنا چاہوں گا۔ اس کا نقصان کیا ہو رہا ہے؟ نقصان سب سے بڑا یہ ہو رہا ہے کہ ہمارا جو funds resource allocation ہے، ہم اربن ایریا یا دیہاتی علاقے ہیں ہم کر ہی نہیں رہے ہیں۔ ہم نے national finance award تو لے لیا، ہم نے NFC لے لیا اور provinces نے billions of rupees لے لئے but all those billions of rupees میں 2023-24 کا پیچھے بجٹ پڑھا ہے Local Government and Community Development Department تھا اس کا تقریباً آج پیپرز اٹھا کر دیکھ لیں یا بجٹ اٹھا کر دیکھ لیں اس کے تقریباً 215 pages تھے Lahore and its surrounding area کیوں؟ کیا دیہاتی علاقوں کا کوئی حق نہیں ہے میری گزارش یہ ہے کہ ایک principle decision لیں، آپ نے NFC Award میں پیسے لئے، provincial financial award ہونا چاہئے اور یہ نہیں ہونا چاہئے کہ میں جاؤں تو یہاں پر ایک سکیم یا سڑک C&W سے اپنے لئے لے لوں گا no, sir اس طریقے سے province ترقی نہیں کرے گا۔ نمبر 2 جو بات میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک کے اندر اور خاص طور پر ہمارے پنجاب کے اندر rapid urbanization ہو رہی ہے ہم نے کبھی سوچا ہے کہ کیوں ہو رہی ہے؟ ہم نے کراچی کو ایک جرائم کی پناہ گاہ بنا لیا ہے آج ہم سے وہ سنبھالا نہیں جا رہا، کبھی ہم رینجر کو لگاتے ہیں، کبھی آرمی کو لگاتے ہیں اور کبھی کسی کو لگاتے ہیں۔ کبھی ہم نے سوچا ہے کہ یہ monster ہمارے سامنے کیسے پیدا ہوا ہے؟

روز گار from the entire Pakistan because ہوئی sir transfer of population وہاں پر تھا اور investment وہاں پر تھی ہم آج exactly وہی لاہور کے ساتھ کر رہے ہیں میرا لاہور کے ساتھ کوئی گلہ نہیں ہے یہ میں لاہور والوں کو بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ Lahore is going to become the city of criminals, it is not very far away. Don't be then that day. آپ لاہور میں rapid urbanization کیوں کر رہے ہیں، آپ کیوں نہیں transfer of population کو روک رہے۔ transfer of population میرے کہنے سے روکے گی؟ رحیم یار خان، صادق آباد، لیہ اور اللہ کا بندہ صرف وہاں پر رہے گا اگر آپ اس کو وہاں پر facility دیں گے۔ آپ اس کو پینے کے لئے پانی نہیں دے رہے، آپ اس کو نالی تک نہیں دے رہے وہ ایک گٹر میں پیدا ہوتا ہے اور دوسرے میں فوت ہو جاتا ہے اس کے لئے قبرستان تک پہنچنے کی جگہ نہیں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: please آپ wind up کریں۔

جناب مشتاق احمد: اور ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم ترقی کی شرح پر ہیں۔ no sir اگر ترقی کی شاہراہ پر ہیں تو only central central points ہیں so میری چند ایک گزارشات تھیں جو پالیسی level کی ہیں for the government اور کچھ وہ تھیں جو شاید ministerial level پر ہیں مجھے امید ہے کہ انشاءاللہ اگر ان پر کچھ نہ کچھ عمل کر لیا گیا تو پنجاب اور ہماری جو میونسپلٹی کے مسائل ہیں خاص کر دیہاتی علاقے میں ان میں انشاءاللہ بہتری آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بریگیڈیئر صاحب! بہت شکریہ۔ آپ کی suggestions بھی بہت اچھی تھیں اور honorable minister صاحب نے بڑی توجہ کے ساتھ note کی ہیں۔ جی، محترمہ شکیلہ جاوید!

محترمہ شکیلہ جاوید: جناب سپیکر! آپ کا ٹائم دینے کے لئے بہت شکریہ۔ میرا تعلق ایک مسیحی قوم سے ہے اور آج احمد بھائی کو appreciate کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک بڑے ہی ہمارے heart touching topic پر بات کی ہے کہ سینٹری ورکر کا کیا حال ہے۔ کہتے ہیں کہ سچ سے تم واقف ہو جو سچ آپ کو ظاہر کر دیتا ہے۔ انہوں نے بڑی خوبصورت بات بتائی اور میں نے last time جب speech کی تو اس میں بھی یہی کہا تھا کہ اس قوم نے ملک پاکستان کی بڑی خدمت کی ہے اور آج

احمد بھائی نے جو ہماری قوم کا جو حال ہے اور جو ہماری قوم جہاں تک پہنچ چکی ہے اس کا بڑا خوبصورت طریقے سے بیان کیا ہے کہ ہم کہاں پہنچے ہیں۔ ہم نے شروع کہاں سے کیا اور ہم آ کہاں گئے ہیں۔ ان کی بات کو کوڈ کرتے ہوئے میری request ہے اور میں نے اس دن بھی بات کی تھی کہ ہمارے جتنے بھی genitorial people ہیں ایک تو daily wages والے سارے confirm ہونے چاہئیں اور ان کا سکیل بڑھانا چاہئے اور ان کی salary جیسے دوسرے ملکوں میں ڈیڑھ گنا ہے تو request ہے کہ اسی طرح ڈیڑھ گنا ہونی چاہئے۔ آج سے چار ماہ پہلے سیالکوٹ کے ایک سینٹری ورکر کے بیٹا نے اپنے باپ سے ڈیمانڈ کی کہ اسے کچھ چاہئے لیکن اس نے کیا کیا کہ جب اس کے باپ اس کی ضرورت کو پورا نہ کر سکا تو اس نے چھت سے چھلانگ لگائی اور خودکشی کر لی۔ ان کے حالات بہت ہی بُرے ہیں اور اگر آپ دیکھیں کہ یہاں پر اوپر سے نیچے تک ان کے ساتھ جو رویہ ہو رہا ہے وہ ویسے ہی سوتیلی والا ہو رہا ہے تو میری request ہے کہ ان کا سکیل بڑھایا جائے، ان کو کنفرم کیا جائے اور ان کی pay کو ڈیڑھ گنا کیا جائے۔ God bless you

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! بہت شکریہ۔ سید رفعت محمود صاحب!

سید رفعت محمود: ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا حلقہ چار لاکھ آبادی پر مشتمل ہے پچھلے دنوں میں رات بارہ بجے دینہ شہر میں ایک ہسپتال تھا وہاں بے شمار محکمہ ہیلتھ سے متعلق شکایات آ رہی تھیں اور بے شمار لوگوں کے ٹیلی فون آ رہے تھے کہ جی ٹی روڈ پر جو دینہ ہسپتال ہے وہاں پر مسائل ہیں تو میں وہاں پر رات کو 12 بجے گیا دیکھا کہ ایمرجنسی میں ایک ڈاکٹر صاحب تھے اور ایک آدھ سٹاف اُن کے ساتھ تھا جب لوگوں نے مجھے دیکھا تو لوگوں نے میرے سامنے بہت زیادہ احتجاج کیا کہ دیکھیں ایمرجنسی میں یہاں کوئی ڈاکٹر بھی نہیں ہے، یہاں دوائیاں بھی شارٹ ہیں۔ ہمارا مسئلہ ہے آپ اچھے عوامی نمائندے ہیں کہ ہم مر رہے ہیں آپ بالکل دیکھ نہیں رہے، میں نے کہا کہ میں رات کو 12 بجے یہی دیکھنے کے لئے آیا ہوں۔ جب میں واپس آیا سوشل میڈیا پر خبر چلی تو سیکرٹری ہیلتھ نے بھی اس ہسپتال کا وزٹ کیا اور انہوں نے تین ڈاکٹر وہاں پر بھجوا دیئے، وہ ساتھ ہی ایک UC Garh Mahal ہے جو 20,25 ہزار لوگوں پر مشتمل ہے اس کے BHU میں ڈاکٹر موجود تھے سیکرٹری ہیلتھ نے اُن ہی ڈاکٹر کو ٹرانسفر کر کے دینہ میں

بھجوا دیا اور پیچھے جو 20,25 ہزار لوگ ہیں وہ میرے سر چڑھ رہے ہیں کہ UC Garh Mahal میں ڈاکٹر ہی نہیں ہے یہ آپ نے اُس ہسپتال کا کیا وزٹ کیا ہے؟ آگے آگے دوڑتے پیچھے ترقی چوڑ اِنہوں نے یہ ہمارے ساتھ کیا ہے کہ اُدھر سے ڈاکٹر اُٹھا کے دینہ شہر میں بھیج دیا اور جو وہاں پر 25 ہزار کی آبادی تھی اُس کو وہ خالی چھوڑ دیا ہے۔ میری منسٹر ہیلتھ اور سیکرٹری ہیلتھ سے بھی گزارش ہے کہ UC Garh Mahal میں فوری طور پر ڈاکٹر کو تعینات کیا جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر دینہ میں ہسپتال ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! کتنے عرصے سے تحصیل بنی ہوئی ہے دو لاکھ کی آبادی ہے میں نے پچھلے اجلاس میں بھی کہا تھا کہ مجھے ensure کیا جائے کہ جو موجودہ بجٹ آرہا ہے اُس بجٹ میں اس دینہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے لئے پیسے رکھے جائیں۔ دو لاکھ کی آبادی ہے جب کوئی accident ہو جائے کوئی بندہ بیمار ہو جائے تو ہمیں جہلم جانا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آئندہ بجٹ میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے لئے بجٹ رکھا جائے اور دوسرا یہ ہے کہ میونسپل کمیٹی سوہاوا ہے اُس کو میونسپل کمیٹی بنانے کے لئے اُس کے ساتھ بہت سے دیہاتوں کو شامل کر دیا گیا ہے اور اُس میونسپل کمیٹی میں جو دیہات ہیں اُن میں کوئی سہولیات ہی میسر نہیں ہیں نہ وہاں سیوریج کا نظام ہے، نہ وہاں پر سٹریٹ لائٹس ہیں اور اُن کی گلیاں کچی پڑی ہوئی ہیں اور وہاں اُن پر پراپرٹی ٹیکس لگا دیا گیا ہے وہ مقدمہ جو ہمارے سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے پاس موجود ہے اُن کے پاس سوہاوا شہر کے لوگ بھی آئے ہیں۔ میری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے متعلقہ وزیر سے گزارش ہے کہ جو نئے دیہاتوں کو شامل کیا گیا ہے وہاں پر پراپرٹی ٹیکس لگا دیا گیا ہے اور اُدھر کوئی سہولت موجود ہی نہیں ہے۔ پورے شہر کے اندر نہ سیوریج ہے نہ street lights ہیں، سڑکیں اور گلیاں تباہ و برباد ہو چکی ہیں تو جو سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے پاس کیس پڑا ہوا ہے اُس پر نظر ثانی کی جائے، اُن لوگوں پر پراپرٹی ٹیکس نہ لگایا جائے اُن کی استعداد نہیں ہے کہ وہ ٹیکس دے سکیں۔ آپ بے شک کمیٹی بنا دیں چیک کروالیں کہ وہاں کسی قسم کی کوئی سہولت ہی موجود نہیں ہے تو میری متعلقہ وزیر صاحب اور سیکرٹری صاحب سے گزارش ہے کہ وہ فوری طور پر اس پراپرٹی ٹیکس کے مسئلے کو بھی دیکھیں اور ان لوگوں کو استثنیٰ دیا جائے۔

جناب سپیکر! کل شام کو جی ٹی روڈ سوہاوا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے باہر ایک میڈیکل سٹور تھا وہاں ڈاکوؤں نے ڈاکا ڈالا تو ایک distributor کی وین تھی اُن سے بھی تقریباً 8 سے 10 لاکھ روپے لوٹ کر چلے گئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رفعت محمود صاحب! آج لوکل گورنمنٹ کے اوپر general-discussion ہے اُس کے اوپر بات کریں۔۔۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! ایک بڑا اہم مسئلہ ہے تو جب میں نے متعلقہ محکمے سے رابطہ کیا پولیس والوں سے تو اکثر یہی جواب ملتا ہے کہ جناب ضلع جہلم کے اندر پولیس کی نفری بڑی کم ہے تو میں چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رفعت محمود صاحب! آپ لوکل گورنمنٹ کے متعلق اگر کوئی suggestions ہیں تو وہ دیں۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! میں بس یہی عرض کر رہا ہوں آئی جی صاحب میری بات سن رہے ہوں گے کہ ضلع جہلم کے اندر پولیس کی نفری پوری کی جائے، لوگوں کی زندگیوں کا مسئلہ ہے لوگوں کے نقصانات ہو رہے ہیں وہ کہتے ہیں ضلع جہلم کے اندر ملازمین ہی کم ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رفعت محمود صاحب! آپ اس پر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیجئے گا لیکن آج لوکل گورنمنٹ پر بات کر لیں۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! میری وزیر قانون یا آئی جی صاحب سے گزارش ہے کہ ضلع جہلم کے اندر تھانوں میں کم از کم پولیس تو پوری کریں، ہمارے تو یہی مسائل ہیں جو لوگ ہمارے پاس لے کر آرہے ہیں ہم آپ کو نہ بتائیں تو کس کو بتائیں؟ تو میں اجازت چاہوں گا اگر آپ مجھے نہیں بولنے دینا چاہتے تو میں بیٹھ جاتا ہوں عوامی مسائل پر میں بات تو کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں آج تو آپ نے لوکل گورنمنٹ کے اوپر بحث کرنی تھی کوئی suggestions ہیں تو آپ گورنمنٹ کو دیں اس کو take up کریں۔ منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ کے منسٹر صاحب بیٹھے ہیں میں نے وزیر صاحب کو کہا تھا کہ ضلع جہلم کے اندر جو صفائی کے مسئلے ہیں۔ میں نے ان کو پہلے بھی بتایا تھا کہ ضلع جہلم کے اندر صفائی کے مسئلے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پھر بتائیں۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! اب ضلع جہلم کے اندر کہا گیا ہے کہ کوئی نئی ایک کمپنی آگئی ہے لوگ اُس کمپنی کا ضلع جہلم کے اندر، شہر کے اندر انتظار کر رہے ہیں، یہ کب کمپنی کو صفائی کے لئے بھیجیں گے؟ ہم چاہیں گے کہ جلد از جلد جو کمپنی انہوں نے appoint کی ہے اُس کو ضلع جہلم کے اندر بھیجیں اور کام شروع کروائیں بہت مہربانی، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترم جناب احسن رضا خان!

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میری ایک بہن نے تحریک پیش کی ہے ماشاءاللہ آپ نے ہمیں موقع دیا تو یہ سلسلہ جنرل ہسپتال کے ملحقہ جو آبادی ہے وہاں تک محدود نہیں ہے یہ پورے پنجاب کا یہی حشر ہے اور خاص طور پر جو پچھلے پانچ سال گزرے ہیں اُس دور میں جو اس پنجاب کا حشر ہوا ہے تمام سڑکیں، تمام سیوریج ایسے feel ہوتا تھا کہ پورے پنجاب میں کوئی وارث یا کوئی گورنمنٹ نہیں ہے۔ میں چیف منسٹر پنجاب صاحبہ کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے آتے ہی تین ماہ میں تمام محکموں کو active کر دیا ہے میں کہتا ہوں ابھی تین ماہ ہوئے ہیں اور ان شاءاللہ پانچ سالوں میں ہم اس پنجاب کو پورا جیسا ہم 2018 میں چھوڑ کر گئے تھے ان شاءاللہ کوشش کر کے اس کو complete کریں گے، ہمارے وزیر صاحب ماشاءاللہ بڑے active ہیں۔ اب میں اپنی consistency کی طرف آتا ہوں میرے حلقہ پی پی۔180 میں پچھلے سال سیلاب بہت زیادہ آیا تھا ہمارا جو دریا ستلج ہے انڈیا چوں کہ ہمارے ساتھ سال بعد ایک بہت بڑی بدمعاشی کرتا ہے تو وہ بغیر بتائے جو پانی چھوڑ دیتا ہے اور ہمیں پتا ہی نہیں چلتا۔

جناب سپیکر! یہاں پر وزیر موصوف بیٹھے ہوئے ہیں تو میری humble request ہے کہ میرے وہاں پر سارے روڈ تباہ ہو چکے ہیں تو اُن کے لئے میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا ہمارا ایک Shamkot to Hasna Road ہے اس کو rehabilitate کیا جائے۔ عثمان والا

ٹو کل تاہیڈ موکل ہے میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ آپ یہ نوٹ کرتے جائیں میرے خیال میں آپ کے پاس ballpoint ہو گی۔ ہمارا ایک دیپالپور ٹو مچھانہ روڈ ہے، منڈی عثمان والا ٹو کنگن پور براستہ کوٹھا کلاں شام کوٹ، بائی پاس الہ آباد ٹو لنڈے والا کنگن پور روڈ ٹو موکل، کنگن پور روڈ ٹو بھنگو والا، دیپالپور روڈ ٹو اچل کے تالاڈی، شام کوٹ ٹو اٹاری ورک یہ وہ روڈ زہیں جن کی سیلاب کی وجہ سے تباہی مچی تھی۔ اُس کے بعد لوکل گورنمنٹ کے متعلق میری MC Allahabad ہے وہاں پر تین واٹر سپلائی پورے پانچ سال بلکہ اس سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہو گا کہ وہ بند ہو چکی ہیں تو میں وزیر صاحب سے کہوں گا کہ ان کو بھی چیک کریں اور rehabilitate کریں کہ یہ وہاں پر کیوں بند پڑی ہوئی ہے اور MC Allahabad کا جو سیوریج سسٹم ہے وہ بہت زیادہ خراب ہے وہ واٹر سپلائی اور سیوریج mix ہو چکا ہے اور وہاں پر اتنی زیادہ بیماریاں پھیلنے کا خدشہ ہے۔ اسے ہی تحصیل چونیاں کا MC جو ہمارا ہیڈ کوارٹر ہے وہاں سے ایک روہی گزرتی ہے تو چونیاں کا سارا پانی اُس روہی میں جاتا ہے۔ ہمارا historical شہر ہے، بہت تاریخی شہر ہے تو میں وزیر صاحب سے کہوں گا کہ چیف منسٹر محترمہ مریم نواز شریف کا صاف پانی کا جو بھی پروگرام پورے پنجاب میں ماشاءاللہ لے کے آرہی ہیں تو چونیاں شہر جو ہمارا MC Chunian, MC Allahabad اور Kanganpur کو اس پروگرام میں ڈالا جائے تاکہ ہمارے علاقے میں بیماریوں کا خاتمہ ہو۔ میں یہ ذکر کروں گا کہ دوبارہ پھر ہمارے وہاں پر سیلاب کا سلسلہ آنے والا ہے تو حکومت پنجاب سے میری گزارش ہے کہ اس حوالے سے ایڈوانس کوئی منصوبہ بندی کی جائے کیونکہ موقع پر جب وہاں پر کوئی بھی ایمرجنسی بن جاتی ہے تو تمام مشینری فعال ہو جاتی ہے لیکن جب وہ ٹائم ختم ہو جاتا ہے، اس کے بعد ہم پھر اسی routine میں تمام چیزوں کو لیتے ہیں تو as a nation ہم میں بھی بہت کمی ہے۔ ہماری گورنمنٹ کو چاہئے کہ وہ کم از کم ایسی policies بنائے کہ جس کا کوئی مستقل حل نکل سکے۔ جب وہاں پر کوئی بھی ایمرجنسی بن جاتی ہے تو ہم active ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد ہم پھر سو جاتے ہیں۔ آج کل پورے پنجاب میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی speech wind up کریں۔

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! لاہور کی بات کریں تو لاہور کا بھی بُرا حشر ہے۔ منسٹر صاحب بھی یہاں پر بیٹھے ہیں، یہاں پر ڈینگی بخار کی وبا ابھی تک پھیلی نہیں لیکن مجھے لگتا ہے کہ گندگی کی وجہ سے یہ وبا بھی پھیل جائے گی۔ دیہات تو دور کی بات ہے شہروں میں بھی اتنے مچھر ہیں، ہمارے ماحول کو بہت صاف ستھرا ہونا چاہئے تو میری یہ چند گزارشات تھیں۔ میں اپنی میڈم راحیلہ صاحبہ کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے اس مسئلے کو ایوان میں اٹھایا کیونکہ پورے پنجاب میں یہی حال ہے تو پورے پنجاب کو ٹھیک کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب رانا آفتاب صاحب اپنی بات کریں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے جس پر میں وزیر صاحب کی توجہ چاہوں گا کیونکہ بدقسمتی سے ہمارے پاس ایک ہی کام کے لئے کئی محکمے ہیں۔ اگر آپ بڑے شہروں کو دیکھیں تو جتنی بھی سڑکیں ہیں ان کے ساتھ storm water channels بنے ہوئے ہیں وہ محکمہ کارپوریشن کے ہیں یا جس کے بھی ہیں وہ chock ہو چکے ہیں۔ اگر دیہات کی طرف جائیں تو پورے گاؤں میں جو گندگی کا ڈھیر سڑکوں پر جمع ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ واسا کا محکمہ بھی وہی کام کر رہا ہے اور سالڈ ویسٹ مینجمنٹ بھی وہی کام کر رہی ہے تو there is no proper coordination، اس میں سب سے بڑا ایشو پلاسٹک بیگز کا آتا ہے، ہم اور ہمارے دکاندار بھی پلاسٹک بیگز پھینک دیتے ہیں، جتنی دیر تک آپ اس کی disposal کا بندوبست نہیں کریں گے تو کوئی صفائی کا نظام حل نہ ہو گا۔ جس طرح ایک نالی جو کہ ضلع کونسل یا یونین کونسل بناتی ہے تو وہی نالی ٹی ایم اے اور ایم این اے کے فنڈ سے بھی بنتی ہے تو ایک ہی چیز چار جگہ سے بنتی ہے۔ صفائی کے لئے سب اہم چیز یہ ہے کہ دو بڑے ڈیپارٹمنٹس کو ایک کیا جائے۔ دوسرا آپ ان کی صفائی کریں اور encroachments کو ختم کریں اور اس کوڑا کرکٹ کے ڈھیر کا کوئی proper disposal کروائیں۔ یہ جو ٹرک کوڑا کرکٹ لے کر جاتے ہیں یہ بھی 30 فیصد کوڑا سڑک پر ہی چھوڑ جاتے ہیں، جس سے مسائل آتے ہیں۔ سیوریج کیوں chock ہوتے ہیں کیونکہ ان میں پلاسٹک بیگز جمع ہوتے ہیں اور جب اس گند کو محکمہ صاف کر کے باہر نکالتا ہے اور اس گند کو لے کر نہیں جاتے تو وہ گند دوبارہ نالیوں میں چلا جاتا ہے اور وہ پھر دوبارہ chock ہو جاتی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ کے پاس

ورکرز ہیں they are working hard to the best of their ability or capability وہ کام کر رہے ہیں۔ اگر آپ کسی جگہ پر تشریف لے جائیں گے تو تمام سڑکیں بھی صاف ہو جائیں گی اور سب کچھ ہو جائے گا۔ گورنمنٹ کے اداروں کو ensure کیا جائے کہ سٹریٹ لائٹس اور storm water channels کو یہ صاف کروائیں، دیہاتوں میں گندگی کے ڈھیروں کا disposal اس جگہ ہو جہاں سے یہ دوبارہ نہ آسکے لیکن بد قسمتی سے جتنا بھی کوڑا کرکٹ لے کر جاتے ہیں تو اس میں سے آدھا راستے میں ہی پھینک دیتے ہیں۔ They should have a brain storming session جس پر یہ صفائی کے حوالے سے کچھ سوچیں۔ اگر آپ کسی غیر ملکی کمپنی کو بھی صفائی کا ٹھیکہ دیتے ہیں تو وہ بھی ہمارے ہی employees لیتے ہیں۔ اگر آپ اپنے employees کے rights کو safeguard کر لیں گے ان کو اور ان کے بچوں کو بہتر salary دے دیں گے تو آپ ان سے بھی وہی کام لے سکتے ہیں۔ ابھی یہاں پر ایک فاضل رکن نے بڑی اچھی بات کی ہے وہ کہہ رہے تھے کہ سیوریج کا کام کرنے والے ملازمین کی زندگی کو خطرہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! سب سے اہم معاملہ یہ ہے کہ overlapping ہو رہی ہے اور اس کی وجہ سے پیسے ضائع ہو رہے ہیں۔ جتنے افسران ہیں انہوں نے ورک چارج پر ملازمین رکھے ہوئے ہیں اور وہ ملازمین ان کے گھروں میں نوکری کر رہے ہیں اور انہوں نے آج تک ان کے فائدے کے لئے کوئی کام نہیں کیا۔ جیسے میں آپ کو ایک ایشو بتاتا ہوں کہ پاکستان میں سب سے بڑا اس بات کا فقدان ہے کہ اے سی یا ڈی سی کو آگے سولڈ ویسٹ مینجمنٹ کا چیئر مین بنا دیتے ہیں، جب وہ وہاں سے اٹھے گا تو سیکرٹری فنانس بن جائے گا، اس کے بعد وہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ بن جائے گا تو elected لوگوں کو چاہئے کہ they should have a proper policy and planning کریں اس میں اپنی priorities رکھیں۔ سب سے اہم priority جیسا کہ آپ کو بھی پتا ہے کہ حدیث شریف ہے کہ "صفائی نصف ایمان ہے"، مگر نصف ایمان تب ہے جب ہم نیت سے بھی صاف ہوں اور proper utilization of funds بھی ہوں، اگر ہم کمیشن کھانا بند کر دیں اور کرپشن کو کنٹرول کر لیں، سب سے زیادہ جو کرپشن ہو رہی ہے یہ فاضل وزیر صاحب کو تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ ابھی نئے آئے ہیں تو ضلع کونسل میں یہ top to bottom جاتی ہے۔ اس بجٹ میں سب سے اہم جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ how to control the corruption کیونکہ اگر کرپشن ختم ہو گی جیسا کہ

ایک پراجیکٹ میں آتا ہے کہ non-development expenditure کے لئے 5۔ارب روپے ہیں اور ڈویلپمنٹ بجٹ کے لئے 50 لاکھ روپے ہیں اور اس 50 لاکھ روپے میں سے بھی آپ نے کمیشن کھانا ہے اور نہ ہی آپ quality of work check کرتے ہیں۔ آپ چیک کریں کہ یہ جو storm water channel ہے یا جو آپ نے ٹھیکہ کوڑا کرکٹ اٹھانے کے لئے دیا ہے اس کی کتنی efficiency ہے، انہوں نے کتنے ٹن تک کوڑا اٹھانا ہوتا ہے؟ اس وقت سب سے بُری حالت صاف پانی کی ہے کیونکہ you don't have even proper drinking water گندے پانی کی وجہ سے لوگوں کو ہیپاٹائیٹس، جگر کی بیماریاں یا گردے فیل ہو رہے ہیں، یہ تمام بیماریاں گندے پانی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ آپ دیکھیں خواجہ سلمان رفیق نے بڑی اچھی بات کی ہے ہسپتالوں کی revamping کی ضرورت نہیں بلکہ آپ کو دوائی، ڈاکٹرز، سرجری اور صفائی کی ضرورت ہے۔ آپ ہسپتالوں میں جا کر کوڑا کرکٹ کی حالت دیکھ لیں اس کی وجہ سے کتنا صحت کا نقصان ہوتا ہے؟ میری یہ گزارش ہے کہ انہوں نے "ستھرا پنجاب" کا نعرہ لگایا ہے تو ہسپتالوں کی صفائی کا بھی کچھ کریں۔ میں تو اپنے حلقے کا بتا سکتا ہوں کہ پی پی۔108 میں ایک روپے کی بھی صفائی نہیں کی گئی، ضلع کونسل میں چیف آفیسر یا جو بھی آفیسر ہوں گے وہ پیسے کھا گئے ہیں اور اگر وزیر صاحب آئیں تو میں ان کی رہنمائی بھی کروں گا اور بتاؤں گا کہ یہ حالات دیکھ لیں۔ دوسرا to remove the encroachments بہت ضروری ہے اور encroachments کی وجہ سے گند اس کے نیچے پھینک جاتے ہیں اور نظر ہی نہیں آتا۔ تیسرا ٹریفک مینجمنٹ کے حوالے سے بڑا issue آ رہا ہے۔ میری یہ چند گزارشات ہیں تو صفائی کے لئے proper system بنائیں، اس کی disposal کا proper طریقہ بنائیں اور ensure کریں کہ جس طرح شہر میں گندگی پھیل رہی تو ہے you should imposed fine لیکن اس طرح نہیں جس طرح ٹریفک وارڈن دو ہزار روپے کا جعلی چالان کر رہے ہیں لہٰذا you have to bring the people into discipline. There is a saying if you want to be the Champion, you will have to fight one more round اس کے لئے ہم تیار ہیں اور کرنا بھی چاہتے ہیں لہٰذا میں گزارش کروں گا کہ میری چند گزارشات پر عمل کریں۔ Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب! بہت شکریہ۔ آپ حکومت کو موقع دیں کیونکہ ذیشان صاحب توبڑے محنتی وزیر ہیں اور یہ اِن شاءَاللہ پنجاب کو ستھرا کر کے دکھائیں گے۔ جی، محترمہ ذکیہ شاہنواز!

محترمہ ذکیہ خان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں تھوڑی بات کروں گی کیونکہ repetition ہو گی۔ تمام ممبران نے صحیح اور guide کرنے کی باتیں کی ہے، it's not a criticism, it's a reality which we all are facing in the rural areas plus in the cities also. بات یہ ہے کہ چیف منسٹر صاحبہ کی top priority صاف ستھرا پنجاب تھا، جس پر عمل ہو رہا ہے۔ منسٹر صاحب اپنے divisions میں visit کر رہے ہیں لیکن ایک منسٹر کہاں کہاں جائے گا اور کتنی گلیاں دیکھے گا تو اس کے لئے ہم لوگ بیٹھے ہیں، ہم اُن کو guide کر کے بتا سکتے ہیں کہ گاؤں کے کیا حالات ہیں اور وہاں کیا ہونا چاہئے؟ سب سے پہلے میں یہ کہوں گا کہ عید آتی ہے تو سینٹری ورکرز کے ٹیلیفون آنے شروع ہو جاتے ہیں کہ ہمیں تنخواہ نہیں مل رہی اور چھ مہینے کی تنخواہ رُکی ہوئی ہے پھر پتا چلتا ہے کہ ان کو تنخواہ دینے کے لئے فنڈز نہیں ہیں لہٰذا آپ یہ ensure کروائیں کہ ان کو وقت پر تنخواہ ملے اور عید ہو یا کرسمس ہو تب اُن کو bonus ملے۔ یہ غریب لوگ مجبوراً سینٹری ورکرز بنتے ہیں۔ چونکہ اور jobs available نہیں ہوتیں تو وہ کہتے ہیں کہ اچھا جی درجہ چہارم کی یہ نوکری ہے سینٹری ورکر بن جاؤ تو وہ بیچارے کہتے ہیں کہ ہیں کہ ٹھیک ہے ہم بن جاتے ہیں۔ وہ گندی نالیاں صاف کرنے کو تیار ہوتے ہیں، گٹر صاف کرنے کو تیار ہوتے ہیں But they are human beings, we should respect them and give them the dignity that they deserve میں دوسری یہ بات کہوں گی کہ ہمارے گاؤں میں dumping sites نہیں ہیں، dumping sites ہوں گی تو صفائی ہو گی۔ ایک جگہ سے garbage اٹھا کر دوسری جگہ کہیں پھینک دینا صفائی نہیں ہے لہٰذا dumping sites کا ہونا بہت ضروری ہے۔ پورے پنجاب بلکہ پورے پاکستان میں پلاسٹک بیگز نے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ پلیز ایک سیکنڈ۔ اجلاس کا ٹائم 7.30 بجے تک تھا ہم اسے ایک گھنٹہ 8.30 بجے تک extend کرتے ہیں۔ جی محترمہ!

محترمہ ذکیہ خان: جناب سپیکر! پلاسٹک بیگز نے پورے پاکستان میں بہت نقصان دیا ہوا ہے، ڈرینز block ہو جاتی ہیں، چینلز block ہو جاتے ہیں اور گندگی پھیلتی ہے they are an eyesore to everyone, these plastic bags میں منسٹر صاحب کی favor کی بات کروں گی کہ ان کو فنڈز ملنے چاہئیں، فنڈز ملیں گے تو وہ صفائی کریں گے۔ اگر سینٹری ورکرز کم ہیں He needs more sanitary workers specially in the rural areas کیونکہ آپ دیہات کی نالیاں دیکھیں، ان کی گندگی دیکھیں وہاں بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ تھوڑی بہت eyewash سے کچھ نہیں ہو گا۔ ہمیں پنجاب کو صاف کرنے کے لئے اس کام کو seriously لینا ہو گا اور اس میں آپ کو سینٹری ورکرز کی مزید ضرورت ہے۔ میں آپ سے یہ بھی کہوں گی کہ گاؤں میں کوئی سیوریج سسٹم نہیں ہے وہاں پر لوگ نالیوں کو استعمال کرتے ہیں اور پھر ان کی صفائی نہیں ہوتی جس وجہ سے بیماریاں پھیلتی ہیں۔ اس میں ہر قسم کی بیماری اور خاص طور پر ٹائیفائیڈ، دیکھیں ٹی بی دیکھیں، یہ بہت ساری ایسی بیماریاں ہیں جو بالکل گندگی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ ہمیں clean environment چاہئے اور اس کے لئے ہم سب کو مل کر کام کرنا ہو گا، محنت کرنا ہو گی۔ اگر آپ چند villages کو صفائی اور باقی سہولتوں کے لحاظ سے ماڈل ویلج بنایا جائے۔ جب پنجاب میں کچھ model villages بنیں گے تو دیکھا دیکھی ہر کوئی کہے گا کہ ہمارا گاؤں بھی ایسا ہی ہو، یہ examples بن جائیں گی تو make some model villages تاکہ they set the example of cleanliness of sanitation and secondly water shortage کڑوا پانی، کھارا پانی آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے جب سے اسمبلی میں آنا شروع کیا ہے تو سب سے بڑا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ پینے کا صاف پانی نہیں ہے ہم سوچتے چلے جا رہے ہیں کہ کبھی پانچ سال کے بعد ختم ہو گا یہ ہماری گورنمنٹ کی بات نہیں ہے ہمارے سے پہلے کئی گورنمنٹس آچکی ہیں مگر اس پر جو توجہ دینی چاہئے تھی وہ نہیں دی گئی۔ مگر اب ہمیں امید ہے کہ ہماری وزیر اعلیٰ صاحبہ اور منسٹرز young ہیں، قابل ہیں energetic ہیں Hopefully we have a lot of hopes that they will deliver now and hopefully we get clean drinking water. Again I would say کہ سینٹری ورکرز کا خیال کیا جائے، سب سے پہلے ان کو ٹائم پر تنخواہ ملنی چاہئے۔ ہمارے گاؤں میں مثال ہوتی ہے کہ اگر وہ سکھی ہوں گے تو کام بھی کریں گے اگر

سکھی نہیں ہوں گے تو کام کیا کریں گے ؟ آپ پہلے انہیں سکھ دیں پھر آپ ان سے کام لیں، بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ جی، محترم رضی اللہ خان!

جناب رضی اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ، میں سب سے پہلے تو وزیر اعلیٰ صاحبہ نے جو صاف ستھرا پروگرام دیا ہے اسے welcome کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ محض نعرہ نہیں رہے گا بلکہ اس پر عمل بھی ہوگا۔ میرا تعلق پنجاب کی پسماندہ ترین تحصیلوں میں ہوتا ہے، میرا تعلق کہروڑ پکا سے ہے اور جیسے تمام پسماندہ علاقوں کا مسئلہ ہے وہی مسئلہ میرے علاقے کا بھی ہے وہ ہے سیوریج کا۔ پچھلی مرتبہ بھی میں نے ایوان میں سیوریج پر بات کی تھی اور کہا تھا کہ میرے علاقے کی 80 فی صد گلیاں اور سڑکیں ایسی ہیں جو سیوریج زدہ ہیں۔ جو سیوریج کے پانی سے تقریباً بھری ہوئی ہیں، وہاں سے لوگوں کا گزر نہیں ہو سکتا اور ان کی زندگی تقریباً اجیرن بنی ہوئی ہے۔ تمام معزز اراکین نے بہت اچھی تجاویز دی ہیں، سب سے پہلے تو آپ کو power کو devolve کرنا پڑے گا، آپ direct power نیچے محکموں کو دیں، انہیں direct resources provide کریں۔ جب بھی CEO صاحب سے رابطہ کیا جاتا ہے تو ایک ہی جملہ ہوتا ہے کہ جناب پیسے نہیں ہیں، sucker مشین ہے لیکن پٹرول کے پیسے نہیں ہیں، ٹائر خراب ہے، نئے ٹائر کے پیسے نہیں ہیں۔ سینٹری ورکرز کا معاملہ زبردست طریقے سے اٹھایا گیا ہے، سینٹری ورکرز کئی دفعہ میرے پاس آ چکے ہیں انہیں تین تین مہینے تنخواہ نہیں ملتی۔ آپ سمجھ لیں کہ وہ سب سے پسماندہ طبقہ ہے اور ہم ان کے ساتھ یہ سلوک کریں حالانکہ ہمیں انہیں promote کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کی تنخواہ اور پنشن بروقت دی جائے اس کے علاوہ جب بھی سیوریج کے پائپ وغیرہ بچھائے جاتے ہیں تو اس میں یہ چیز یقینی بنائی جائے کہ وہ پائپ وغیرہ مستقبل کو سامنے رکھ کر بچھائے جائیں، پائپ کے سائز موجودہ وقت کے مطابق ہوتے ہیں دو تین سال کے بعد ان کی اتنی capacity نہیں رہتی چونکہ آبادی بڑھ جاتی ہے اور وہ پائپ اس کی ضرورت پورا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا کم از کم پچیس تیس سالوں کو مد نظر رکھ کر پائپ بچھائے جانے چاہئیں تاکہ یہ مسئلے مسائل نہ ہوں۔ اسی وجہ سے پینے کے پانی میں سیوریج کا پانی mix ہو جاتا ہے جس سے ہیلتھ کے بڑے issues آرہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ سب issues منسٹر صاحب کے ذہن

میں ہوں گے اور وہ ان پر implement بھی کریں گے۔ میرے علاقے کہروڑ پکا، دھنوٹ، بھاول گڑھ ہے، مسہ کوٹا، چیلم، قادر پور، لائل پور یعنی کوئی ایسی بڑی آبادی نہیں ہے جو اس سے متاثر نہ ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر ان کا خواب ہے تو اس خواب کی تکمیل میرے علاقے تک بھی پہنچے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب صاحب! شکریہ۔ جی، محترم سردار خالد وارن!

ملک خالد محمود بابر: جناب سپیکر! شکریہ، میں سب سے پہلے تو چودھری احمد اقبال صاحب کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے سینٹری ورکرز کے لئے آواز اٹھائی اور سپیکر صاحب کا بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے انہیں عزت بخشی اور میں بھی انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے پاکستانی قوم کی خاطر، پنجاب کی عوام کی خاطر، ہماری خاطر اس صوبے کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہماری قائد ایوان محترمہ مریم نواز شریف اور سپیکر صاحب نے آج پہلی دفعہ ان لوگوں کو ایوان میں بلا کر جو عزت بخشی ہے۔ اس کے علاوہ بھی ایسے لوگ جو ہماری قوم کے ہیرو ہیں میرے اور آپ کے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت کو یہی درس دیا کہ صفائی نصف ایمان ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے لئے، اس انسانیت کے لئے اپنے آپ کو ایک اجیرن زندگی میں ڈال کر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب! بات کریں۔

ملک خالد محمود بابر: جناب سپیکر! گزارش ایہہ اے کہ میکوں اپنی سرائیکی زبان وچ گال کرن دی اجازت دتی جاوے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب! بالکل۔

ملک خالد محمود بابر: جناب سپیکر! میں اینہاں سینٹری ورکراں کوں خراج تحسین پیش کرناں آں اور اپنی قائد کو خراج تحسین پیش کرناں آں جنہاں نے پنجاب دے اندر پہلی دفعہ آ کے پنجاب دے لوکاں واسطے ایہہ step چایا کہ صاف ستھرا پنجاب پاکستان دا مستقبل اے۔ جہڑے حالات اچ اساڈی حکومت آئی اے اور جہڑے حالات اچ ایہہ ملک دے حالات ہن جتنا کہ پنجاب دے اندر اساں afford کر سکدے آں بجٹ کوں جتنا لوکاں کوں سہولیات دیون واسطے اساں پیسہ خرچ

کر سکدے آں تے اساں گلاں نال نہیں کریندے اور میری قائد نے گلاں نال نہیں بلکہ ثابت کر کے دکھایا اے۔ میں اس خاندان نال تعلق رکھنا آں کہ نہ میں خوشامد پسند ہاں تے نہ میں نے خوشامد اَج تک کیتی اے۔ میں جہڑی اچھی گال ہن اوہناں دی تعریف کر سکدا آں تے جہڑے کم نئیں تھیندے اوہندے اُتےّ میرا تنقید دا حق اے کیونکہ میں وی چار لکھ آبادی دا نمائندہ آں۔ میں بہاول پور دی اس سرزمین دا نمائندہ آں کہ بہاولپور پاکستان بنن توں پہلے آزاد ہائی اور میں کوں ایہہ فخر اے کہ اوں دھرتی دے نال میرا تعلق اے۔ اساں پاکستان کوں کجھ دِتّا اے گھِدا نئیں۔ ساڈی ریاست بہاولپور تے صوبہ بہاولپور نے پاکستان بناون وچ بہوں وڈا کردار ادا کیتا اے۔ بہاولپور نے پاکستان دی پہلی تنخواہ ادا کیتی اے۔ میں بہاول پور دے اندر رہن والا آں۔ میں اپنے آپ کوں فخر نال پیش کر سکدا آں کہ میں اُوں خاندان نال تعلق رکھیدا اں آں کہ خوشامدی نئیں آں۔ میری قائد محترمہ مریم نواز صاحبہ نے اعلان کیتا اے کہ پنجاب دے اندر ہر اوہ ٹُٹّی بھَجّی سڑک میں بناتے راساں۔ میں خراج تحسین پیش کرناں اپنی قائد کوں کہ اوہناں نیں وعدہ کیتا آئی کہ سب توں پہلے میرے علاقے دے اندر، میرے بہاولپور وچ ای آساں۔ اوہناں نیں سب توں پہلے میرے ای حلقے کوں chose کیتا اے۔ میری قائد نیں میرے حلقے توں جھانگڑا شرقی توں گھن کے احمد پور شرقیہ تک 32 کلومیٹر دی road ڈو مہینے دی حکومت دے اندر مکمل کر کے دکھائی اے۔ اوہناں دی team نیں تے ہائی وے دے افسران نیں تھوڑی مدت دے وچ ایہہ کم کر کے دکھایا اے۔ میرے قائد جہڑا لفظ منہ توں کڈدے نیں تے اوہ پورا کر کے دکھیندے نیں۔

جناب سپیکر! میکوں اَج موقع ملیا اے تے میں ایہہ مطالبہ کرناں آں کہ ساڈے حلقے دے اندر نوشہرہ توں گھن کے احمد پور شرقیہ تک 29 کلومیٹر روڈ repair کیتی ونجے۔ جہڑی ساڈی سڑک بنی اے اوہدے تے میں خراج تحسین پیش کرناں آں۔ میں گزارش کریساں کہ آون آلے بجٹ وچ نوشہرہ توں احمد پور شرقیہ دی روڈ ضرور بنی چاہی دی اے۔ نوشہرہ توں احمد پور شرقیہ تے بہاول کنال تک 29 کلومیٹر سڑک ضرور بنی چاہی دی اے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے بات کریں۔ آپ صاف ستھرے پنجاب کی بات کریں اور اس حوالے سے کوئی تجاویز دیں کیونکہ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ منسٹر صاحب کو اپنے اچھے اور مفید مشورے دیں۔

ملک خالد محمود بابر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں لوکل گورنمنٹ دے اُتے وی گزارش کریناں آں کہ محترمہ راحیلہ خادم حسین نیں جہڑی تحریک پیش کیتی اے اہناں کوں وی میں خراج تحسین پیش کرناں آں۔ ایہہ اپوزیشن دے گونگے ایم پی اے جہڑے تاڑیاں مریندے بیٹھے ہن کم از کم ایناں کوں اک خاتون نے بولن دا موقع تے دِتّا اے۔ ہر اِک کو اپنے حلقے دی فریاد پیش کرن دا موقع فراہم اساں کیتا اے۔ میں وزیر صاحب کوں گزارش کریناں کہ میری قائد محترمہ مریم نواز صاحبہ نے ستھرے پنجاب دا جہڑا نعرہ ماریا اے اوں کوں عملی جامہ پہناون واسطے جناب کوں ساڈے حلقے وچ آوناں پوسی۔ کہروڑ پکا توں میڈا اک بَھراتے colleague اے اوہدے علاقے دے اندر اگر جناب تشریف گھن آون تے میڈے حلقے دے اندر میاں محمد شہباز شریف نیں کافی ساری سیورتیج اور ٹف ٹائل دے منصوبے دِتّے ہن لیکن بدقسمتی ایہہ ہے کہ اگے ایناں منصوبیاں کوں چلاون واسطے وی funds چاہی دے نیں کیونکہ اوتھے پانی کھڑا ہویا اے۔ میں رانا آفتاب دی گال دے اُتّے اگوں ودھیندیاں ہویاں گال کریندا پیاں کہ منسٹر صاحب کوں ای گال تے غور کرناں چاہی دا اے کہ سب توں پہلے zero tolerance کرپشن تے ہونا چاہی دا اے۔ کرپشن تے قابو پانا بہوں ضروری اے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! wind up کرلیں۔

ملک خالد محمود بابر: جناب سپیکر! ساڈی جہڑی بیوروکریسی اے اوہ رکاوٹاں کھڑیاں کردی اے۔ میں پہلے ویکھدا پیاں آں کہ منسٹر صاحب دے سوال دا جواب وی نئیں آیا۔ تے میرا خیال اے کہ ساڈا وزیر بلدیات تگڑا ہوسی۔ صفائی ستھرائی تے سیورتیج دے معاملے واسطے میری تجویز اے کہ اگر تُساں سیورتیج بنانی اے۔ اگر شہر لاہور واسطے صفائی دا نظام بنانا اے تے ساڈے دیہات دے لوکاں واسطے وی کجھ کردیو۔ اگر جناب نیں ساڈے دیہات دے واسطے کوئی package بنایا ہویا اے تے اوھدا ذکر کردیو۔ اگر ہر یونین کونسل دے دفتر دے اندر وی ایہہ

system گھن آیا ونجے تے ول ساڈے دیہات دے لوکاں کوں ایہہ سہولیات مل سکدیاں ہن۔ ساڈے لوک وی مچھر اں کولوں بچ سکدے ہن۔ ساڈے لوک گندے پانی وچوں نماز پڑھن واسطے گزردے نیں۔ دیہات آلے لوگ وی پاکستان دے شہری ہن۔ میرے حلقے دے اندر مبارک پور سب توں وڈا قصبہ اے۔ میرے حلقے دے اندر نوناری، دھوڑ کوٹ، جانو والہ وچ پانی دے چھپڑ موجود ہن۔ میں منسٹر صاحب کوں دعوت ڈیندا آں کہہ اوں اپنے افسر ان نوں نال گھن کے اوتھاں آون۔ آکے اوہناں لوکاں دے حالات زندگی دیکھن تا کہ اوہناں لوکاں کوں وی ملتان، لاہور، فیصل آباد اور بہاولپور دے برابر facilities مہیا کیتیاں ونجن۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب! بہت شکریہ۔ منسٹر صاحب آپ کے شہر میں ضرور آئیں گے۔ وہ بہت جلد آپ کے حلقے میں آئیں گے۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز رکن ملک خالد محمود سے کہوں گا کہ:

"زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم"

وزیر صاحب کو ملک خالد محمود کی سرائیکی میں کی جانے والی باتوں کا تو کچھ پتا نہیں چلے گا۔ آپ اس کا ترجمہ کر کے منسٹر صاحب کو بھجوا دیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ رانا صاحب! آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ اب محترم شیخ امتیاز صاحب بات کریں گے۔

جناب امتیاز محمود: جناب سپیکر! ابھی میرے ایک دوست نے کرپشن کے حوالے سے zero tolerance کے حوالے سے بات کی ہے۔ میں حزب اقتدار کے benches پر بیٹھنے والی دونوں بڑی پارٹیوں کے ساتھیوں کو مبارک باد دیتا ہوں کہ Dubai Leaks میں پرانی leaks کی طرح وہ پہلے نمبر پر براجمان ہیں۔

جناب سپیکر! آج یہاں گیلری میں سیور مین آئے ہوئے تھے۔ یہ ایک بہت ہی deprived طبقہ ہے۔ میں نے ان کے ساتھ واسا میں کام کیا ہوا ہے۔ ان کے بہت سارے health issues ہیں اور انہیں life threats بھی ہیں۔ ان کو پہلے سکیل میں بھرتی کیا جاتا ہے۔ یہ دیکھ لیں کہ

وہ ایک ایسا کام کر رہے ہیں جو کہ کوئی دوسرا کرنے کے لئے تیار نہیں تو ان کو کم از کم چوتھے یا پانچویں سکیل میں بھرتی کرنا چاہئے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ ان کی تنخواہیں اگر آپ double بھی کر دیں تو تب بھی کم ہے۔ وہ جو کام کر رہے ہیں کوئی دوسرا یہ کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ ان کی health insurance کی جائے، ان کی life insurance کی جائے اور ان کی تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ کیا جائے۔ حکومت کو ان کی life insurance کے لئے pay کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس سے بھی ایک اہم بات یہ ہے کہ سیور مین کو گٹر یا سیوریج لائن میں کیوں اُترنا پڑتا ہے؟ میں بہت سے ممالک میں گیا ہوں۔ میں پاکستان سے باہر پڑھتا بھی رہا ہوں۔ میں نے وہاں پر کبھی نہیں دیکھا کہ گٹر کھول کر کوئی سیور مین اس گٹر کے اندر گیا ہو، وہ ڈبکیاں کھا رہا ہو یا گیس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو رہی ہو۔ ان کو safety equipment provide کئے جائیں جو کہ گیس کو detect کریں اور انہیں ایک signal مل جائے کہ یہاں پر نہیں اُترنا۔ یہ سب کچھ میں نے یہاں اپنے ملک میں نہیں دیکھا۔ میں نے واسا میں کام کیا ہوا ہے۔ یہاں ہمارے ہاں تو ہر روز کوئی نہ کوئی سیور مین گٹر یا سیوریج لائن میں اُترتا ہے۔ ہمارے اس حوالے سے کچھ قوانین موجود ہیں لیکن ان پر عمل درآمد نہیں کیا جاتا۔ ترقی یافتہ ممالک میں ہر گھر کا ایک septic tank ہوتا ہے جس میں silt یا garbage پھینکا جاتا ہے۔ وہ تو سیوریج لائن یا گٹر میں garbage پھینکتے ہی نہیں کیونکہ یہ ایک غیر قانونی کام ہے۔ آپ کپڑے یا برتن دھوتے ہوئے garbage سیوریج لائن یا گٹر میں پھینک دیتے ہیں اور اس کی وجہ سے سیوریج لائن بلاک ہو جاتی ہے۔ یہ ایک illegal کام ہے۔ اس پر پابندی ہونی چاہئے۔ دوسرا ہر گھر میں ایک septic tank بنایا جائے جس میں silt or garbage کو پھینکا جاتا ہے اور پھر آگے صاف ستھرا پانی ایک flow کے ساتھ چلا جاتا ہے تو یہ دو تین چیزیں ہیں جو septic tank کا قانون ہے حالانکہ ہمارے وزیر موصوف کافی bore ہوئے ہوئے ہیں پتا نہیں انہوں نے کسی معزز ممبر کی تجویز لکھی ہے یا نہیں لیکن میں یہ کہوں گا کہ اگر آپ میری تجویز لکھ لیں اُس پر عمل کریں یا نہ کریں پھر بھی مجھے خوشی ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! وزیر موصوف bore نہیں ہو رہے وہ بڑی توجہ سے آپ کی بات سُن رہے ہیں۔

جناب امتیاز محمود: جناب سپیکر! میں نے دیکھا کہ انہوں نے کسی معزز ممبر کی کوئی تجویز لکھی ہو۔ لاہور شہر میں shopper bag بنتے تھے ہماری حکومت میں اُس پر پابندی لگائی گئی اور اب ایسے shopper bag بنتے ہیں کہ اگر کوئی پھینک بھی دے تو وہ گل سَڑ جاتے ہیں حالانکہ اُن bags کو بھی پھینکنا غیر قانونی کام ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ solid waste management ایک سائنس ہے اور اس کو پڑھے لکھے لوگوں کو سونپا جاتا ہے لیکن ہمارے ہاں یہ کام sweepers کے پاس ہے۔ میں ایک سے زیادہ ممالک میں گیا تو میں نے اُن کی garbage کے سسٹم کو دیکھا تو مجھے یہ سمجھ آئی کہ وہ garbage پر spend نہیں کر رہے بلکہ وہ garbage سے کما رہے ہیں۔ اگر آپ سنگاپور چلے جائیں تو garbage کے ساتھ بجلی بن رہی ہے۔ پاکستان میں بھی یہ قانون ہے کہ ہر گھر کو ایک bag دیا جائے جس میں وہ solid waste ڈال کر اوپر سے باندھ کر گھر کے باہر رکھیں اور گاڑی آ کر اُس کو لے جائے لیکن اب وہ اس سے بھی آگے چلے گئے ہیں۔ وہ ایک ہفتے میں تین bag ایک گھر کو دیتے ہیں جن میں سے ایک bag کاغذ کا بنا ہوا ہوتا ہے جو recycle ہو سکتا ہے وہ اُس bag کو ایک مہینے میں ایک دفعہ اُٹھانے آتے ہیں۔ جب ہر گھر کے باہر ایک ہی دن ایک ہی color کا bag پڑا ہوتا ہے تو وہ garbage بھی آپ کو خوب صورت لگنا شروع ہو جاتا ہے۔ وہاں تین قسم کی waste ہے ایک waste وہ ہے جو درختوں کے پتے، ٹہنیاں اور organic قسم کی چیزیں گھر کے اندر یا گھر کے سامنے گرتی ہیں تو یہ گھر کے مالک کی ذمہ داری ہے کہ وہ segregate کرے۔ اُس نے گھر کی گھاس کاٹی ہے یا پودوں سے پتے گرے ہوئے ہیں تو اُس نے وہ bag میں ڈالنے ہیں اور مہینے میں ایک دفعہ اُس bag کو گھر سے باہر رکھ دینا ہے۔ کھاد کی کمپنیوں کی گاڑیاں آ کر اُن bags کو اُٹھا کر لے جاتی ہیں جس سے کھاد بنتی ہے اور وہی گھر والا کسی سٹور پر جا کر وہ کھاد خریدتا ہے اور دوبارہ اپنے garden میں وہ کھاد ڈالتا ہے۔ دوسری قسم کی wastage کے لئے اُسی گھر میں ایک green color کا bag دیا جاتا ہے گھر والوں نے جب بھی اپنا کوڑا پھینکنا ہوتا ہے انہوں نے پلاسٹک کی بوتل، کوئی کاغذ یا پھر ten packs خود segregate کر کے اُس bag

میں ڈالنا ہے وہ کوئی بد بُو بھی نہیں دے رہا ہوتا۔ یہ bag پندرہ دن بعد گھر کے باہر رکھنا ہے اور جب آپ کسی سڑک سے گزریں گے تو green color کے bag ہر گھر کے باہر پڑے ہوں گے تو recycling companies گاڑیاں آ کر لے جاتی ہیں۔ یہ ساری کمپنیاں حکومت کو پیسے دیتی ہیں۔ تیسری waste واقعی solid waste ہے جو reuse نہیں ہوتی اُس کے لئے yellow color کا bag ہوتا ہے وہ آپ نے ہر دوسرے دن گھر کے باہر رکھنا ہوتا ہے۔ ایک bag ایک مہینے بعد، دوسرا پندرہ دن بعد اور یہ bag ہر دوسرے یا تیسرے دن بعد گھر کے باہر رکھنا ہوتا ہے یہ depend کرتا ہے کہ کتنا بڑا گھر ہے اگر چھوٹے گھر ہوں تو تین دن بعد اور اگر بڑے گھر ہوں تو ہر دو دن بعد گھر کے باہر رکھنا ہوتا ہے۔ ان bags کو اُٹھانے کے لئے ایک علیٰحدہ قسم کی گاڑی آتی ہے اس والے کوڑے سے بجلی بنتی ہے اور باقی دونوں قسم کے کوڑے کو recycle کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں ایک garbage گوبر ہے اس کو اُٹھا کر وہ گیس بناتے ہیں جو پاکستان میں بھی بن سکتی ہے اور بہت سارے لوگ گوبر سے گیس بنا بھی رہے ہیں لیکن اگر لوگوں کو حکومت کی support ہو تو اس سے گیس بنا کر لوگوں کو supply دی جا سکتی ہے۔ یہ ساری چیزیں کرنے کے لئے ایک will چاہئے ہوتی ہے لیکن جب سے یہ حکومت آئی ہے اس میں کوئی کام کرنے کی urge نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحبہ پہلے دن تقریر کرتی ہیں کہ بجلی مُفت دیں گے تو رات کو بجلی سات روپے فی یونٹ مہنگی ہو جاتی ہے۔ پھر وزیر اعلیٰ صاحبہ آ کر کہتی ہیں کہ میں کسانوں کے لئے کچھ کر رہی ہوں تو کسانوں کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحبہ پھر جا کر پولیس کی وردی پہنتی ہے تو اس وردی والوں کو خواجہ سراء چھینٹی لگانے لگ جاتے ہیں۔ آپ "صاف سُتھرا پنجاب" کو کسی اور نام سے منسوب کر دیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا حال کچھ اُسی طرح کا ہو جس طرح پہلے ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔ جناب اعجاز مسیح صاحب!

جناب اعجاز مسیح: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جناب احمد اقبال چودھری نے پنجاب کے sanitary workers کی حالتِ زار کے بارے میں تحریک التوائے کار پیش کی میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ محکمہ مقامی حکومت پنجاب کو صاف سُتھرا رکھنے یا اپنے infrastructure کو بہتر کرنے کی بجائے اس کام کو نجی شعبے کے حوالے کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے پہلے بھی دیکھا کہ لاہور میں

ان نجی کمپنیوں نے sanitary workers کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا۔ آج وزیر موصوف بھی یہاں پر بیٹھے ہیں اور مقامی حکومت کا ایکٹ بھی بن رہا ہے تو میں ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ sanitary workers کے service structure and pension کے معاملات کو بہتر کیا جائے اور یہاں پر سارے دوستوں نے اُن کی تنخواہ کے حوالے سے بھی بات کی تو پوری دنیا میں sanitation کا کام کرنے والوں کی health insurance سب سے powerful ہوتی ہے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ یہاں پر پیش کئے جانے والے data کے مطابق ہر شہر میں sanitary workers موت کے منہ میں گئے ہیں۔ آج تک بد قسمتی ہے کہ کسی لوکل گورنمنٹ کے کسی آفیسرز کو کسی سی ای او کو اس crime پر سزا نہیں دی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگ جو ان سینٹری ورکز کو سیور لائن میں گھسنے کے لئے مجبور کرتے ہیں ان کے خلاف ایکشن ہونا چاہئے۔ اب دنیا بدل گئی ہے اور کون سا دور ہے کہ محکمہ بار بار ان لوگوں کو سیور لائن میں گھساتا ہے۔ محکمے کو اپنا infrastructure بہتر کرنے کی ضرورت ہے اور سکر مشینیں لے کر آئیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس کو crime قرار دیا جائے کہ جو آفیسر سینٹری ورکرز کو سیور لائن میں گھسنے کی بات کرتا ہے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک جتنے بھی لوگ سیور لائن میں جانے کی وجہ سے موت کے منہ میں گئے ہیں۔ سینٹری ورکرز بہت جگہ پر موت کے منہ میں گئے ہیں تو یہ کہتے ہیں یہ ڈیلی ویجز پر تھے اور یہ پرائیویٹ کام کر رہے تھے۔ محکمہ اس طرح کی تجویز کیوں نہیں لے کر آتا۔ آپ دیکھیں واپڈا کی installations ہوتی ہیں، سوئی گیس کی installations ہوتی ہیں ان کو کوئی پرائیویٹ آدمی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔ محکمہ اس طرح کا قانون بنائے کہ کم از کم کوئی پرائیویٹ آدمی ان کی installations کو ہاتھ نہ لگا سکے۔ صوبہ پنجاب میں جتنی میونسپل کمیٹیاں اور میٹروپولیٹن کارپوریشنیں ہیں۔ ان میں زیادہ سے زیادہ سکر مشینیں ہونی چاہئے تاکہ ہم اس لعنت سے بچ جائیں اور ہمارے لوگ مرنے سے بچ جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ میں کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ہمارے بہت سے لوگوں نے یہ شکایت کی کہ ہمیں daily wagers پر بھرتی کرنے کا بڑا شوق ہے لیکن ہم ان کو عید، کرسمس اور ایسٹر پر بھی تنخواہیں نہیں دیتے۔ پیچھے ایسٹر گزرا ہے تو انہوں نے سارے شہروں میں بہت زیادہ احتجاج کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انسانی حقوق کے خلاف ہے۔ یہاں ایک اور بہت

بڑا مافیا ہے یہاں سینٹری ورکرز کی بات ہو رہی ہے تو ہمارے مسلم بھائی بھی سینٹری ورکرز کی ملازمت پر بھرتی ہوتے ہیں لیکن وہ کام نہیں کرتے۔ ان کے آفیسرز کسی کو ڈرائیور بنا لیتے ہیں اور کسی کو نائب قاصد بنا لیتے ہیں لیکن وہ سینٹری ورکر کا کام نہیں کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہیں وہ اس پر توجہ دیں۔ یہ بہت بڑا مافیا ہے جو کہ ہر میونسپیلٹی میں اس طرح کا کام کر رہا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو سینٹری ورکرز کی سیٹ پہ آتا ہے اس کو صفائی کا کام کرنا چاہئے۔ اگر وہ دوسرے کیڈر میں بھرتی ہونا چاہتے ہیں تو شوق سے ہوں۔ اس لئے میں منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ اس کے لئے ایک سپیشل کمیٹی بنائیں آج جتنے لوگوں نے اپنی تجاویز دی ہیں۔ ان تجاویز کو دیکھتے ہوئے ان کے لئے بہتر سے بہتر service structure بنایا جائے اور ان کی پنشن اور gratuity کا جو بھی طریق کار ہے اس کو بہتر کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، جناب علی آصف!

جناب علی آصف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرے بہت سارے ساتھیوں نے بڑی خوبصورت باتیں کیں۔ آپ کو دو دفعہ وقت بڑھانا پڑا۔ میں زیادہ وقت بالکل نہیں لوں گا۔ میں to the point بات کروں گا اور جلدی wind up کروں گا۔ میں ان تمام تجاویز سے متفق ہوں کہ ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں، ان کی انشورنسز کو دیکھا جائے یا جتنی اچھی ہو سکیں وہ کی جائیں۔ اس سیوریج سسٹم میں گھس کر صفائی کرنے کے لئے اور ان کی health and safety کے جو آلات ہیں وہ فوری طور پر انہیں فراہم کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میرے ایک بھائی نے بات کی تھی کہ انہیں سیوریج کے مین ہولز میں اترنا کیوں پڑتا ہے تو اس کا بندوبست کیا جائے اور ایسے آلات لائے جائیں کہ کام آسان اور محفوظ ہو۔ یہ انسانیت کی تذلیل ہے کہ وہ بیچارے نیکر پہن کر اس گندے غلیظ گٹر میں اتر کر صفائی کرتے ہیں۔ یہ اس دور میں بالکل نامناسب ہے اور انسانیت کی تذلیل ہے۔ اس کے علاوہ جو تحریک پیش کی گئی جس میں بتایا گیا کہ پرائیویٹ ویسٹ مینجمنٹ میں بھی استحصال ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! جو آپ کے سرکاری ادارے ہیں، تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشنز، ضلع کونسلز اور میونسپل کارپوریشنز میں جو استحصال ہو رہا ہے۔ اگر آپ اسے دیکھیں گے تو آپ

پرائیویٹ ویسٹ مینجمنٹ کمپنیوں کو بھول جائیں گے۔ آپ وہاں دیکھیں کہ daily wagers یا بیچارے کرسچن کمیونٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ غریب لوگ ہیں۔ ان کو آپ نے daily wages پر رکھا ہوا ہے۔ یہ لوگ پانچ پانچ، سات سات اور دس دس سال سے daily wagers کے طور پر ہی کام کر رہے ہیں۔ آپ کی جب نئی اسامیاں آتی ہیں تو آپ نئے لوگوں کو رکھ لیتے ہیں۔ آپ انہی لوگوں کو کیوں ترجیح نہیں دیتے کہ ان بیچاروں کو مستقل کیا جاتا۔ ان کو وہ تمام سہولیات مل جائیں جو کہ گورنمنٹ سرونٹ کے طور پہ ان کا حق ہیں۔ وہ چونکہ daily wagers ہیں تو ان کو exploit کیا جاتا ہے۔ ان کی دہاڑیاں کاٹی جاتی ہیں۔ ان بیچاروں جن کی 16 ہزار یا 17 ہزار سارے مہینے کی تنخواہ بنتی ہے ان سے ان کے سپروائزرز بھتہ لیتے ہیں تب ان کی service release ہوتی ہیں۔ چلیں! سپروائزر کی کہانی تو علیحدہ ہے وہ کرپشن کے کھاتے میں چلی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ یہ جو daily wagers ہیں کم از کم یہ دیکھ لیں کہ جو recent ہیں ان کو نہیں لیکن جو دو چار یا پانچ سال سے ہیں ان کے لئے کوئی ایسا criteria بنالیں کہ جب آپ کی نئی اسامیاں آئیں تو آپ ان اسامیوں میں ان daily wagers کو ترجیح دیں جو کافی عرصے سے وہاں کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں پی پی۔75 سرگودھا سیٹ سے تعلق رکھتا ہوں جہاں آپ پچھلے دنوں تشریف لے گئے تھے۔ وہاں پر بچوں کے سکولوں کے آگے filth depot points بنائے گئے ہیں یعنی جہاں سے ہمارے چھوٹے معصوم بچوں اور بچیوں نے گزر کر سکول کے مرکزی دروازے سے سکول کے اندر داخل ہونا ہے۔ ان کے گیٹ کے آگے filth depot points بنائے گئے ہیں۔ بچے کوڑے اور کچرے کے ڈھیر، غلاظت کے ڈھیر سے گزر کر سکول میں جاتے ہیں۔ میری اپنی مین روڈ جس پر میں رہتا ہوں اس سڑک پر ایک بچوں اور ایک بچیوں کا سکول ساتھ ساتھ ہے۔ ان دونوں سکولوں کے گیٹ پر دو filth depot points بنائے گئے ہیں تاکہ کوئی بھی بچہ اس سے مستثنیٰ نہ ہو اور بچ نہ سکے۔ وہ ضرور اس غلاظت کے ڈھیر سے گزر کر جائے۔ اس کے علاوہ وہاں پر آوارہ کتوں اور جو گائیوں نے اپنا مسکن بنایا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! اسی روڈ پر بچوں کے سکول کے سامنے جو مین ہولز ہیں ان کے ڈھکن نہیں ہیں۔ یہ ایک بڑی عجیب رسم ہے میں اس کی وجہ بھی جاننا چاہوں گا کہ جب کسی مین ہول کا ڈھکن گر جاتا ہے تو اس کے اندر ایک بانس کھڑا کر دیا جاتا ہے جو کم از کم 20/15 دن یا مہینہ وہ بانس آنے جانے والوں کو منہ چڑھاتا رہتا ہے۔ یہ خطرہ موجود رہتا ہے کہ کوئی بھی بچہ کسی بھی وقت حادثے کا شکار ہو سکتا ہے اور ایسے حادثات ماضی میں ہوئے بھی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اس جگہ رُک کر اپنے موبائل سے اس کی ویڈیو بنائی۔ میں منسٹر صاحب کی توجہ چاہتا ہوں کیونکہ میرے لئے یہ بہت اہم بات ہے آپ کے لئے شاید یہ اہم نہ ہو۔ میں نے اس روڈ سے گزرتے ہوئے اس جگہ پر جہاں وہ بانس ایک گٹر کے اندر کھڑا ہوا ہے اور filth depot points بچوں کے سکول کے گیٹ کے سامنے ہے۔ میں نے خود ویڈیو بنائی اور میں نے CEO اور TMO کو بھیجی۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں فلاں ہوں۔ آپ اس پر کوئی action لیں کیونکہ یہاں کوئی بھی حادثہ ہو سکتا ہے۔ میں نے ایک بات reminder بھی دیا لیکن آج تک ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ کمشنر صاحب جو ایڈمنسٹریٹر ہیں ان کو ہم نے بارہا loop میں لیا لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ میں نہیں جانتا کون سا صاف ستھرا پنجاب ہے یہ تو محفوظ پنجاب بھی نہیں ہے صاف ستھرا کیا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: علی آصف صاحب! Wind up کریں۔

جناب علی آصف: جناب سپیکر! میں بات مکمل کرنا چاہوں گا۔ میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے کہنا چاہوں گا کہ صاف ستھرا پنجاب اچھی بات ہے۔ میرے حلقے میں ایک گاؤں 88 شمالی ہے۔ منسٹر صاحب اسے note کر لیں۔ وہاں کے نوجوانوں نے غلاظت کے ڈھیروں سے تنگ آ کر اپنی ایک تنظیم بنائی ہر گھر سے دو دو سو روپے اکٹھا کیا اور دو سینٹری ورکر رکھے اور خود supervise کیا اور اپنا گاؤں صاف کر لیا۔ اب انہیں گاؤں کے نمبردار کے ذریعے اسسٹنٹ کمشنر کی کال گئی ہے کہ آپ یہ دو دو سو روپے نمبردار کے ذریعے گورنمنٹ کو دیں گے تاکہ ہم آپ کی صفائی کروا سکیں۔

جناب سپیکر! میں جناب وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا گورنمنٹ کی کوئی پالیسی ہے کہ کمشنر ہر گھر سے 200 روپے اکٹھا کر کے انہیں صفائی کی سہولت فراہم کرے گا۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں بھی بتا دیجئے تا کہ ہم ان لوگوں کو کہہ دیں کہ آپ پیچھے ہٹ جائیں۔ یہ عجیب و غریب قسم کا نظام ہے۔ آپ کی جو انتظامیہ ہے وہ لوگوں سے پیسے لگوا کر صفائی کرواتی ہے اور پھر انہیں کہا جاتا ہے کہ کمشنر صاحب کے نام کا بینر لگایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: علی آصف صاحب! Wind up کریں۔ آپ کو بات کرتے 13 منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب علی آصف: جناب سپیکر! مجھے صرف یہ بتا دیا جائے کہ کیا اسسٹنٹ کمشنر یا انتظامیہ کے لوگوں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ لوگوں سے پیسے اکٹھے کر کے صفائی کروائیں اور پھر لوگوں کو کہہ کر اپنے شکریہ کے بینرز لگوائیں کہ ہم جناب اسسٹنٹ کمشنر کے مشکور ہیں۔ کیا آپ نے یہ public servant لوگوں کو مشکور کرنے کے لئے بنائے ہیں یا ان کی خدمت کرنے کے لئے بنائے ہیں۔ یہ میرا آخری سوال ہے۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی جناب خرم اعجاز چٹھہ!

جناب خرم اعجاز چٹھہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے اپنے معزز ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو اتنے اہم issue پر قرارداد لے کر آئے۔ ساتھ آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس پر open debate رکھی ہے۔ یہ صرف ایک حلقے یا ضلع کا نہیں بلکہ پورے پنجاب کا issue ہے کیونکہ صفائی نصف ایمان ہے۔ جتنا اچھا ماحول ہم لوگوں کو دیں گے اتنا زیادہ خوبصورت اور صحت مند معاشرہ پروان چڑھائیں گے۔ مجھے اندازہ ہے کہ وقت کم ہے اس لئے میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا ہے کیونکہ یہ بہت اہم issue ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ باتوں کو repeat نہ کروں اور اپنے 15 سال کے political career میں on ground چیزیں دیکھی ہیں وہ مختصر سامنے رکھوں۔ گاؤں کے حوالے سے بات ہو رہی ہے اگر ہم گاؤں کے سیوریج کے نظام کو دیکھیں تو وہاں پر ہم گلیوں کے ساتھ ساتھ نالیاں بھی بناتے ہیں جبکہ وہاں پر صفائی کرنے والا کوئی نہیں ہوتا اس لئے گندگی گلیوں میں پڑی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ گندے پانی کا ultimate disposal نہیں ہے، ہر گاؤں میں جڑی بوٹیاں اُگی ہوئی ہیں لہٰذا ہمیں اس پر اچھا

solution لے کر آنا چاہئے۔ جن جن گاؤں میں واٹر سپلائی سکیمیں چل رہی تھیں اُن میں سے 80/90 فیصد سکیمیں بند ہیں۔ یہ سکیمیں اس وجہ سے بند ہیں کیونکہ ہم نے گاؤں کی سطح پر کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں جو اس کے maintenance اور bills کا ذمہ دار ہے۔ وہ کمیٹی اس طرح سے کام نہیں کر رہی اور نہ ہی وہ فعال ہیں اور ہمارے گاؤں کی maximum واٹر سپلائی سکیمز وہ بند ہیں تو میں سمجھتا ہوں یہ آج کا مسئلہ نہیں ہے یہ تو عرصہ دراز سے ہم سنتے آرہے ہیں اور اس کے اوپر کوئی بھی پریکٹیکل حل آج تک نہیں نکالا جاسکا گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹس اگر باقی تمام issues کو take up کرتے ہیں تو پھر واٹر سپلائرز سکیمز کو کیوں نہیں take up کرتے ہیں اور آپ گاؤں کے اندر garbage کو دیکھیں وہ 40 سے 50 سال سے پڑا ہوا اور ہ کتے وہاں پر پھرتے ہیں اور اس کو اٹھانے کے لئے کوئی بھی انتظام آج تک نہیں کیا گیا اس کے لئے ہمیں گاؤں کے level پر بھی واٹر سپلائی سکیمیں اور سیوریج چلانے اور garbage کو اُٹھانے کے لئے وہاں پر ہر گاؤں کے حوالے سے ہمیں proper sweeper کی اور واٹر سپلائی کے لوگوں کی ہمیں ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خرم اعجاز صاحب wind up کریں۔

جناب خرم اعجاز چٹھہ: جناب سپیکر! میں نے ابھی اپنی بات شروع کی ہے آپ آگے ہمارے شہر کے اندر آجائیں maximum ہمارے سیوریج وہ بلاک ہیں، گلیوں میں گندا پانی گھوم رہا ہے اور بچے سکول جانے سے قاصر ہیں لوگ نماز پڑھنے سے قاصر ہیں اب سیوریج کے اتنے زیادہ issue ہیں کہ اگر ہم اس کو شروع سے دیکھیں ہمارے جب سیوریج سکیم lay down ہوتی ہیں تو نہ ہی سیوریج پائپ کے سائز ٹھیک ہوتے ہیں، نہ ان کا لیول ٹھیک اور نہ ان کی کوالٹی ٹھیک ہوتی ہے منسٹر صاحب جب یہ سیوریج سکیمیں بنائی جاتی ہیں ان کے main holes کے آپس میں distance بہت لمبے ہوتے ہیں تقریباً دو سو سے تین سو فٹ تو ان کی صفائی کیسے ہو گی اور main holes کی quality اتنی گندی ہوتی ہے یا تو وہ چوری ہو جاتے ہیں یا ٹوٹ جاتے ہیں جیسے ہمارے بھائی آگے فرما رہے تھے کہ اس کے اندر یا تو کوئی بچہ گر رہا ہوتا ہے یا کسی بزرگ کی ٹانگ ٹوٹ رہی ہوتی ہے اب دیکھیں ہمارے شہر مرید کے میں سیوریج سکیم کے اوپر 50 کروڑ روپیہ لگائے اور وہ آج سے 10 سال پہلے پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے بنائی اور آج تک اس کو میونسپل کمیٹی والوں نے take up نہیں کیا اور وہ

سکیم ادھوری پڑی ہے۔ مرید کے میں پچھلے آٹھ سے سات سال سے ایک واٹر سپلائی سکیم چلی انہوں نے سات آٹھ tube wells لگائے دو یونین کونسلز میں pipes lay down کئے اب وہ سکیم بجٹ سے ہی غائب ہوگئی ہے اور لوگ پانی پینے سے قاصر ہیں۔ واٹر سپلائی کے pipe کی quality اور بار بار گلیوں کا بننا اس سے leakage پیدا کرتا ہے اس سے سیوریج اور صاف پینے کا پانی وہ mix ہو کر لوگوں کو ملتا ہے اور اس سے بہت ساری بیماریاں جنم لیتی ہیں تو ہر طرف اس طرح سے لاپروائیاں ہی ہیں اب شہروں میں جگہ جگہ پر garbage کے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں مرید کے شہر میں SNE improve ہونے والی ہے ہمارے شہر میں 1980 کے بعد ابھی تک regular بھرتی نہیں ہوئی ڈیڑھ سو ملازم ہے وہاں پر 15 سیور مین ہیں ڈھائی تین لاکھ لوگوں کی آبادی کے شہر کو کیسے یہ 10 بندے یا ڈیڑھ سو بندے cater کر سکیں گے مرید کے شہر میں international standards پر SNE improve ہونی چاہئے جو لوگ صفائی والے ہیں سیور مین اور سوپر زان کی تنخواہوں کو بھی بہتر کریں ان کو ہیلتھ انشورنس دیں ان کے pay structure بہتر کریں جس طرح باقی ڈیپارٹمنٹس میں ان کو incentive ملتے ہیں وہ ان کو بھی ملنی چاہئے اور آخر میں ایک important بات کہ یہی garbage جب ہم شہر سے اٹھاتے ہیں اور ادھر ہی گردونواح کہیں dumping area میں ڈال دیتے ہیں کیوں نہیں ہم سولڈ ویسٹ مینجمنٹ یونٹ لگاتے ہیں میں آج سے کچھ سال پہلے اپنے حلقے کے لئے سولڈ ویسٹ مینجمنٹ کا ایک یونٹ لگانا چاہئے جب میں نے پتا کیا P&D Department سے تو مجھے پتا لگا کہ پورے پنجاب میں ابھی تک کوئی ایک یونٹ بھی نہیں لگا جبکہ یہاں پر ہمارے ایک معزز ممبر نے بڑی اچھی بات کی کہ یہ تو ایسے یونٹس ہیں کہ باہر کے ملکوں میں گورنمنٹ اس سے کماتی ہیں اسی سے آپ کی کھاد بن رہی ہے گیس بن رہی ہے بجلی بن رہی ہے اور ہمارے پاس تو جہاں پر ایک یونٹ بھی نہیں لگا ہوا ہمیں یہ یونٹ لگانے چاہئے تاکہ dumping areas بن سکیں اور اردگرد کے ماحول کو گندا ہونے سے بچایا جائے اور آخر میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آخر آخر کرتے کرتے دو منٹ اوپر ہو گئے ہیں۔ ابھی منسٹر صاحب نے بھی اپنی speech wind up کرنی ہیں۔

جناب خرم اعجاز چٹھہ: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب ان باتوں کو سن لیں گے تو اس کا فائدہ سب کو ہو گا یہ بہت important باتیں ہیں اس سے گورنمنٹ کو بہت فائدہ ہو گا۔ یہ تین چار departments ہیں۔ Public Health Department, Municipal Committee, Local Government and District Local Government یہ سب overlap ہو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جتنے بھی honorable members ہمارے باقی رہ گئے ہیں میری ان سے request ہے کہ آپ in writing لکھ کر منسٹر صاحب کو submissions دے دیں وہ ان کو take up کر لیں گے۔

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! آپ بس دو منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایسے ہو نہیں سکتا رولز کے مطابق سوا آٹھ بجے تک ہم نے اس پر discussion کرنی ہے اور ساڑھے آٹھ بجے تک اس کو close کرنا ہے۔

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک منٹ بات کرنی ہے صرف ایک منٹ ہی دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مہربانی کریں اس طرح سے نہ کریں میں رولز کو کیسے suspend کر دوں آپ منسٹر صاحب کو in writing دے دیں اور بھی بہت سارے ممبرز ابھی رہتے ہیں۔ جی منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میری بات سنیں گے تو انہیں ساری باتوں کے جواب مل جائیں گے۔

جناب محمد نعیم صفدر: جناب سپیکر! اس ہاؤس کا آدھا گھنٹہ وقت بڑھا دیں تا کہ باقی ارکان بھی دو، دو منٹ بات کر لیں۔

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! اگر ہمیں ایک، ایک منٹ ہی بات کرنے دی جائے تو اس سے کوئی آفت نہیں آ جائے گی اس لئے ہاؤس کا تھوڑا سا وقت بڑھا لیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ارکان کی اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر
"ہاؤس کا وقت بڑھایا جائے" کی آوازیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ارکان سے گزارش ہے کہ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ میں ہاؤس کا مزید وقت نہیں بڑھا سکتا کیونکہ rules مجھے اجازت نہیں دیتے۔

آوازیں: جناب سپیکر! کل تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ rules violate نہیں کئے جا سکتے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ میری بات سن لیں اور یقین مانیے کہ آپ سب کے issues کا solution میرے پاس ہے اس لئے میری بات سن لیں۔

آوازیں: جناب سپیکر! دو، دو منٹ کے لئے بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں rules کے against کیسے جا سکتا ہوں؟ منسٹر صاحب کو بھی آپ کی باتوں کا جواب دینے کے لئے وقت چاہئے ناں۔ آپ کے ساتھیوں نے یہاں پر باتیں کی ہیں تو منسٹر صاحب نے اُن کا جواب دینا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! معزز ممبران مجھے بات کرنے کا موقع دیں اگر ان کی کوئی بات کا جواب رہ گیا تو بعد میں کر لیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج تحاریک التوائے کار پر بحث کے لئے دو گھنٹے یعنی ساڑھے آٹھ بجے تک کا وقت rules کے مطابق ہے تو میں اس وقت کو بڑھا نہیں سکتا کیونکہ سوا آٹھ بجے تک اس پر general discussion کروانی ہے اور 15 منٹ میں منسٹر صاحب نے اپنا جواب conclude کرنا ہے۔ اب وہ windup speech کر رہے ہیں تو please انہیں جواب دینے دیں۔

آوازیں: جناب سپیکر! تھوڑا سا وقت بڑھا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایسا نہ کریں بلکہ آپ وقت ضائع کروا رہے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! شکریہ، میں گزارش کروں گا کہ یہاں پر جو اپوزیشن اور حکومتی بنچز پر ہمارے بیٹھے ہوئے بھائیوں نے جتنی باتیں کی ہیں۔

جناب محمد نعیم صفدر: جناب سپیکر! تھوڑا سا وقت دے دیں کچھ نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نعیم صفدر صاحب اور دیگر معزز ممبران حزب اختلاف کی سہولت کے لئے Rule 85 (2) پڑھ کر سنا رہا ہوں کہ If the Adjournment Motion is admitted for discussion, the Speaker shall announce that the Adjournment Motion shall be taken up for discussion in the same session for not more than two hours.جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں اپنے بھائیوں سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میری بات سن لیں کہ انہوں نے جتنے مسائل اور issues بتائے ہیں اگر میری باتوں سے ان کا solution نہ ملے تو میں پھر بھی حاضر ہوں۔ آپ کسی اور دن بھی رکھ لیجئے گا تو میں پھر بھی اس کام کے لئے حاضر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! Please carry on

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): سب سے پہلے تو میں جناب سپیکر اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ واقعی یہ ایک serious نوعیت کا مسئلہ ہے جسے address ہونا چاہئے۔ آپ نے ہاؤس کے سامنے یہ ساری چیزیں رکھیں اور اس پر debate ہوئی جس دوران بڑی useful suggestions بھی آئیں کیونکہ یہ وہ مسائل ہیں جن کے اوپر پچھلے 77 سالوں سے کبھی کوئی توجہ نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر! آج دو main issues کے اوپر بات کی گئی جنہیں میں separately address کروں گا۔ ایک تو سالڈ ویسٹ مینجمنٹ سسٹم کے سلسلے میں بات کی گئی اور دوسرا ہمارے انفراسٹرکچر کے issues کے اوپر بات کی گئی۔ سب سے پہلے میں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ سسٹم پر آنا چاہتا ہوں کہ 77 سالوں میں آج ہم جہاں پہنچے ہیں۔ آج ہمارے پاس urban areas کے اندر تو کہیں نہ کہیں ویسٹ مینجمنٹ کمپنیوں کی شکل میں اور ہماری مقامی حکومتوں کی شکل میں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا سسٹم موجود ہے لیکن دیہاتی علاقوں میں جو 65 فیصد پنجاب کا area ہے تو اس میں بالکل بھی ایسا میونسپل سروسز کا سسٹم آج تک کبھی نہیں دیا گیا۔ میں آپ کو یہ بتاتا جاؤں

کہ چیف منسٹر پنجاب نے "ستھرا پنجاب" کے نام پر مہم کا آغاز کیا تھا تو ان دو ماہ کے اندر پنجاب کے دیہاتوں اور شہروں کے لئے یکساں طور پر سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا ایک سسٹم لے کر آرہے ہیں جو کہ زیادہ سے زیادہ چار ماہ کے اندر in place ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے پہلی چیز ہے اور میں ابھی اس سسٹم کے بارے میں بھی آگاہی دوں گا۔ اس وقت سب سے پہلے آپ کو یہ جاننا ضروری ہے کہ پنجاب جیسے صوبے میں 127 ملین ہماری آبادی ہے جہاں روزانہ کا 57 ہزار ٹن ویسٹ پیدا ہوتا ہے لیکن ہم اپنی آٹھ ویسٹ مینجمنٹ کمپنیوں اور 229 مقامی حکومتوں کی کل capacity کو اکٹھا بھی کر لیں اور سب کے maximum potential کے مطابق اگر ہم ویسٹ کو اکٹھا کرنا بھی شروع کریں تو ہم صرف اور صرف 18 ہزار ٹن ویسٹ اٹھا سکتے ہیں۔ جب چیف منسٹر پنجاب نے "ستھرا پنجاب" کے پہلے فیز میں on time cleaning کا آغاز کیا اور جہاں کچرے کے ڈھیر لگے ہوئے تھے تو جب ہم نے وہاں سے کچرا اٹھانا شروع کیا تو پھر ہمیں یہ بھی سمجھ لگی کہ ایک جگہ سے کچرا اٹھایا جاتا تھا لیکن دو یا تین دن بعد وہاں پر پھر وہی حال دوبارہ سے ہو تا تھا کیونکہ روزانہ کی بنیاد پر کچرا پیدا ہو رہا ہے جو کہ 39 ہزار ٹن روزانہ کی ویسٹ ہمارے سسٹم میں add ہوتی جا رہی ہے جس کا حل ہمارے سسٹم میں موجود نہیں ہے تو ہم کیسے اٹھائیں گے؟ اس لئے اس کے second phase کے اوپر working ہو رہی ہے جس کا آغاز کیا جا رہا ہے کہ ہم اس کو تحصیل کی سطح پر outsource کرنے جا رہے ہیں یعنی ہم شہری اور دیہاتی علاقوں کو یکساں نظام دینے جا رہے ہیں۔ 250 گھروں کے اوپر ایک سینٹری ورکر ہو گا اور یہ gold standards ہیں۔ آپ چیک کر کے دیکھ لیں کہ develop countries کے اندر یہ سسٹم موجود ہے کہ 250 گھروں کے اوپر ایک سینٹری ورکر کی سہولت انہیں دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب میں بھی پہلی دفعہ 250 گھروں کے اوپر ایک سینٹری ورکر دیا جائے گا اور میں سینٹری ورکرز کے اوپر بھی آؤں گا کیونکہ ان کے issues بھی بڑے important ہیں۔ اس ویسٹ کو ہم نے گھروں سے صرف اٹھانا ہی نہیں ہے بلکہ اس میں جو operation شامل ہے وہ کیا ہے کہ ہر گھر سے door to door collection ہو گی۔ اس کے بعد manual sweeping یعنی گلیوں کی صفائی بھی کی جائے گی اور ساتھ میں regular basis کے

اوپر drains کی desilting کی جائے گی یعنی آپ کے drains کی صفائی، گلیوں کی صفائی اور گھروں کے اندر سے کچرا اٹھایا جائے گا جسے اٹھا کر ہمارے transfer stations یا ہمارے TCPs پر shift کیا جائے گا اور وہاں سے اس کو dumping sides کے اوپر ٹرانسپورٹ کیا جائے گا۔ Dumping sides پر ہم کیا کرنے جا رہے ہیں؟ یہ بڑی اہم چیز ہے کہ ہم 100 فیصد کچرا اٹھانے کے لئے پہلی دفعہ پنجاب میں ایک سسٹم لائیں گے اور اس کے لئے ہمارے پاس اتنا انفرسٹرکچر ہو گا اور ہمارے پاس اتنی capacity ہو گی کہ ہم 100 فیصد کچرا اٹھا سکیں گے۔

جناب سپیکر! یہ کچرا جب اٹھایا نہیں جاتا تو یہ کرتا کیا ہے؟ یہ گلیوں میں جاتا ہے، نالیوں میں جاتا ہے، drains میں جاتا ہے، سیوریج میں جاتا ہے، اس میں blockage کرتا ہے اور پھر اس کے بعد سیوریج کا پانی گلیوں میں کھڑا ہوتا ہے جس سے اربوں روپے کا انفراسٹرکچر ہر سال تباہ ہوتا ہے کیونکہ اس کا کوئی proper disposal نہیں ہے۔ جس طرح میں نے عرض کی ہے کہ اس سسٹم سے related ایک نئی انڈسٹری وجود میں آنے جا رہی ہے اور تقریباً پنجاب میں ایک لاکھ کے قریب jobs create کی جائیں گی۔ اسی سسٹم کے لئے جو ہم لے کر آ رہے ہیں۔ یہ اضافی jobs ہوں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر میرے بھائی شیخ صاحب چلے گئے ہیں، کاش! وہ یہاں ہوتے تو میں انہیں بتاتا کہ جو تجاویز وہ دے رہے تھے تو حکومت پنجاب نے already plan بنا لیا ہوا ہے کیونکہ ویسٹ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ waste is another energy source بالکل بات ٹھیک ہے کہ پوری دنیا نے اس ویسٹ سے fortunes بنائی ہے۔ دنیا اس سے اپنی روزمرہ زندگی کی چیزوں میں استعمال میں لے کر آتے ہیں اور ہم بھی وہی کام کرنے جا رہے ہیں۔ ہم نے پہلے اسی سال آنے والے بجٹ میں اِن شاءاللہ تعالیٰ دس segregation plants لگائیں گے۔ ہمارے دس ڈویژنز ہیں ہم اُن میں segregation plants لگائیں گے۔ جو waste daily collect ہو گی اُس کو segregate کیا جائے گا۔ اس segregate سے بنتا کیا ہے، ہم نے اس پر بہت study کی ہے۔ اس میں 45 فیصد green waste اور organic waste ہوتی ہے اس سے آپ compost بنا سکتے ہیں پھر آپ اس کو waste to energy کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد تقریباً 25 to 30 percent recyclable ہے۔ اس میں پلاسٹک، آئرن،

شیشہ اور tins ہے جس پر پہلے بات کی گئی۔ یہ تمام کے تمام recyclables ہیں اور تقریباً 30 فیصد waste بچتی ہے جس کو آپ dump کرتے ہیں۔ dumping کے لئے بھی آپ کو پاکستان کی پوری تاریخ میں کسی بھی حصے میں کوئی proper landfill sites نہیں ملے گی۔ پہلی دفعہ چیف منسٹر پنجاب کا یہ وژن ہے کہ ہم پنجاب میں پانچ landfill sites بنانے جا رہے ہیں اور اس کو اسی بجٹ میں رکھ رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ landfill sites جو ہوں گی یہ carbon footprints کی reduction کا سبب بنے گی۔ ہم نے waste صرف اٹھائی نہیں بلکہ ہم اس waste کا end to end solution بھی ساتھ دے رہے ہیں۔ اس میں جو issues ہمارے سینٹری ورکرز کے حوالے سے رکھے گئے ہیں بالکل اُن کے concerns ہونے چاہئیں کیونکہ جب کوئی سسٹم تبدیل ہوتا ہے تو لوگوں کے concerns ہوتے ہیں۔ ہم بالکل یہاں پر اُن کے concerns کو دور کرنے کے لئے موجود ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ 2010 میں پہلی دفعہ جب پاکستان میں لاہور میں ویسٹ مینجمنٹ کمپنی آئی اُس وقت بھی اس طرح کے concerns اُٹھے تھے کہ جب۔۔۔

(اذان عشاء)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے سینٹری ورکرز کے concerns ہیں۔ جب 2010 میں پہلی دفعہ ویسٹ مینجمنٹ کمپنی کا آغاز لاہور سے کیا گیا تو اُس وقت بھی یہ concerns اٹھے تھے کیونکہ جب یہ مقامی حکومت سے یعنی جو ہماری میٹروپولیٹن کارپوریشن تھی اُس سے جب یہ function شفٹ ہو رہا تھا ویسٹ مینجمنٹ کمپنی کو تو اُس وقت بھی یہ concerns اٹھے تھے کہ اب ان employees کا کیا ہوگا، کس طرح ان کے معاملات چلیں گے؟ میں آپ کو بتاتا جاؤں کہ اُس وقت ایک SAMA (Services and Asset Management Agreement) کیا گیا تھا۔ اُس میں ہمارے employees کے تمام حقوق کے تحفظ کا ایک حصہ ہے۔ ایک agreement ویسٹ مینجمنٹ کمپنی کے ساتھ کیا گیا تھا اور اب بھی جتنی ہماری مقامی حکومتیں ہیں اُن کا SAMA

Agreement کیا گیا ہے۔ اس agreement میں آپ کے تمام تحفظات کو address کیا گیا اور آپ کو تمام سہولتیں دی جائیں۔ آپ لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی کی مثال لے لیں تو لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی اسی SAMA ایگریمنٹ کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ جو آپ کو shelter وہاں پر ملا ہے وہی shelter آپ کو اس سسٹم میں بھی ملے گا۔ آپ کی پنشن، تمام مطالبات، انشورنس اور ہیلتھ اینڈ سیفٹی کے تمام issues کو اس میں address کیا جائے۔ جو minimum wage کی بات کی گئی تھی اس کو بھی address کیا جائے گا بلکہ وہ بھی ہم ensure کریں گے۔ میں یہاں پر حاضر ہوں جو ہمارے سینٹری ورکرز آج تشریف لائے ہیں، وہ میرے دفتر آنا چاہیں تو میں وہاں بھی مل کر ان سے detailed میں بات کرلوں گا اور ان کے جو concerns ہوں گے میں ان کو گارنٹی دیتا ہوں کہ وہ ہم address کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں دوبارہ ذکر کروں گا کہ اگر آپ SAMA ایگریمنٹ کو پڑھنا چاہیں تو اس کو پڑھ لیں اس میں تمام چیزوں کو address کیا جاتا ہے۔ پہلے بھی کیا گیا تھا اور اب بھی کیا جائے گا۔ میں پھر سے repeat کروں گا کہ تمام مقامی حکومتوں کے ساتھ جو ہماری ویسٹ مینجمنٹ کمپنی ہے اُن کا SAMA ایگریمنٹ ہوا ہے اور ہم اسی کے تحت اس کو outsource کریں گے لیکن جو چیزیں اُس میں لکھی ہیں، جو conditions ہیں اُن کو follow کیا جائے گا۔ آپ کی employment وہی پر ہی رہے گی، آپ نے کام بھی ویسے ہی کرنا ہے جیسے کر رہے ہیں اور آپ کے تمام benefits کو ہم اسی agreement کے ذریعے ensure کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایک بہت اہم پوائنٹ اٹھایا گیا تھا کہ ہمارے ہاں جو انفراسٹرکچر ہے وہ بہت بری حالت میں ہے اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ پچھلے پانچ سالوں میں اگر کام کیا گیا ہوتا، اگر ڈویلپمنٹ کے کام کئے گئے ہوتے تو یقین مانیں آج اتنے برے حالات نہ ہوتے۔ پہلے دس سالوں میں جب شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب تھے بہت سارے ڈویلپمنٹ کے کام کئے گئے۔ وہ ایک سنہرا دور گزرا ہے، شہروں کے شہر کی transformation ہوئی اور بہترین سسٹم آیا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اُسی سسٹم کو آگے لے کر جاتے لیکن ہم پیچھے چلے گئے۔ آج لاہور کے علاقوں کا جو ذکر کیا گیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب کے تقریباً ہر چھوٹے بڑے شہروں کے یہی حالات ہیں یہاں تک دیہاتوں کے بھی یہی حالات ہیں کیونکہ نہ تو maintenance cover کیا

گیا، نہ کوئی نئی سکیمیں بنائی گئیں اور نہ اُس طرح سے کوئی پلاننگ کی گئی کہ ان کو کس طرح سے execute کرنا ہے۔ جو already موجود سکیمیں تھیں نہ اُن کو چلانے کے حوالے سے کوئی پالیسی لے کر آئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے کچھ figures رکھنا چاہتا ہوں۔ اس وقت ہمارے پنجاب میں جو واٹر سپلائی سکیمیں ہیں جو ہمارے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ یا ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نے بنائی ہیں وہ 5 ہزار 299 ہیں۔ اِس وقت 2 ہزار 4 سکیمیں بند پڑی ہوئی ہیں۔ اس کی وجوہات بھی میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ یہ تو میں نے صرف واٹر سپلائی سکیم کی بات کی ہے ڈرینج اور سیوریج سسٹم کی سکیمیں بالکل مختلف ہیں۔ بالکل میرے بھائیوں نے صحیح کہا کہ یہاں پر سکیم بنتی ہے اُس کے بعد جب اُس کو مقامی حکومت کو hand over کرنے جاتے ہیں تو وہ hand over ہی نہیں ہوتی۔ اِن کی وجوہات کیا ہیں اس کے پیچھے ہمیں جانا چاہئے اور ہمیں پتا ہونا چاہئے۔ 2001 میں جب پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا ڈیپارٹمنٹ ہوا کرتا تھا تو جب 2001 میں مقامی حکومت ایکٹ آیا تو پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو ختم کر دیا گیا۔ اس سے پہلے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ جب کوئی سکیم بناتی تھی تو وہ اس کا ONM اس میں شامل رکھتی تھی۔ وہ خود بناتے تھے، خود اس کی maintenance کرتے تھے اور خود اس کو چلاتے تھے۔ 2004 میں اُس وقت کی حکومت نے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ revive کر دیا تو اُس کی ONM کی cost کسی میں شامل نہیں کی۔ صرف اس کو بطور executive agency revive کر لیا اور کوئی سسٹم بنایا ہی نہیں کہ جو سکیم بنے گی اس کو چلائے گا کون؟ اس کو address ہی نہیں کیا گیا۔ پھر خود ساختہ سسٹم بنتے گئے، کوئی لکھی پڑھی چیز موجود ہی نہیں تھی۔ Rural Areas میں جو سکیمیں بنتی تھیں وہ community based organization بنا کر اُن کے سپرد کر دی جاتی تھی۔ اب کسی سیوریج اور ڈرینج کی سکیم کو چلانے میں کوئی cost involve نہیں ہوتی لیکن جو واٹر سپلائی سکیم ہے اُس پر cost involve ہوتی ہے، اُس میں یوٹیلٹی کے بلز شامل ہوتے ہیں، اُس میں اُس کی proper صفائی ہوتی ہے اور میں کافی cost کا factor موجود ہوتا ہے۔ جب کمیونٹی کے پاس اُس کو چلانے کے لئے پیسے ہی نہیں تھے تو وہ بند ہوتی جاتی تھیں۔ جب بند ہوتی گئیں اُن کو دوبارہ کسی نے چلانے کی کوشش ہی نہیں کی۔ اب میں آپ کے سامنے یہ بھی عرض کرتا جاؤں کہ اب چیف منسٹر

پنجاب نے اِن تمام مسائل کا حل نکال لیا ہوا ہے جو میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ جو ہماری اربن ایریا کے اندر سکیمیں تھیں وہ مقامی حکومت کو handover کی جاتی تھیں۔ پھر مقامی حکومت اُس کے ڈیزائن، اُس کے execution میں issues اور faults نکالتی تھی۔ اس لئے وہ handover ہی نہیں ہوتی تھی، وہ وہیں کی وہیں رہتیں ہیں۔ یہ issues آج بھی موجود ہیں اور آج بھی ہماری کئی اربوں روپے کی سکیمیں تیار یا non-functional ہو کر ختم ہو چکی ہیں یا وہ handover ہی نہیں ہو رہیں۔ ہمارے ساتھ یہ بدقسمتی اور ظلم ہوا ہے جن لوگوں نے اس ڈیپارٹمنٹ کو ختم کیا اور پھر دوبارہ revives کیا ان لوگوں نے کبھی اس پر solution نہیں دیا۔ اب ایک اور issue یہ ہے، ایک ہی کام مختلف ڈیپارٹمنٹس کر رہے ہوتے ہیں یہ بالکل ٹھیک ہے یہاں پر رانا آفتاب احمد خان صاحب نے بات کی تھی کہ ایک ہی کام کئی ڈیپارٹمنٹ کر رہے ہوتے ہیں۔ واسا والے بھی وہی کام کر رہے ہیں، آپ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ والے بھی وہی کام کر رہے ہیں اور آپ کی مقامی حکومت والے بھی وہی کام کر رہے ہیں تو actually کس کی domain کہاں پر ختم ہوتی ہے اور کہاں سے شروع ہوتی ہے اس کا بھی کسی نے solution نہیں کیا۔ یہ میں آپ کو بتاؤں کہ چیف منسٹر پنجاب نے institutions reforms کے لئے کہا ہے کہ آپ اداروں میں دوبارہ reforms لے کر آئیں اور ان کی capacity building کریں تاکہ ان کو پتا ہو کہ کون سا کام کس نے کرنا ہے۔ اب میں آپ کو بتاؤں کہ پبلک بلڈنگ کی execution کی over the year capacity building ہو چکی ہے جس طرح پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور C&W کے درمیان اس طرح کا ایک agreement ہے schemes پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی ہوتی ہیں، ان کی approval بھی پبلک ہیلتھ انجینئرنگ دیتا ہے اور ان کا PC-I بھی پبلک ہیلتھ انجینئرنگ تیار کرتا ہے لیکن اس کو C&W execute department کرتا ہے تاکہ جس دن وہ مکمل ہو گی وہ پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ والوں کے سپرد ہو یہ اس کی O&M اس میں شامل ہوتی ہے یہ ان کی اپنی سکیم ہوتی ہے۔ اسی طرح سے چیف منسٹر نے اس چیز کا decision کر لیا ہے اور باقاعدہ یہ گورنمنٹ سے بھی approve ہو چکا ہے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ بطور executing agency کام کرے گی اور سکیم مقامی حکومت کی ہو تاکہ مقامی حکومت والے اس کا PC-I تیار کریں اور اس کی O&M کے ذمہ دار ہوں۔ جب وہ سکیم execute

ہو جائے تو واپس ان کے handover ہو جائے۔ کوئی بھی سکیم لاوارث نہ رہے تو اس کا ایک solution یہ بھی ہے۔

دوسرا باقاعدہ اس کے لئے ایک entity create کی جائے گی۔ یہ نہیں ہو گا کہ ایک ہی کام تین ڈیپارٹمنٹ differently کر رہے ہوں۔ ایک entity ایک umbrella کے نیچے کام ہو رہے ہوں گے اس پر باقاعدہ تیزی سے کام ہو رہا ہے اور ان شاءاللہ یہ بھی بہت جلد ہو جائے گا تا کہ اس چیز کے حوالے سے confusion ختم ہو کہ کون سا کام کس نے کرنا ہے۔ ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ کے کام ہو، ان کی capacity building کی جائے پھر وہ اس کے لئے جوابدہ بھی ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کو بتاتا ہوں اور میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ ہماری 2017 کی ایک سکیم تھی جب میاں محمد شہباز شریف صاحب چیف منسٹر تھے اس وقت World Bank کے تعاون سے 236 ملین ڈالر کی PCP کے نام ایک سکیم تھی ہمارے 16 شہروں کی total revamping کی سکیم آئی تو اسے تین سال میں مکمل ہونا تھا۔ یہ 2017 کے آخر میں سکیم آئی اور obviously اس کی execution کوئی 6 ماہ بعد شروع ہونی تھی لیکن بد قسمتی سے جب وہ گورنمنٹ ختم ہوئی اور دوسری گورنمنٹ آگئی تو پانچ سال اس پر کوئی کام نہیں کیا گیا۔ وہ سکیم وہیں کی وہیں رہی یہاں تک World Bank کی ناراضگی بھی ہوئی وہ ان کے ساتھ properly نہیں چل سکے۔ وہ 16 شہروں کی سکیم تھی وہ سکیم آج سے سال سوا سال پہلے Interim Government میں دوبارہ revive کی گئی۔ اب ان پر کام ہو رہا ہے اب ہم ان شاءاللہ ان 16 شہروں کو اگلے سال before جون مکمل کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب اس طرح کام ہوں گے جب ایک فنڈ موجود ہے اور بجٹ موجود ہے لیکن will نہیں تھی ان شہروں میں کام نہیں کیا گیا۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور یہ میرے پاس حقائق موجود ہیں جو PCP کی سکیم ہیں وہ ابھی بھی چل رہی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ بالکل یہ issues ہیں لیکن چیف منسٹر پنجاب نے ان سب کا solution بھی دیا ہے اور ہم speedily کام کر رہے ہیں۔ صوبائی حکومت کو آئے ہوئے صرف دو ماہ ہوئے ہیں اور ہم دو ماہ میں پورا solid waste management کا سسٹم دے رہے ہیں اور میونسپل سروسز کا وہ سسٹم دے رہے ہیں جو آج تک پاکستان اور پنجاب کی تاریخ میں کسی بھی جگہ پر اس طرح کا سسٹم نہیں رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ institutions reforms بھی کر رہے ہیں تا کہ ان کا permanent solution کیا

جائے۔ اس کے علاوہ یہ بھی چیف منسٹر پنجاب کی ہمیں ہدایت ہے کہ جو بھی شہروں کے مسائل ہیں جہاں جہاں کوئی issues ہیں ہم ان کا ایک comprehensive solution دیں اگر ہم کوئی سکیم لے کر آتے ہیں تو اس کا کوئی comprehensive solution ہو گا۔ یہ نہیں کہ ایک سڑک بن گئی ہے اس کے بعد سیوریج ڈالنے والے آ گئے ہیں اور اس کے بعد drainage والے آ گئے ہیں۔ اب یہ نہیں ہو گا پہلے ہوتا رہا۔ کاش! میرے بھائیوں نے اپنے دور میں یہ کام کئے ہوتے۔ اب ہم لوگ یہ نہیں ہونے دیں گے۔ اب اس کا ایک comprehensive solution ہو گا کہ پہلے سیوریج پڑے گا اور drainage کا مسئلہ حل ہو گا پھر اس کے بعد سڑک بنے گی اور پھر گلی بنے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ بڑی اہم بات، پلاسٹک بیگ کی بات کی گئی، یہ بالکل ہو گا اور ان شاءاللہ ہم کر کے دکھائیں گے، 6 جون سے پنجاب میں پلاسٹک بیگ ban ہونے جا رہا ہے اور ان شاءاللہ تعالیٰ آپ کو پلاسٹک بیگ کہیں نظر نہیں آئیں گے اور ہم یہ بھی کر کے دکھائیں گے۔ اس سے پہلے جب آپ کے پاس ویژن ہوتا ہے اور will ہوتی ہے تو آپ کے پاس چیزوں کا solution آ جاتا ہے تو انشاءاللہ تعالیٰ یہ ہو گا۔ یہاں پر waste management کی بھی بات کی گئی تو ہم tendering face میں آ چکے ہیں، ہم باقاعدہ اس کی pre-qualification کے face میں چل رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میرے بھائی جناب شوکت راجہ نے dumping site کے حوالے سے بات کی تھی یہ بالکل issues ہیں اور انہوں نے کسی دیہات کا نام لیا کہ وہاں پر راولپنڈی کی Waste Management Company کی dumping site ہے اور یہ 2007 سے ہے جب Rawalpindi Waste Management Company exist بھی نہیں کرتی تھی جب مقامی حکومت اس میں dump کرتی تھی تو ہم نے already district government کو کہہ دیا ہے اور اس کے لئے باقاعدہ فنڈز بھی مہیا کر دیئے ہیں کہ کوئی نئی جگہ ڈھونڈیں لیکن پھر بھی میں نے جیسے پہلے عرض کی کہ ہم پوری صورتحال کو ultimately landfill sites کی طرف لے جا رہے ہیں، landfill sites ہوں گی اور وہاں پر ہم اس کو dump کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ جیسے میں نے segregation کے حوالے سے بات کی کہ ہم segregation plants لگا رہے ہیں ان شاءاللہ تعالیٰ ADP کے ساتھ ہی اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! یہاں پر لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے حوالے سے بات ہوئی بالکل یہ بھی بڑا ضروری ہے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ جب 1990 میں پہلی دفعہ میاں نواز شریف صاحب پرائم منسٹر بنے تو آپ کو یاد ہوگا کہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی اور ہم نے لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کروائے۔ 1997 میں میاں نواز شریف صاحب دوسری دفعہ پرائم منسٹر بنے تو پھر ہم نے الیکشن کرائے۔ 2008 میں میاں شہباز شریف صاحب چیف منسٹر بنے اور ایک سسٹم چل رہا تھا تو اس کو گھر نہیں بھیجا گیا ان کا tenure مکمل ہونے دیا گیا۔ 2013 میں نواز شریف صاحب تیسری دفعہ پرائم منسٹر بنتے ہیں تو ہم پھر الیکشن کرواتے ہیں۔ اب آپ دوسری طرف دیکھیں کہ جب 2018 میں ہمارے ان بھائیوں کی حکومت آتی ہے تو ایک چلتے ہوئے سسٹم کو گھر بھیج دیا جاتا ہے اور برداشت نہیں کیا جاتا کہ لوکل گورنمنٹ کے نمائندے کیوں یہاں پر بیٹھے ہیں۔ پھر سپریم کورٹ کا فیصلہ آتا ہے کہ ان کو بحال کیا جائے لیکن ان کو بحال نہیں کیا جاتا۔ سپریم کورٹ کے فیصلے کو نہیں مانا جاتا۔ یہ تاریخ کا حصہ ہے پانچ سال ان کو ملے انہوں نے کیوں الیکشن نہیں کرائے؟۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: .Please no cross talk

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): کون سے ساڑھے تین سال، پرویز الٰہی کا دور کس کا ٹائم تھا؟ آپ مجھے بتائیں؟ آپ اس میں سے صرف دو ماہ کا ٹائم نکال لیں باقی تو سارے ان کو ملے۔ بزدار حکومت رہی اور اس کے بعد پرویز الٰہی حکومت آئی تو یہ کون سا ٹائم تھا؟ انہوں نے تین ایکٹ بنائے ان کو ایکٹ نہیں بنانا آرہا تھا ان کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کہاں پر ہم end کریں اور کہاں سے شروع کریں۔ پھر بات کی جاتی ہے devolution of power کی، یہ باتیں کی گئی۔ 2022 میں جو انہوں نے ایکٹ بنایا ہے میں بتاتا ہوں کہ وہ کیا ہے؟ اس میں پورے ضلع کو ون یونٹ بنا دیا گیا، ظلم یہ کیا گیا کہ پورے ضلع کو ون یونٹ بنا دیا۔ اربن اور رورل divide کو ختم کر دیا گیا۔ خود میرے بھائی یہاں پر کہہ رہے ہیں، شہروں کے مسائل کی بات کر رہے ہیں، دیہاتوں کے مسائل different ہیں شہروں کے مسائل different ہیں۔ اربن اور رورل divide یہ ہمارے بلدیاتی سسٹم کا ایک حصہ ہے تاکہ اربن سے related لوگ اپنے علاقے کے

مسئلے حل کریں اور رورل ایریا کے لوگ اپنے علاقے کے مسائل کا حل کریں۔ ہمارے ان بھائیوں نے پورا پورا ضلع ون یونٹ بنا دیا۔ اگر انہوں نے الیکشن کروانے ہوتے تو EVM کیوں ڈالتے؟ انہوں نے اس ایکٹ کے اندر EVM کی شق ڈالی، نہ EVM ہو گی نہ الیکشن ہوں گے۔ یہ actually ان کا plan تھا۔ آج میرے بھائی waste management کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں اور یہ باتیں کر رہے ہیں کہ ٹوٹی سڑکیں اور ٹوٹی گلیاں ہیں، یہ لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں یہ بتائیں کہ انہوں نے پانچ سال کیا کیا؟ ہم تو اس وقت اپنا ہر چیز کا solution لے کر آ رہے ہیں اور میں آپ کو date دے کر جا رہا ہوں کہ ان شاءاللہ چار ماہ کے اندر waste management system embrace ہو گا۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ منسٹر صاحب! آپ نے یہاں پر بڑی جامع بات کی اور آپ نے بڑی سنجیدگی سے ان سارے issues کو take up کیا تو میں بھی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو پنجاب کے عوام کی خدمت کرنے کی مزید ہمت عطا فرمائے۔ اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے، Now, the House is adjourned to meet on Thursday 16 May, 2024 at 2:00 pm.